مَناقبِ اطهار

مرتّب

خواجه سردار محمد امیری شکوری

بسم الله الرحمن الرحیم

مناقبِ اطهار

❄

مرتّب

خواجه سردار محمد امیری شکوری

سلسلہ اشاعت: ۱۷

تاریخ اشاعت: ۸- صفر المظفر ۱۴۱۵ھ

۱۶- جولائی ۱۹۹۴ء

قیمت: ۱۵۰/- روپے

ڈیلکس ایڈیشن: ۲۰۰/- روپے

ناشر: مرتب

تزئین: راجی

کمپوزنگ: محمد جاوید-

ST۲۱- سینچری کمپیو الیکٹرونکس

میڈیسن مارکیٹ چنیوٹ بازار فیصل آباد

مطبع: الرفیق افضالی پرنٹنگ پریس فیصل آباد

اہتمام:

نعت

پوسٹ بکس نمبر ۲۵، فیصل آباد

انتساب

امیر طریقت و پیر شریعت

حضرت قبلہ خواجہ محمد امیرالدین

ہادوی شکوری ابوالعلائی جہانگیری قادری چشتی رحمتہ اللہ

کے نام

جن کے حُسنِ وجد و کیف اور ذوق لطیف سے ان مشاعروں کی بنیاد پڑی۔ مشاعروں کی روداد آج مناقب اطہار کے نام سے پیش محبّین ہے۔ جس کی ہر منقبت سے حضرت خواجہ کی معطر اداؤں کی مہک آتی ہے۔

ترتیب

مناقب

آثم کمالوی، شبیر احمد

احمد حسن امیروی

اختر سدیدی

شفقت اللہ شفقت

صائم چشتی

صوفی صاحب

عابد حسین عابد حکیم، سید

عاصی کرنالی (ملتان)

علی قیصر جعفری

علی محمد ماہی

ماسٹر محمد اقبال

ماسٹر محمد علی امیروی — ماہوں بان

مبارک علی قیس

محبوب عالم محبوب نظامی کمالوی

محمد فیروز عاصی

مختار عالم مختار امیروی

مست شاہ ملتانی

مضطر صاحب

منظور احمد منظور امیروی

نعمت دیوانہ جیلانی

حرفِ مدعا

یہ سعادت میرے حصہ میں آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب "مناقبِ اطہار" کے مرتب کرنے میں اس فقیر پر تقصیر کی مساعی کو بھی شامل فرما لیا ہے۔ آستانہ عالیہ امیریہ، قادریہ، شکوریہ، جہانگیریہ، ابوالعلائیہ کی بنیادی نسبت سلسلہ قادریہ، چشتیہ سے ہے۔ ہمارے پیر و مرشد اور سلسلہ عالیہ کے قریبی بزرگوں کے مراکز پیپلز کالونی فیصل آباد، بیکن گنج کانپور (بھارت) اور گارڈن ٹاؤن جیون ہانہ، لاہور میں مرجع خلائق ہیں۔

مجھے حضرت قبلہ و کعبہ حضرت خواجہ امیرالدین (امیرالاولیاء) رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر ۱۹۶۲ء میں شرف بیعت حاصل ہوا۔ جس سے میرے دل کی دنیا ہی بدل گئی اور میرا تن من دھن نثارِ مرشدِ میخانہ ہو کر رہ گیا۔ اب بقول شاعر مشرق صرف یہی آرزو ہے:-

ضمیر پاک و نگاہ بلند و مستی شوق
نہ مال و دولتِ قاروں، نہ فکرِ افلاطوں!

میرے بعد ۱۹۶۳ء میں میرے برادر اکبر محترم اختر سدیدی اور ان کی وساطت سے جناب علی محمد ماہی نے بھی حضرت مرشد کامل خواجہ امیرالدین کے ہاتھ میں کسب فیض کے لئے ہاتھ دے دیا جواب تک مسلسل اس مردِ خود آگاہ کے روحانی فیوض و برکات سے مستمتع ہو رہے ہیں۔ ہر چند کہ ان کے سلسلہ عالیہ میں شامل ہونے سے قبل بڑے بڑے مریدان باصفا، اتقیاو اصفیاء سلسلہ میں شامل تھے مگر ان کی آمد کے بعد سلسلہ عالیہ میں ایک نئی حرکت نیا انداز اور نیا نکھار پیدا ہو گیا۔ حضرت پیر و مرشد کی زندگی ہی میں سالانہ عرس مبارک کے موقعہ پر منقبتی طرحی مشاعرہ کی داغ بیل بھی اسی "جوڑی" نے ڈالی جو آج تک جاری و ساری ہے۔ اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیشہ جاری رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ!

افسوس کہ اکیس جون ۱۹۶۸ء مطابق ۲۴۔ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ آسمان روحانیت کا یہ درخشندہ ماہتاب مریدان امیریہ کی نظروں سے اوجھل ہو کر وصل یار کے بحر بیکراں میں ہمیشہ

کیلئے غوطہ زن ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مگر بقول حافظ شیرازی وہ اب بھی زندہ ہیں:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

قبلۂ عقیدت و طریقت حضرت امیر الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال کے بعد بھی منقبتی اور طرحی مشاعرہ کا سلسلہ حضرت سردار طریقت جناب سردار محمد صاحب امیروی (جن کی حضرت پیر و مرشد سے نسبت دامادی بھی ہے) سجادہ نشین زیب آستانہ عالیہ امیریہ ہادویہ قادریہ چشتیہ کی زیر سرپرستی باقاعدگی سے جاری ہے۔ برادر اکبر جناب اختر سدیدی نہ صرف یہ کہ اس روحانی مشاعرہ کی پاکیزہ تقریب میں نقابت کے فرائض انجام دیتے چلے آ رہے ہیں بلکہ یہ کہنا کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ وہ ان مشاعروں میں شرکت کرنے والے حسین چہروں کا جھومر ہیں۔ وہ لسان العصر اور صاحب دل بھی ہیں۔ اس لئے وہ اپنی پراثر، پرمغز اور لافانی زباں دانی کی بدولت اہل سلسلہ اور شرکاء مشاعرہ کے اذہان و قلوب کو اپنے تصرف میں لے کر جس طرح چاہیں رنگ بھر دیتے ہیں۔ حضرت پیر و مرشد اور موجودہ سجادہ نشین قبلہ سردار محمد دامت برکاتہم عالیہ ان کی اس تمام ادا پر مائل تھے اور ہیں۔ برادر اکبر جناب اختر سدیدی کہہ سکتے ہیں اور تمام اہل سلسلہ یہ کہنے میں ان کے ہمنوا ہوں گے کہ

میری زندگی جگمائی ہے تو نے، شراب محبت پلائی ہے تو نے

حقیقت میں صاحب یہ ساقی کی مجھ پر عنایت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

توقع ہے کہ زیر نظر کتاب "مناقب اطہار" جس میں منقبتی کلام کے علاوہ روحانی زندگی کا اور بھی بڑا ذخیرہ ہے اپنے مجموعی تاثر کے اعتبار سے قلوب کی سنگلاخ زمینوں کو ہمیشہ سرسبز و شاداب کرتی رہے گی۔

آخر میں برادرم اختر سدیدی اور محترم علی محمد ماہی خصوصاً عصر حاضر کے دانشور نعت گو شاعر پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی خصوصی توجہ سے یہ کتاب منصۂ شہود پر آئی۔ آپ نے میری درخواست پر زیر نظر کتاب کو مرتب کرنے میں بڑی محنت و لگن سے کام کیا۔ اور میری ایک دیرینہ و مخفی طلب کو عملی جامہ پہنانے میں پرخلوص

معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا ہے کہ خدا کتاب کی ترتیب و تدوین میں دلچسپی لینے والے تمام دوست و احباب اور اہل سلسلہ کو میرے وہم و گمان سے بڑھ کر اس دنیا اور آخرت میں اپنی ان گنت رحمتوں، برکتوں، سلامتیوں اور کرم نوازیوں سے نوازے۔ اللھم آمین! ثم آمین!

تیرے کرم نے کیا کہوں کیا کیا بنا دیا
چشم زدن میں جس کو جو چاہا بنا دیا

بندہ درگاہ

احقر میاں مختار عالم

بی۔اے امیری، بادوی

۱۷۴۔ڈی، پیپلز کالونی فیصل آباد

رشحاتِ قلم

(خواجہ سردار احمد امیری شکوری سجادہ نشین دربار عالیہ امیریہ شکوریہ فیصل آباد

بجھا سکی نہ زمانے کی آندھیاں جن کو
تمہاری یاد میں ایسے چراغ جلتے ہیں

رہبر روحانیت و شریعت مرشد کامل کا اسم گرامی خواجہ محمد امیر الدین ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی خواجہ غلام جیلانی تھا۔ آپ کے پیرو مرشد بلند مرتبت، جلیل القدر ہستی کا اسم گرامی سیدنا محمد ہادی علی شاہ ہے۔ آپ کا وصال ۱۱۔ اگست ۱۹۴۲ء بمطابق رجب الرجب ۱۳٦۱ھ بروز منگل ساڑھے دس بجے صبح ہوا۔ آپ کا "پُرانوار مرقد" بیکن گنج کانپور محلہ ناظر باغ میں مرجع خاص و عام ہے۔ خطاب غائبی امام الاولیاء ہے۔ آپ کے لطف و کرم سے مرشدی قبلہ خواجہ امیر الدین کا خطاب غائبی امیر الاولیاء ہوا۔ آپ کی پیدائش و رہائش کا تعلق محلہ ٹاہلی کھجور والا جالندھر سے تھا۔ آپ اپنے بڑے بھائی عبد العزیز کی ہمراہی میں قالین فروشی کا کاروبار کرتے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان چلے آئے۔ کچھ عرصہ لاہور، راولپنڈی اور گوجرہ میں گزارا۔ آخر کار لائلپور موجودہ فیصل آباد میں رہائش پذیر ہوئے۔ آپ کی شخصیت ہر خاص و عام کیلئے نہایت پر کشش رہی۔ جو ایک بار آپ کو ملنے کیلئے آجاتا وہ بار بار ملنے کی آرزو لیکر جاتا۔ آپ کے اخلاق حسنہ اور گفتگو کی شیرینی سے ہر ایک کا دل شراب محبت سے لبریز ہو جاتا۔ کیف و مستی کا عالم ہر ایک کے دل پہ چھا جاتا اور وہ محسوس کرتا کہ ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی۔ آپ کی شخصیت کا ظاہری پہلو جب کہ ایسا موثر ترین تھا تو آپ کی باطنی کیفیت کا حال کیسے بیان کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے اس دارفانی سے ۲۱۔ جون ۱۹٦۸ء بمطابق ۲۴۔ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ بروز جمعتہ المبارک پردہ فرمایا۔ بقول کے

در معکم سقی فی انفکم گفتی
در چشم نظر باراں پردہ بھاں کر دی

آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں۔ ایک صاحبزادی آپ کی حیات مبارکہ کے بعد انتقال کر گئی اور دوسری صاحبزادی بحیات ہیں۔ آپ کے نرینہ اولاد بھی ہوئی مگر بقضائے الٰہی انتقال کر گئی۔ آپ کے بعد مسند نشینی کی سعادت فقیر کو حاصل ہوئی حضرت خواجہ امیر الاولیاء کے نام سے موسوم دربار امیریہ ۱۲۷۹ بی پیپلز کالونی نمبر ا فیصل آباد مظہر انوار و تجلیات ہے جہاں سے سلسلہ عالیہ جہانگیریہ، ابوالعلائیہ، شکوریہ، بادویہ امیریہ کے وابستگان فیضیاب ہو رہے ہیں۔ ہر جمعرات، جمعہ کو فاتحہ دلائی جاتی ہے اور ہر قمری مہینے کی چوبیس (۲۴) تاریخ کی رات کو فاتحہ خوانی اور محفل سماع کا انعقاد ہوتا ہے۔

اکثر و بیشتر لوگ کشف و کرامات کو راہ طریقت میں ایک بنیادی شناخت کا درجہ دیتے ہیں۔ دراصل اولیائے کرام کی شناخت حضور پر نور آقائے نامدار شہ کونین کی اتباع میں مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیائے کرام سے ضرورت زمانہ کے لحاظ سے مختلف اوقات میں کرامات کا ظہور کراتا ہے تاکہ لوگ ان مخصوص بندوں کے توسل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول کا اتباع کرتے ہوئے اپنی زندگی سنوار لیں اور توشۂ آخرت لیکر اللہ تعالیٰ کے حضور کامیاب و کامراں پیش ہوں۔

بن دلبر شکل جہان آیا
ہر صورت عین عیان آیا

اس نظریہ فکر کے پیش نظر چند واقعات پیش خدمت کرتا ہوں۔ قارئین کرام بالخصوص ارباب تصوف ان واقعات کو پڑھ کر بالیقین تسکین حاصل کریں گے اور ان واقعات کی اثر آفرینی سے جذبۂ شوق کی بھرپور کیفیات میں بندہ کے حق میں دعا گو ہوں گے۔

یاد او سرمایۂ ایماں بود
ہر گدا از یاد او سلطاں بود

کرامات مبیں

مجھے بفضل خدا حضرت قبلہ خواجہ امیر الاولیاء کے ہمیشہ قریب رہنے کا فخر حاصل رہا ہے لہذا اس قربت کے طفیل آپ مجھ پر بکمال کرم فرمایا کرتے اور بعض اوقات گذرے

ہوئے لمحات کی یاد بھی تازہ فرمایا کرتے آپ اکثر اپنے پیر و مرشد کی باتوں سے دل بہلایا کرتے۔ روحانیت اور تصوف کے رموز بیان فرمایا کرتے شریعت اور طریقت کی باریکیاں بیان فرمایا کرتے۔۔۔۔ آپ جو واقعہ بیان فرماتے اس سے سینکڑوں ابہام دور ہو جاتے اور دل میں مقام شیخ اور تصور شیخ کی تجلیاں سما جاتیں دراصل یہی وہ واقعات اور کشف و کرامات ہیں جو ایک مرید باصفا یا عقیدت مند کو زندگی میں صحیح راہ پر گامزن رکھتی ہیں اور کسی بھی مرحلہ پر مایوس یا گمراہ نہیں ہونے دیتیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دل کا آئینہ صاف ہو جائے تو پھر پوری کائنات اس دل میں سما جاتی ہے۔ بہرحال یاد شیخ بڑی سعادت ہے حضرت امیر الاولیاء کی زندگی کا کوئی ہی لمحہ ایسا ہوگا جس میں آپ اپنے مرشد پاک کو یاد نہ کرتے ہوں ہمیشہ اپنے شیخ کی باتیں کرتے اور روحانی ماحول کو روشن رکھتے ان واقعات سے انسان کو درس حیات ملتا ہے حضور نے مجھے بیشمار واقعات سنائے سینکڑوں کشف و کرامات سے نوازا۔ لیکن میرے خانہ دل میں جو محفوظ ہے وہ اہل سلسلہ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ روضہ اقدس کے متعلق پیشین گوئی

۱۹۳۴ء میں حضور کانپور طلاق محل میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک دن حضور عین اس جگہ پر تشریف لائے جہاں حضور اب آرام فرما رہے ہیں۔ خادم ساتھ تھا۔ اس جگہ کھڑے ہو کر خادم سے فرمانے لگے۔ کسی وقت اس جگہ پر بڑی عالیشان عمارت بنے گی۔ حضور کے وصال کے بعد خادم جب دربار عالیہ حاضر ہوا تو بھائی صاحب قبلہ سید مصطفےٰ علی شاہ صاحب کے ساتھ مزار اقدس پر حاضر ہوا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ وہی جگہ تھی۔ جس کے لئے حضرت قبلہ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اس جگہ کبھی عالی شان عمارت بنے گی۔

۲۔ خوب صورت ترین انسان

ایک دفعہ ۱۹۳۷ء میں حضور چکروتہ چھاؤنی پہاڑ پر تشریف لائے۔ تو حضور گورا پلٹن

کی بارکوں میں سے گذر رہے تھے۔ خادم حضور کے ساتھ تھا ایک گورا برآمدے میں کھڑا تھا۔ جونہی اس کی نظر حضرت قبلہ عالم پر پڑی اس نے زور زور سے دوسرے لوگوں کو جو بارکوں کے اندر تھے بلانا شروع کیا اور پکار پکار کر کہنے لگا جلدی آؤ میں تمہیں ایک خوبصورت ترین انسان دکھاؤں۔

۳۔ بیک وقت دو مقامات پر جلوہ افروز ہونا

۱۹۳۷ء میں میں لکھنؤ تھا۔ مکان کے اوپر کی منزل میں ہمارے پیر بھائی محمد صدیق میاں رہا کرتے تھے۔ ایک روز میں چلم میں آگ لینے کیلئے جونہی کمرے سے برآمدے میں آیا۔ دیکھا تو برآمدے میں بائیں طرف حضرت قبلہ عالم کھڑے تھے۔ میں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ حالانکہ آپ اس وقت کان پور شریف میں جلوہ فرما تھے۔ مگر یہ واضح رہے کہ ایسی روائت مثالی وجود کے ذریعے ہوتی ہے۔

۴۔ وقت پر بیدار کرانا

۱۹۳۹ء میں میں دہلی تھا سردیوں کے دن تھے صبح نماز کیلئے وقت پر آنکھ نہیں کھلتی تھی۔ جس سے نماز وقت پر ادا نہ ہو سکتی۔ ایک روز گذارش کی بندہ پرور مجھے ٹھیک چھ بجے صبح جگا دیا جائے۔ تو ایسا ہی ہوتا کہ جوں ہی صبح چھ بجتے ایک بہت بڑا کلاک میرے سامنے آ جاتا جس کی چھوٹی سوئی چھ پر ہوتی اور بڑی بارہ کے ہندسے پر۔ اس وقت ٹھیک صبح کے چھ بجے کا ہی وقت ہوتا تھا۔

ایک عرصہ تک ایسا ہوتا رہا۔ ایک روز مجھ سے ایسی غلطی ہوئی کہ تین دفعہ کلاک کے سامنے آنے پر میں نہ اٹھا۔ اس کے بعد کلاک آنا بند ہو گیا۔

۵۔ ایک خواب

۱۹۳۹ء میں میں دہلی میں تھا۔ ایک رات کیا دیکھتا ہوں کہ میں جالندھر ٹاہلی محلہ کی مسجد

میں ہوں اور حضرت قبلہ عالم میرے تہبند باندھ رہے ہیں۔ جب میری اجازت خلافت کا اعلان کیا گیا۔ تو اس وقت مجھے بالکل اسی رنگ اور اسی طرح کا تہبند باندھنے کے لئے عطا کیا گیا۔

۲۔ جنگل میں رہنمائی فرمانا

۱۹۳۹ء میں دہلی پالم پور چھاؤنی میں رہتا تھا۔ سردیوں کے دن تھے۔ وہاں بھائی غلام رضا صاحب قبلہ مرحوم قراول باغ میں دکان کرتے تھے۔ میں روزانہ ان کے پاس پیدل پہاڑ گنج سے ہوتا ہوا جایا کرتا تھا۔ راستہ پہاڑی تھا۔ ایک روز دربار عالیہ سے میرے نام حکم نامہ صادر ہوا۔ جسے لے کر بھائی غلام رضا قبلہ کے ہاں جانا تھا۔ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد تیار ہوا۔ سردی کافی تھی اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ مجھے میرے بھائی صاحب نے روکا کہ راستہ خراب ہے اور بونداباندی ہو رہی ہے نہ جاؤ۔ پھر کسی وقت چلے جانا۔ مگر میں چل دیا۔

راستہ میں ایک جگہ ایسی تھی کہ اس کے چاروں طرف خشک پہاڑیاں تھیں ان کے درمیان تنگ سا راستہ تھا جو آگے پوسا کالج کے میدان میں جا نکلتا تھا۔ ان پہاڑیوں کے درمیان بڑے بڑے بڑ کے درخت تھے۔ جن کے نیچے پانی جمع رہتا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو بڑے زور کی آندھی آئی اور گرج چمک کے ساتھ موسلادھار بارش شروع ہو گئی۔ میرے ذہن سے رستہ نکل گیا۔ میں گھبرا گیا اور ڈر گیا۔ بے ساختہ میری زبان سے نکلا تو کہاں آ گیا؟۔ اب کہاں جائے گا۔ اسی وقت حضرت قبلہ عالم تشریف لائے اور فرمانے لگے گھبراؤ نہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ آپ بظاہر اس وقت کان پور شریف جلوہ فگن تھے۔ ارشاد فرمایا۔ یہ رستہ سیدھا ہے۔ اس پر چلے جاؤ۔ میں اطمینان سے اس رستہ پر ہو لیا۔ تھوڑی دیر بعد اپنے آپ کو قراول باغ میں پایا۔

قراول باغ جس سڑک پر میں جا رہا تھا۔ آگے بائیں طرف اس سے کئی سڑکیں نکلتی تھیں۔ جس سڑک پر مجھے جانا تھا۔ جب میں اسے چھوڑ کر دوسری پر جانے لگا۔ تو پھر حضرت

قبلہ عالم تشریف فرما ہوئے اور میرا دایاں بازو تھام کر گھما دیا اور فرمانے لگے اس سڑک پر چلو۔

چنانچہ میں بھائی غلام رضا قبلہ کے مکان پر پہنچ گیا۔ بھائی صاحب قبلہ دکان پر تھے میرے تمام کپڑے اور اوور کوٹ بھیگ چکے تھے۔ انہوں نے مجھے کپڑے دیئے۔ کپڑے بدل کر کھانے سے فارغ ہوئے تو فرمانے لگے۔ بھائی صاحب راستے میں کیا ہوا تھا۔ آپ گھبرا گئے تھے۔ آپ نے سمجھا شاید میں تنہا ہوں۔ دیکھا حضرت قبلہ عالم آپ کے ساتھ تھے۔

۷۔ باران رحمت

ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم جالندھر تشریف لائے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ بارش بالکل نہیں ہوتی تھی۔ خشک سالی تھی۔ لوگ بہت دعائیں مانگتے کہ اللہ میاں باران رحمت عطا فرما۔ حضور نے ارشاد فرمایا آج رات محفل ہو گی اور جب محفل شریف ہو گی اس کے ساتھ بارش ہونا شروع جائے گی۔ شام تک مطلع بالکل صاف تھا۔ بادل کا نام تک نہ تھا۔ جونہی محفل شروع ہوئی۔ بادل چھا گئے اور خوب بارش ہوئی۔

۸۔ بیک وقت دو جگہوں پر ظہور

گرمی کا زمانہ تھا۔ حضرت قبلہ عالم جالندھر بھائی عبدالعزیز صاحب کے مکان کے ہال میں دوپہر کو آرام فرما رہے تھے۔ خادم پنکھا جھل رہا تھا۔ ہماری ایک رشتہ دار جو شہر سے تین چار میل باہر ایک بستی میں رہتی تھیں۔ حاضر ہوئیں۔ جب وہ ہال میں داخل ہوئیں تو حضرت قبلہ عالم کو دیکھ کر بہت حیران ہوئیں۔ کہنے لگیں جب میں گھر سے باہر نکلی تو سامنے بیری کے درخت کے نیچے حضرت قبلہ عالم کھڑے تھے۔ میں وہاں سے سیدھی یہاں چلی آئی ہوں تو حضرت یہاں آرام فرما رہے ہیں۔

۹- درد سر سے شفا

فیروز پور میں میری ایک رشتہ دار مسماۃ اقبال بی بی رہتی تھیں۔ ان کے سر میں ایک عرصے سے درد ہوتا تھا۔ بہت علاج معالجہ کرایا مگر آرام نہ ہوا۔ حضرت قبلہ عالم اس وقت کان پور شریف تھے۔ اور اس نے کبھی حضور کی زیارت نہیں کی تھی۔ ایک روز اس نے حضرت قبلہ عالم کو خواب میں دیکھا۔ حضور نے فرمایا تم جالندھر جاؤ وہاں محمد امیرالدین سے دم کراؤ ٹھیک ہو جاؤ گی۔ وہ جالندھر میرے پاس آئی اور حضور کا ارشاد سنایا۔ میں نے حضور کا اسم گرامی پڑھ کر دم کر دیا۔ وہ حضور کے کرم سے بالکل ٹھیک ہو گئی۔

۱۰- میری اجازت خلافت کی طرف اشارہ

۱۹۳۷ء میں جب حضرت قبلہ عالم چکروتہ چھاؤنی تشریف لے آئے۔ تو میں وہیں کمرے میں نماز ادا کرنے لگا۔ حضرت قبلہ عالم کے قریب میں نماز میں مشغول ہوا۔ جب سجدے میں گیا تو میں نے دونوں سجدوں کے درمیان بہت جلدی کی اور درمیان میں پوری طرح نہ بیٹھا۔ حضرت قبلہ عالم فرمانے لگے دیکھو جو کام کرنے والے آدمی ہوتے ہیں لوگ ان کی ہر بات پر نظر رکھتے ہیں۔ اس لئے ٹھیک طریقے سے نماز ادا کیا کرو۔

۱۱- کرم نوازی سے پریشان حالی کا خاتمہ

ایک دفعہ حضور جالندھر تشریف فرما تھے۔ خادم ان دنوں کچھ پریشان حال تھا۔ حضور نے خادم کو رات کو طلب فرمایا اور پانی پیش کرنے کا ارشاد ہوا۔ خادم نے پانی پیش کیا۔ پانی نوش فرما کر حضور فوراً پلنگ سے اٹھے اور خادم کو ساتھ لے کر کمرے میں تشریف لے آئے اور فرمایا ہمیں سونا بنانا آتا ہے۔ تم سیکھ لو اپنی ضرورت کے مطابق روزانہ بنا لیا کرنا۔ خادم نے عرض کی غریب نواز خادم سونا بنانا سیکھنے کیلئے حاضر نہیں ہوا۔ بندہ غلامی کیلئے حاضر ہوا ہے۔ اس پر آپ نے اپنے ٹین کے بکس کا تالا کھولا اور پانچ روپے کا نوٹ عطا فرمایا اور فرمایا یہ کافی ہے۔ خادم نے عرض کی جی حضور یہ بہت کافی ہے۔ خادم نے ان پانچ روپوں سے

کام شروع کیا اور حضور نے بڑا عروج عطا فرمایا اور ہزاروں روپے کا بینک بیلنس اور کاروبار ہو گیا۔

۱۲۔ سب کے سب یک شکل

۱۹۴۷ء میں کان پور شریف رات کو اوپر بالاخانہ پر محفل شریف ہو رہی تھی۔ سماع کے دوران قوالوں نے پڑھا

سب کے سب یک شکل تھے کیا عقل کو ہوتی تمیز
کس کو کہدوں کون ساقی اور کون بادہ نوش تھا

جب قوالوں نے یہ شعر پڑھا تو حضور قبلہ عالم نے فرمایا یہ حقیقت ہے۔ تو خادم کے قلب پر خطرہ گذرا۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سب ہم شکل ہی ہوں۔ جب محفل شریف ختم ہوئی حضور نے اپنے پلنگ شریف کے قریب چٹائی پر سو جانے کیلئے ارشاد فرمایا۔ جب میں کمبل اوڑھ کر لیٹ گیا تو میں دیکھتا ہوں۔

کہ میرے سامنے دو فوٹو فریم آئے ایک میں حضرت دادا قبلہ عالم کی شبیہہ مبارک اور دوسرے میں حضرت قبلہ عالم کی شبیہہ مبارک تھی۔ بالکل یک شکل تھے۔ فریم میں تھوڑا بہت فرق تھا۔ جیسے ہی میں نے دیکھا فوراً کمبل ہٹایا اور دیکھا کہ حضور قبلہ عالم میری طرف غور سے دیکھ رہے ہیں۔ حضور نے فوراً چہرہ مبارک پر لحاف اوڑھ لیا۔ میں سمجھا کہ دوران محفل جو خطرہ میرے قلب پر گذرا حضور نے دکھا دیا کہ واقعی سب ہم شکل ہیں۔

۱۳۔ حضور نے ہم دونوں بھائیوں کی شکر رنجی دور کی

ایک دفعہ خادم جالندھر تھا اور بھائی عبدالعزیز صاحب مرحوم چکروتہ چھاؤنی تھے۔ ہم دونوں بھائیوں کی آپس میں شکر رنجی تھی اور بول چال نہیں تھی۔ ایک روز بھائی عبدالعزیز صاحب مرحوم جالندھر تشریف لائے اور سیدھے مکان پہنچے۔ مجھ سے فرمانے لگے یہ قالین لایا ہوں اس سے کام شروع کرو۔

بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ عالم نے خواب میں بھائی صاحب کو حکم فرمایا کہ محمد امیر الدین کو جالندھر قالین پہنچا آؤ اور تاکیداً حکم فرمایا۔ اس طرح حضور نے ہماری شکر رنجی دور فرمادی۔

۱۴۔ دعوت کی خیر و برکت

ایک دفعہ حضور چکروتہ چھاؤنی جلوہ افروز ہوئے۔ بھائی لال محمد صاحب حضور کی جلد جلد دعوت کیا کرتے تھے۔ میں نے بھائی لال محمد صاحب سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ حضور کی بہت جلد جلد دعوت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ جو قالین رات کو حضور کے نیچے بچھاتا ہوں وہ صبح کو بہت اچھے داموں پر بک جاتا ہے۔ اس طرح حضور کے دم قدم سے خوب تجارت چمک رہی ہے۔

۱۵۔ حضور کی نظر کرم سے بھولا بسرا چہرہ سامنے آگیا

ایک دفعہ حضور جالندھر تشریف فر. تھے۔ تو بھائی معشوق علی صاحب مرحوم اکبر پور والے کا ذکر شروع ہوا۔ خادم کو یاد نہیں کہ کیا ذکر شروع ہوا۔ خادم کے ذہن میں بھائی صاحب نہیں آرہے تھے کہ کونسے معشوق علی صاحب ہیں کہ آن واحد میں معشوق علی صاحب کا چہرہ میرے سامنے آگیا اور حضور نے اشارہ فرمایا دیکھ لیا یہ ہیں معشوق علی صاحب اور میں سمجھ گیا کہ یہ معشوق علی صاحب ہیں۔

۱۶۔ بھائی احتشام علی صاحب مرحوم علیہ الرحمتہ کی بیعت کا واقعہ

بھائی احتشام علی صاحب مرحوم علیہ الرحمتہ نے دربار شریف حاضر ہونے کے متعلق میرے دریافت کرنے پر فرمایا کہ بھائی میں اپنی جاگیر وغیرہ بے راہ روی میں برباد کرنے کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز کے دربار میں حاضر ہوا۔ وہاں صاحب میں بڑا رویا اور دو تین دن تک کچھ نہ کھایا پیا۔ ایک روز حضرت خواجہ غریب نواز کی شبیہ مبارک دکھائی دی اور فرمایا کان

پور سریب چلے جاؤ وہاں مرید ہو جاؤ۔

میں وہاں سے دربار عالیہ حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ کیوں بھائی آ گئے ہو میں نے عرض کیا جی حضور آ گیا۔ فرمایا بیٹھ جاؤ۔ سامنے الماری میں ٹائم پیس پڑا ہوا تھا جو اتفاق سے خراب ہو گیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ بھائی ہماری گھڑی خراب ہو گئی ہے۔ میں نے عرض کیا میں ٹھیک کر دیتا ہوں مجھے ٹھیک کرنا آتا ہے۔ حضور نے فرمایا اچھا ٹھیک کر دو۔ میں نے عرض کیا حضور میری گھڑی آپ ٹھیک کر دیں۔ اس کے بعد حضور نے احسان اور کرم فرمایا اور غلامی میں قبول فرمایا۔ فرمانے لگے کچھ دنوں کے بعد ہم پھر فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے۔ جب تنگ آئے تو پھر حضرت خواجہ غریب نواز کے حضور حاضر ہوئے۔ وہاں خواب میں حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت قبلہ عالم کو دیکھا تو حضور نے خواجہ غریب نواز سے عرض کی کہ دیکھئے انہوں نے پھر رنڈیوں کے پاس جانا شروع کر دیا ہے۔ میں پھر تائب ہوا اور دربار عالیہ پر حاضر ہوا۔

۱۷- کمبل میں زیارت

جب مجھے حضرت قبلہ عالم کی غلامی نصیب ہوئی اور میں واپس جالندھر آیا تو ہمارے گھر والی کچھ کہنے سننے لگیں۔ میں نے کہا دیکھو ہمارے حضرت تمہیں ٹھیک کر دیں گے۔ وہ کہنے لگیں ہم بھی تو حضرت کی زیارت کریں۔

ہم نے انہیں اپنا کمبل دیا اور کہا کہ اوڑھ کر لیٹ جاؤ۔ میں کمرے سے باہر آ گیا۔ چند ہی منٹ بعد وہ بہت گھبرائی ہوئی جلد ہی باہر آ گئیں۔ اور کہنے لگیں اندر تو حضرت صاحب جلوہ افروز ہیں۔ پھر حضرت قبلہ عالم جالندھر تشریف لائے تو حضرت کی بارگاہ میں جب وہ حاضر ہوئیں تو کہنے لگی حضور میں نے آپ کو اپنے کمرے میں دیکھا تھا۔ فرمانے لگے ہاں ٹھیک ہے۔

۱۸- ماجرائے عجیب

۱۹۳۹ء میں میں دہلی تھا۔ حضور کا ایک حکم نامہ میرے نام صادر ہوا۔ اس میں حضرت نے فرمایا کہ امسال حضرت ابوالعلار حمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک اکبر پور میں ہو رہا ہے۔ تم لوگ حاضری دو۔ اور فرمایا ایسے موقعے روز روز نہیں آتے غفلت نہ کرنا۔

لہذا میں بھائی غلام رضا صاحب مرحوم اور ہمارے بھائی عبدالحمید صاحب دہلوی حاضری کیلئے تیار ہوئے۔ دہلی میں جھیجک تک ہم لوگوں نے ریل گاڑی پر سفر کیا اور جھیجک سے رورا تک پیدل چلے۔ ہم جنگل میں نہر کے کنارے کنارے جارہے تھے۔ غالباً بھائی عبدالحمید صاحب تنگ کر فرمانے لگے مجھ سے تو پیدل نہیں چلا جاتا میں اپنے بستر سمیت نہر میں چھانگ لگانے لگا ہوں۔ جیسے ہی نے یہ جملہ کہا نہر کے اس پار آن واحد میں ایک آدمی ظاہر ہوا اور پوربی زبان میں کہنے لگا جس کا مطلب یہ تھا

دوست کو ملنے جارہے ہو اور سواری تلاش کرتے ہو۔

ہم نے کہا نہیں بھئی ہم تو ایسے ہی کہہ رہے تھے۔ بہر حال ہم چلتے ہوئے شام تک رورا پہنچ گئے۔ رورا سے بذریعہ اکہ اکبر پور پہنچے۔ بھائی غلام رضا صاحب نے حضرت سے شکایت کی کہ بھائی امیر الدین نے پیدل چلا چلا کر مار دیا۔ اعلیٰ حضرت خادم پر خفا ہوئے اور پھر اسی وقت سینہ مبارک سے لگا لیا۔ فرمانے لگے تم اپنے بستر ہمراہ لائے ہو۔ میں نے عرض کی جی حضور۔ فرمانے لگے اگر نہیں لائے ہو تو یہ میرا بستر لے لو اور بھائی منصور علی صاحب کے مکان پر ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔

بھائی منیر علی صاحب عرف داروغہ میاں کے مکان کے سامنے حضور نے سب کو لائن میں کھڑا کر لیا۔ اور خود برآمدے میں ٹہلتے ہوئے فرمانے لگے کہ جو شخص جو کام کر رہا ہے۔ وہ وہی کام کرتا رہے۔ خادم کا خیال تھا کہ قالینوں کا کام چھوڑ کر درزی کا کام سیکھ لے تاکہ بھائی غلام رضا صاحب کے ساتھ رہ سکے۔

پھر فرمایا دفینہ تلاش نہیں کرنا چاہیئے۔ بھائی رمضان علی صاحب ہمارے پیر بھائی دفینہ کے متلاشی تھے۔ پھر فرمایا ہم سے اللہ واسطے ملا کرو۔

حضرت قبلہ عالم بھائی داروغہ میاں کے باہر کے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ صبح کا وقت تھا۔ بندہ حاضر ہوا۔ تو حضور بڑی تیزی سے کمرے سے تشریف لائے اور خادم کو

ایک کونے میں کھڑا کر کے فرمانے لگے۔ یہیں ٹھہرو ہم نے ایک آدمی کو پیسے بھنانے کیلئے بازار بھیجا ہے۔ وہ آ جائے تو ہم تمہیں پیسے دیں گے۔ تم جا کر مٹھائی کھا آنا اور باہر برآمدے میں تشریف لے گئے۔ اتنے میں فوراً ہی اندر واپس تشریف لے آئے۔ یہ فرماتے ہوئے کہ وہ ابھی واپس آیا ہی نہیں۔ اتنے میں بھائی منصور علی صاحب مرحوم حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ جاؤ انہیں بازار کی سیر کرالاؤ سو ہم بازار کی طرف چل دیئے۔ جب ہم بازار پہنچے تو حضور نے اس خادم پر عجیب کرم فرمایا۔ ہم جلدی جلدی چکر کاٹ کر واپس آئے اور حاضر ہوئے۔ کمرے کے باہر ایک تخت بچھا ہوا تھا۔ حضور نے خادم کو اس پر بیٹھنے کا حکم فرمایا اور غالباً بھائی داروغہ میاں کو فرمایا کہ انہیں کھانا کھلاؤ۔ بھائی صاحب قبلہ ایک پیالہ سالن اور روٹی لائے۔ حضور نے پیالہ دیکھا تو فرمایا ایک ہی پیالہ! اور لاؤ اور آیا تو فرمایا اور لاؤ۔ بہر حال صحیح تعداد یاد نہیں اس طرح کافی پیالے آئے اور خادم سارے کھا گیا۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا جاؤ آرام کرو۔ بھائی منصور علی مرحوم کے مکان میں جہاں میں ٹھہرا تھا جب پہنچا تو برآمدے میں میرے سامنے ایک ترازو جو سناروں کے پاس ہوتا ہے آ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جس طرح دونوں پلڑے برابر ہیں دنیا میں اس طرح رہنا ہے۔ میری زبان سے بیساختہ نکلا بندہ پرور حضور کے دربار میں شیروں کا کام حاضری دینا ہے مجھ جیسے گیدڑوں کا کام نہیں۔

میں نے حضور میں پیش کیا مجھے کام ہے مجھے دہلی جانا ہے۔ حضور نے فرمایا ہم کانپور کیلئے لاری میں سوار ہو جائیں گے۔ تم دہلی چلے جانا۔ حضور نے اپنے حقہ مبارک کا نیچہ خادم کو دے دیا اور فرمایا اسے حفاظت سے رکھنا خراب نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد حضور لاری میں سوار ہو گئے اور دوسرے پیر بھائی بھی سوار ہو گئے۔ خادم نیچہ لئے نیچے کھڑا رہا۔ حضور نے فرمایا تم نیچے کیوں کھڑے ہو لاری میں کیوں نہیں بیٹھتے۔ میں نے عرض کیا حضور مجھے دہلی جانا ہے۔ فرمایا بیٹھو وہاں کان پور بس اسٹینڈ سے تم دہلی چلے جانا۔ ہم گھر چلے جائیں گے۔ خادم بھی سوار ہو گیا۔ جب بس کان پور مول گنج کے چوک پر پہنچی تو حضور اکے میں سوار ہو کر دربار شریف چلنے لگے۔ میں نے عرض کیا حضور مجھے دہلی جانا ہے۔ فرمایا نیچہ گھر پہنچا کر پھر چلے جانا۔ چنانچہ خادم پیدل دربار شریف پہنچ گیا۔ غالباً اکیس روز تک اجازت نہیں ہوئی۔

اس کے بعد جب اجازت ہوئی تو میں بھائی غلام رضا صاحب اور عبدالحمید صاحب دربار شریف سے سٹیشن کی طرف روانہ ہوئے۔ سرائے پریڈ میں پہنچے تو ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ بھائی عثمان علی صاحب قبلہ سول ہسپتال میں تھے۔ ہم وہاں ان کے پاس وارڈ میں چلے گئے۔

صبح واپس دربار شریف حاضر ہوئے۔ تو ہماری پیر بہن اٹاوہ کی رہنے والی ملیں۔ فرمانے لگیں کہ بھائی صاحب۔ جب آپ لوگ چلے گئے تو ہم نے عرض کی کہ ہم نے بھی جانا تھا۔ بھائی صاحب تو چلے گئے۔ فرمانے لگے وہ گئے نہیں صبح آجائیں گے۔ اس کے بعد اجازت ہوئی تو ہم بہن صاحبہ کو اٹاوہ اتارتے ہوئے دہلی پہنچ گئے۔ دہلی جا کر معلوم ہوا کہ حضور نے بندہ پر خصوصی کرم فرمایا۔

کشف و کرامات

یہ وہ کشف و کرامات مبیں تھیں جو قبلہ حضور امیر الاولیاء نے اپنی حیاتِ اقدس کے حوالہ سے اپنے پیر و مرشد کی یاد اقدس کے ساتھ بیان فرمائیں اور فقیر نے ہدیہ کے طور پر اہل سلسلہ کی خدمت میں پیش کیں اب وہ واقعات اور کشف و کرامات پیش کرتا ہوں جن کا تعلق ہمارے پیر و مرشد حضرت قبلہ امیر الاولیاء خواجہ محمد امیر الدین اشاہ رحمتہ اللہ علیہ کی یادوں کے ساتھ ہے۔ یہ وہ کرامات اور واقعات ہیں جو مختلف پیر بھائیوں نے بیان کئے اور میں نے انہیں اس کتاب "مناقب اطہار" میں محفوظ کر دیا ہیں دراصل یہ تمام معاملہ رشد و ہدایت کا ہے۔ تبلیغ دین متین کا ہے پیر و مرید کے درمیان سلسلہ نسبت کی پختگی کا ہے۔ ایمان و ایقان کے امتحان کا ہے۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ جس مرید کی عقیدت اپنے مرشد سے جس قدر پختہ ہوتی ہے اس پر اسی پختگی کے ساتھ واردات منکشف ہوتی ہیں۔ لیکن پیر کامل کی توجہ ہر مرید پر ہوتی ہے جب کبھی کسی مرید کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے پیر اس کی راہنمائی فرماتا ہے۔ البتہ راہنمائی کے طور طریق مختلف ہوتے ہیں جو ان واقعات سے ظاہر ہیں اب میں آپ کو ان واقعات کے مطالعہ کی دعوت دیتا ہوں۔

۱۔ اولیائے کرام کی بارگاہ میں حاضری کی اہمیت

محترم برادر محمد تاج (خلیفہ سلسلہ عالیہ) نے انکشاف کیا کہ بندہ آقا و مولا پیر و مرشد کے پردہ کر جانے کے بعد "دربار امیریہ" ۹۷-۱۲۔پی پیپلز کالونی نمبر۱ فیصل آباد بلاناغہ حاضر ہوتا تھا۔ اتفاق سے میں چند روز حاضر نہ ہو سکا اسی دوران ایک رات حضور قبلہ پیر و مرشد روحی فداہم خواب میں جلوہ افروز ہوئے اور مجھے آگاہ کیا کہ تاج حاضری کثرت سے دیا کرو۔ اس خواب کے بعد بندہ سے جہاں تک ممکن ہو سکا دربار میں زیادہ سے زیادہ حاضری دینے کی کوشش کی اور آپ کے لطف و کرم سے فیض حاصل کیا۔

۲۔ ولی اللہ کی زبان سے نکلی ہوئی بات اٹل ہوتی ہے

انہوں نے ہی بیان کیا کہ بندہ یونائیٹڈ بنک کچہری بازار فیصل آباد میں ملازمت کرتا تھا۔ ایک دن بنک مینجر نے مجھے اطلاع دی کہ تمہاری نوکری کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا مجھے ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا۔ بندہ حسب معمول اپنے پیر و مرشد کے آستانہ پر حاضر ہوا۔ میرے آقا و مولا نے مجھے پریشان حال دیکھ کر فرمایا کہ تاج کیا بات ہے تم پریشان نظر آتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے بنک کی ملازمت سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک در بند ہوا ہے تو کوئی اور در کھل جائے گا۔ میری زبان سے بیساختہ نکلا کہ حضور یہاں مجھے آرام تھا۔ بنک سے گھر آنے جانے میں آسانی تھی۔ بچوں کا گذارا اچھا ہو رہا تھا۔ حضور نے یہ سنا تو جوشِ شفقت سے فرمایا کہ تاج تمہیں نکال دیا ہے تو ہم بنک کی جڑیں سورج کی طرف کر دیں گے۔ تھوڑی دیر بعد میں حضور سے اجازت لیکر اپنے گھر سوساں آ گیا۔ دوسرے دن بنک سے ایک آدمی میرے مکان پر آیا اور مجھے کہا کہ بنک مینجر نے تمہیں بلایا ہے۔ میں بنک پہنچا تو بنک مینجر نے کہا کہ ڈیوٹی کرو تمہاری نوکری بحال کر دی گئی ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود　　گرچہ از حلقومِ عبد اللہ بود

۳- قتل کے مقدمہ سے بچا لیا گیا

محترم برادر محمد تاج نے بیان کیا کہ آقا و مولا پیر و مرشد بحیات تھے کہ اس زمانہ میں ایک لڑائی جھگڑے میں چھوڑ چھڑائی کراتے مجھ سے ایک آدمی کے سر پر اتفاقاً کلہاڑی لگ گئی اور وہ وفات پا گیا۔ مجھے پریشانی لاحق ہوئی اور یہ واقعہ حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کر دیا۔ حضور نے سن کر کچھ دیر توقف فرمایا اور مجھے تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس مقدمہ میں بری کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ میں اس مقدمہ میں "وعدہ معاف گواہ" بنا دیا گیا اور جج نے مجھے فیصلہ میں باعزت طور پر بری قرار دے دیا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
حضور کی بندہ پروری ہے

۴- حجرہ شاہ مقیم میں حضور قبلہ پیر و مرشد کا جلوہ

میاں مختار امیری کے برادر محترم جناب اختر سدیدی نے انکشاف کیا کہ وہ حجرہ شاہ مقیم کے مزار کے باہر اپنے مرحوم فرزند دیوان حفیظ ارشد خاقان کی یاد میں سیپ کی کوڑیوں سے دل بہلا رہے تھے قریب تھا کہ شدت غم سے وہ نڈھال ہو جائیں اس دوران دفعتاً حضور قبلہ پیر و مرشد امیر الاولیاء عقب سے تشریف لائے اور ان کا بازو پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ سدیدی صاحب آؤ چلیں۔ بس کافی ہے۔ یہ واقعہ حضور قبلہ کے وصال کے بعد کا ہے۔ اس واقعہ کے بعد جناب اختر سدیدی نے حضور قبلہ کے مرقد اقدس پر جمعرات کو حاضری دی جہاں پر حمد و ثنائے باری تعالیٰ نعت خوانی شہ کونین اور منقبت اولیائے کرام سن کر وہ خوب اشکبار ہوئے اور ان کو یوں رحمت خداوندی سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملا۔

۵- تصور برزخ شیخ کا زندہ جاوید ثبوت

فقیر (سردار محمد سجادہ نشین دربار عالی) کی بھی سنیئے کہ میں نے آقا و مولا پیر و مرشد کی خدمت میں عرضی پیش کی کہ برزخ شیخ نہیں آتا بدیں وجہ تشویش میں اضافہ ہو رہا ہے۔ حضور قبلہ نے یہ بات سن کر میری توجہ کسی اور طرف کرا دی اور دیگر امور کی طرف گفتگو کا آغاز کر دیا۔ چند روز گزرنے کے بعد بندہ نے حسب معمول حضور قبلہ پیر و مرشد کی قدمبوسی کی اور اپنے کاروبار کیلئے شہر کا رخ کیا۔ جونہی میں دربار سے باہر نکلا تو میرے دائیں بائیں اور آگے حضور قبلہ دکھائی دینے لگے۔ شہر تک یہی سماں نظروں میں جلوہ گر رہا۔ اسی حالت میں کارخانہ بازار دکان پر پہنچ گیا۔ وہاں بھی سارا دن اسی کیفیت میں گزر گیا۔ میں شام کے وقت واپس دربار پیپلز کالونی حاضر ہوا اور حضرت کے قدموں پر گر گیا۔ حضور نے مجھے اٹھایا اور خیر و عافیت پوچھی۔ بندہ نے سارا ماجرہ بیان کر دیا۔ حضور قبلہ نے فرمایا کہ سردار محمد اگر ہر وقت ایسی حالت رہے تو تم دنیا کا کاروبار کیسے چلا سکو گے۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور بات سمجھ میں آ گئی ہے یہ حضور کی ذرہ پروری ہے۔ مذکورہ واقعہ حضور قبلہ کی حیات مبارکہ میں پیش آیا تھا اس واقعہ سے برزخ شیخ کا زندہ جاوید ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

۶۔ مرشد کامل کا قلب میں ٹھکانہ

جناب محمد احمد (خلیفہ مجاز سلسلہ عالیہ) نے بیان کیا کہ میں نے حضور قبلہ آقا و مولا پیر و مرشد کی خدمت میں عرضی پیش کی کہ پیر کس طرح مرید کے قلب میں ٹھکانہ کر لیتا ہے۔ حضور قبلہ نے میری اس بات کا رخ موڑتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ احمد آج تم کوہ نور ملز میں ڈیوٹی ختم کرنے کے بعد اپنے مکان واقع سوساں چک ۲۱۳ چلے جانا دوسرے دن دربار آنا۔ میں نے اسی طرح حکم کی تعمیل کی اور ڈیوٹی سے فارغ ہو کر اپنے مکان پر آ گیا۔ رات ہوئی۔ کھانا کھایا نماز پڑھ کر بستر پہ لیٹ گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جانور جسے گھرینی بولتے ہیں وہ جانور دیوار پر تانا بانا بن رہا ہے۔ باہر ہی سے تاریں ملا کر گھر بنا لیا۔ انڈے پیدا ہو گئے اور بچے نکل آئے۔ گھرینی کے اس عمل سے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جس طرح گھرینی نے باہر ہی تانا بانا بن لیا اور اپنے عکس سے انڈے پیدا کر دیئے اور بچے نکل

آئے اسی طرح مرشد کامل بھی اپنے مرید کے قلب میں ٹھکانہ کر لیتا ہے۔ میں دوسرے دن دربار حاضر ہوا تو حضور قبلہ نے فرمایا کہ احمد پتہ چلا کہ پیر کیسے مرید کے قلب میں ٹھکانہ کر لیتا ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ حضور قبلہ نے فرمایا کہ بات کیسے سمجھ میں آئی۔ بندہ نے رات کا خواب بیان کیا حضور نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ مزید بر آں مولانا روم کی حکایت سے نوازا کہ ایک بادشاہ نے دو آدمیوں کو اپنے دربار میں بلایا۔ جس میں ایک مصور تھا اور دوسرا رگڑائی کرنے والا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ کمرہ کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا جائے۔ ایک طرف مصور دیوار پر بیل بوٹے بنائے اور دوسرا دیوار پر رگڑائی کرے۔ دونوں نے اپنا اپنا فن اجاگر کیا۔ کام ختم ہونے پر بادشاہ وقت کو اطلاع کر دی گئی بادشاہ نے آ کر حکم دیا کہ کمرہ میں پردہ کو ہٹا دیا جائے۔ جونہی پردہ ہٹایا گیا تو جس دیوار پر رگڑائی کی گئی تھی اس دیوار پر دوسری دیوار کے بیل بوٹے منعکس ہو گئے اور رگڑائی والی دیوار قابل دید بن گئی۔ اس حکایت سے ثابت ہوا کہ مرید ذکر فکر سے قلب کو روشن کرتا ہے اور اس دل میں مرشد کی آمد کا امید اور ہو جاتا ہے۔

۷۔ مرشد کی ارفع و اعلیٰ شان کا اعتراف

ہمارے پیر بھائی محترم ممتاز ٹھیکیدار نے بیان کیا کہ میں ہندوستان میں اولیائے کرام کی زیارت کرنے کیلئے دہلی گیا ہوا تھا۔ وہاں قطب الاقطاب قبلہ عالم قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر حاضر ہوا۔ میں نے ایک بزرگ کو دیکھا جس نے مجھے کہا کہ تم اپنا حصہ اپنے پیرومرشد کے آستانہ سے ہی پا سکو گے۔ کچھ دیر بعد مجھ کو تمنا ہوئی کہ میں اس بزرگ کو دوبارہ ملوں۔ لہذا میں نے ادھر ادھر ڈھونڈا لیکن وہ کہیں موجود نہ تھے۔ ممتاز ٹھیکیدار منصور آباد میں رہائش پذیر ہیں اور وہ لوموں کا کاروبار کرتے ہیں۔ اب وہ اپنے پیرومرشد کی نظر کرم سے خوشحال زندگی گزار رہے ہیں۔

۸۔ مرید کی والدہ کو زیارت کا شرف حاصل ہوا

ایک دفعہ میاں مختار امیری کی والدہ ماجدہ نے حضور قبلہ پیر و مرشد کے مرقد اقدس پر بوقت ظہر حاضری دی اور دل میں خیال کیا کہ حضور اپنی حیات میں یہاں اسی کمرہ میں نعت خوانی کراتے تھے۔ بڑی رونق تھی اور اب زیر زمین دفن ہو گئے۔ اس خیال کے بعد آن واحد میں کمرے میں خوشبو پھیلی اور دیکھا کہ حضور قبلہ مرقد میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں انہیں پشت مبارک کی زیارت ہوئی تاکہ شریعت کی حد قائم رہے۔

۹۔ خاردار پتھری کا اخراج

میاں مختار امیری کے مثانے میں پتھری کے سبب کافی شدید درد رہتا تھا۔ دوائی کے استعمال سے پتھری کا اخراج نہ ہوا۔ علاج معالجہ جاری رہا۔ ایک رات مذکور کی زوجہ جو حضور قبلہ کی مرید ہیں خواب میں آپ مشرف بہ زیارت ہوئیں۔ مذکور کی زوجہ کا بیان ہے کہ وہ ایسے مقام پر کھڑی ہیں جہاں دونوں طرف سیڑھیاں ہیں۔ وہ ایک سیڑھی کے کونے پر کھڑی ہے اور حضور قبلہ دوسری طرف کی سیڑھی پر چڑھ رہے ہیں اور ارشاد فرمایا کہ بیٹی میں مختار کو پوچھنے آیا تھا اور اس کے بعد غائب ہو گئے۔ اگلے روز خاردار پتھری پیشاب کے ذریعے خارج ہو گئی۔ اس طرح حضور کی کرم نوازی سے پتھری مثانے سے بغیر اپریشن برآمد ہوئی۔

۱۰۔ اک صاحب ڈیوٹی کا انکشاف

میاں محمد احمد (خلیفہ مجاز) نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضور قبلہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ احمد باہر جاؤ کوئی آدمی کھڑا ہو تو اسے میرے پاس لے آؤ۔ بندہ نے باہر آ کر دیکھا کہ ایک آدمی بجلی کے کھمبے کے ساتھ کھڑا ہے اور اس کے بغل میں تھیلا لٹکا ہوا ہے۔ میں نے اس کو حضور قبلہ کے پاس آنے کیلئے عرض کیا۔ وہ صاحب حضور قبلہ کے پاس آئے۔ سلام و دعا کے بعد کاغذات تھیلے سے نکالے اور ان پر حضور قبلہ کے دستخط کرائے اور اجازت لیکر چلے گئے۔ میں نے چند روز بعد حضور قبلہ سے اس آدمی کے متعلق جاننے کی عرضی پیش کی تو آپ نے فرمایا کہ وہ ڈیوٹی والا آدمی تھا۔ اس واقع سے پتہ چلا کہ اس

کائنات کا نظام اللہ کے بندوں کے سپرد ہے اور حضور قبلہ اس علاقے کے قطب ہیں اسی لئے وہ ڈیوٹی والا آدمی دستخط کروا کر آگے کہیں جانے کے قابل ہوا۔ ولی راولی مے شناسد

۱۱۔ مرشد کی طلب پر ایک مرید بغیر اجازت ڈیوٹی چھوڑ کر محفل میں شامل ہوا

ایف ایم قریشی جو حضور قبلہ کے خلیفہ مجاز ہیں ان کے بھائی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور قبلہ راولپنڈی تشریف لائے تھے۔ مجھے بھی آپ کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضور قبلہ نے مجھے محفل سماع میں شامل ہونے کیلئے ارشاد فرمایا۔ میں اجازت لیکر واپس فوج کی ڈیوٹی کرنے کیلئے بیرکس میں آگیا۔ رات کو محفل تھی لیکن میں ڈیوٹی پر فائز ہونے کی وجہ سے سماع میں شامل نہیں ہوسکتا تھا۔ حضور قبلہ نے ایک آدمی بھیج دیا کہ میں سماع میں شمولیت کروں میں نے افسر مجاز سے بغیر اجازت لئے محفل سماع میں شمولیت کرلی اور ساری رات محفل سننے میں گزار دی۔ جب میں واپس فوجی بیرکس میں آیا تو کسی نے میری باز پرس نہ کی گویا کہ میں یہاں بھی حاضر تھا۔ میں سمجھ گیا کہ حضور قبلہ نے میرا بت یہاں کھڑا کر دیا اور مجھے محفل سماع میں بلالیا۔ اسی مناسبت سے بقول کے

جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

۱۲۔ گوجرہ میں ایک شخص کا حضور قبلہ کے پاس بری نیت سے آنا اور نامراد لوٹنا

برادر محترم صوفی نذر محمد (خلیفہ مجاز) نے بیان کیا کہ ایک دفعہ گوجرہ میں محفل سماع ہو رہی تھی جس میں حضور قبلہ پیر و مرشد مسند پر جلوہ افروز تھے۔ اس محفل میں ایک شخص کو جو بری نیت سے آیا ہوا تھا اس کو وجد ہو گیا اور کافی وقت وجد میں گزار دیا۔ جب اس شخص کو ہوش آیا تو وہ حضور قبلہ کے قدموں پر گر گیا اور معافی کا طلبگار ہوا۔ اس کی زبانی پتہ چلا کہ وہ

کسی کے اکسانے پر محفل میں خنجر لیکر بری نیت سے آیا تھا۔ لیکن محفل سماع میں حقیقت کھل گئی کہ یہ محفل تصنع اور بناوٹ سے پاک ہے اور عین عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

۱۳۔ مرشد کامل کی ذرّہ نوازی

صوفی محمد صدیق گوجر سنگھ والے نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں ایک من آٹے کی گھٹڑی بذریعہ ٹرین گوجرہ لے جارہا تھا۔ میں نے جلدی میں آٹے کا ٹکٹ نہ کٹوایا۔ ریلوے قانون کے مطابق اتنا آٹا بغیر ٹکٹ لے جانے کی ممانعت تھی۔ میں اس تذبذب کے عالم میں ٹرین کے ایک ڈبہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک دائیں جانب حضرت قبلہ پرداداد مرشد شاہ شکور کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا تم کہاں جارہے ہو میں نے عرض کیا کہ حضور میں گوجرہ جارہا ہوں وہاں میرے پیر و مرشد رہائش پذیر ہیں۔ آپ نے مجھے تسلی دی۔ جب گاڑی گوجرہ سٹیشن پر رکی میں نے آٹے کی گھٹڑی اٹھائی اور ٹرین سے اتر کر گیٹ سے بلا روک ٹوک باہر آگیا۔ گیٹ پر ٹکٹ کلکٹر نے مجھے کچھ بھی نہ کہا اس لمحہ بھی قبلہ پردادا مرشد کو اپنے ساتھ پایا۔ اس کے بعد آپ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ میں حضور قبلہ پیرومرشد کے آستانہ پر پہنچا اور دروازہ پر کھڑا ہو گیا آپ نے فرمایا صدیق اندر آجاؤ۔ میں نے آپ کی قدمبوسی کی اور سارا ماجرہ پیش کردیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کے پردادا مرشد کی یہ ذرہ نوازی ہے۔

۱۴۔ مرید کی پریشانی کا پیر کو غائبانہ علم

صوفی محمد صدیق گوجر سگھ والے نے ایک اور واقعہ سنایا کہ برادری کے لوگ مجھ سے ناراض تھے اور گنے کا رس نکالنے کیلئے کوئی فرد میرے ساتھ مدد کرنے کو تیار نہ ہوا۔ میں اس رات بڑا پریشان ہوا کہ میں صبح کو گنے کا رس نہ نکال سکوں گا۔ دریں اثنا حضور قبلہ پیر و مرشد تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ محمد صدیق گھبراؤ نہیں تمہارا کام ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر آپ غائب ہو گئے۔ اگلی صبح دوسرے گاؤں سے خود بخود چند آدمی میرے پاس آئے اور میں

نے ان کی مدد سے بیلنے میں سے گنے کا رس نکال لیا۔ حضور قبلہ نے اس طرح میری پریشانی کا ازالہ فرمایا۔

۱۵۔ حضور قبلہ امیر الاولیاء کے فنافی الشیخ ہونے کا ایک واقع

حضور سیدنا خواجہ ابوالعلاوالئی آگرہ کا سالانہ عرس مبارک بمقام ۱۲۷۹۔ بی پیپلز کالونی نمبرا فیصل آباد میں حسب معمول منعقد تھا۔ محفل سماع میں حضور قبلہ محمد امیرالدین امیر الاولیاء مسند نشیں تھے۔ آپ نے دوران محفل واجب الاحترام قبلہ سردار محمد صاحب کو اپنے پاس حاضر ہونے کا اشارہ فرمایا اور چاہا کہ وہ اپنا دایاں ہاتھ ان کے سینہ پہ رکھیں اور بایاں ہاتھ پشت مبارک پر۔ قبلہ سردار محمد نے حکم کی تعمیل کی اور اس لحہ دیکھا کہ پردادامرشد قبلہ شاہ شکور تاج الاولیاء جلوہ گر ہیں۔ چند ایک پیر بھائیوں نے بھی محفل سماع میں اس روحانی منظر کا عینی مشاہدہ کیا۔ جس سے تصدیق ہوئی کہ حضور قبلہ اپنی حیات مبارکہ میں فنافی الشیخ کے درجہ پر فائز تھے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

۱۶۔ ایک اہلحدیث کا سلسلہ عالیہ میں بیعت کرنے کے بعد عینی مشاہدہ

محمد شریف انصاری کپڑے کا کاروبار کرتے تھے اور اہلحدیث مسلک سے وابستہ تھے۔ ان کی بھینس گابھن تھی۔ بچھڑا جننے کے بعد بھینس کا دودھ آنا بند ہو گیا۔ مذکورہ نے قبلہ سردار محمد صاحب سے رجوع کیا اور عرض کیا کہ بھینس دودھ نہیں دیتی اس کیلئے کوئی چارا فرمائیں۔ آپ نے تعویز بنا دیا اور اس کو بھینس کے گلے میں باندھنے کی ہدایت کی۔ اس عمل سے بھینس نے دودھ دینا شروع کر دیا۔ محمد شریف نے منت مان لی تھی کہ بھینس کے دودھ دینے پر وہ اگلے روز دودھ دربار میں پہنچا آئے گا لیکن اس نے غفلت کی اور

وہ دربار دودھ پہنچانے سے قاصر رہا۔ بھینس نے دودھ دینا بند کر دیا۔ انصاری صاحب کو پریشانی لاحق ہوئی اور قبلہ سردار محمد صاحب سے دوبارہ رابطہ قائم کیا اور اپنی غفلت کا اقرار کیا۔ اب آپ نے گڑ دم کر کے دے دیا۔ انصاری صاحب نے دم کیا ہوا گڑ بھینس کو کھلا دیا۔ اس کے بعد بھینس نے دودھ دینا شروع کر دیا۔ انصاری صاحب منت کے مطابق دودھ دربار میں لیکر آ گئے اور اس واقعہ سے متاثر ہو کر سلسلہ عالیہ میں بیعت کر لی۔ وہ تعلیم کے مطابق ذکر فکر میں مشغول ہو گیا اور دربار میں قبلہ حضور کے مرقد مبارک پر حاضری دینے لگا۔ ایک دن وہ مرقد مبارک پر ذکر کرنے کے بعد مراقبہ میں مشغول تھا کہ حضور قبلہ تشریف لائے اور انصاری صاحب کو فرمایا کہ "آپ باقاعدگی سے آئیں تمہاری بات بنا دیں گے"۔

۱۷۔ تباہ شدہ ازدواجی زندگی کا بحال کرنا

منشی عبدالحق صاحب کی بیوی گھر آباد نہ کرتی تھی۔ اس کے سسرال اچھے لوگ نہ تھے بدیں وجہ منشی کے گھر کا نظام درہم برہم ہو چکا تھا۔ ایک روز دوپہر کا وقت تھا کہ وہ قبلہ سردار محمد صاحب کے پاس بیٹھ کر آنسو بہانے لگا۔ آپ نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو۔ منشی صاحب نے اپنی گھریلو ناچاقی کا رونا رویا اور کہا کہ میری والدہ فوت ہو چکی ہے۔ والد حیات ہیں۔ سسرال کے لوگ میری بیوی کو ناجائز اکساتے رہتے ہیں اور میرا گھر آباد نہیں ہونے دیتے۔ میری بیوی میکے رہتی ہے اور میں اکیلا بے بسی کے عالم میں دن گزار رہا ہوں۔ قبلہ سردار محمد صاحب کو اس کی زبوں حالی پر رحم آیا۔ چنانچہ آپ منشی صاحب کو اپنے ساتھ لیکر حضور قبلہ کے پاس حاضر ہو گئے۔ انہوں نے ہمیں کمرے میں بٹھایا اور آنے کا سبب پوچھا۔ منشی صاحب نے سارا ماجرا سنا دیا۔ دوران گفتگو آپ کبھی مجھے دیکھتے اور کبھی منشی عبدالحق کو قبلہ سردار محمد صاحب بھی غمگین تھے اور منشی عبدالحق بھی گریاں کناں تھے۔ حضور قبلہ نے ہماری دونوں کی حالت زار دیکھ کر فرمایا کہ میرے مرشد نے مجھے اتنی طاقت دی ہے کہ میں چاہوں تو تمہارے سسرال کے لوگ خود آ کر اپنی بیٹی تمہارے پاس چھوڑ جائیں لیکن ازروئے شریعت میں ایسا نہیں چاہوں گا کیونکہ میں بھی بچوں والا ہوں۔ لہذا آپ سسرال کے گھر جائیں

انشاءاللہ وہ تمہاری بیوی کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔ منشی عبدالحق صاحب اسی طرح عمل پیرا ہوئے۔ وہ اسٹیشن پر پہنچے ہی تھے کہ اس کی بیوی کے بھائی مل گئے اور وہ اس کو باعزت گھر لے آئے۔ سسر اور ساس نے بھی خوش آمدید کہا اور دو روز بڑی آؤ بھگت کرنے کے بعد اپنی بیٹی کو منشی صاحب کے ساتھ واپس گھر روانہ کر دیا۔ اس طرح منشی صاحب کا گھر جہنم کی بجائے جنت نشان بن گیا۔

•

۱۸۔ حضور قبلہ کے فرمان کے مطابق کاروبار میں ترقی ہوئی

میرے والد محترم اور والدہ ماجدہ نے (قبلہ سردار محمد سجادہ نشین) حضور قبلہ پیر و مرشد کی خدمت میں ایک دن عصر کے وقت کاروبار مندا ہونے کا اظہار کیا اور دعا کرنے کیلئے عرضی پیش کی۔ حضور قبلہ مراقبہ میں مشغول ہو گئے اور تھوڑی دیر توقف کے بعد فرمایا کہ "سردار محمد کاروبار بہت ہو گا مگر ہمارے بعد" چنانچہ وہی ہوا کہ حضور قبلہ کے پردہ فرمانے کے بعد کاروبار میں ترقی ہو گئی اور اب ماشاءاللہ ان کے فرمان کے مطابق کاروبار میں بڑی برکت ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ وہ مجھ پر کرم کر رہے ہیں میری خطائیں چھپا چھپا کے

۱۹۔ حضور قبلہ کی روشن ضمیری

محمد اقبال امیری نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور قبلہ نے اپنی حیات مبارکہ میں فرمایا کہ ہم آپ کے گھر آئیں گے۔ مجھے بڑی بے چینی سے انتظار رہا کہ حضرت قبلہ نہ جانے کب تشریف لائیں گے۔ میرے گھر کے سامنے مکان والوں نے مجھ سے کہا کہ آپ ہمارے گھر دو چار منٹ ٹھہریں۔ جب ہم واپس آئیں تو پھر تم چلے جانا۔ میں اسی جستجو میں بیٹھا ہوا تھا کہ آن واحد میں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ بھئی میں تو آچکا ہوں لیکن آپ آئے نہیں۔ میں یہ سنکر خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ جب گھر والے آگئے تو میں فوراً اپنے گھر آیا۔ حضرت پہلے ہی چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ میں نے پیش کیا کہ سرکار آپ نے مجھے اطلاع

کر دی تھی۔ حضور قبلہ نے فرمایا ایسی باتوں کو دہرایا نہیں کرتے۔

وہ ہر اک حال میں سرمایہ جاں رہتا ہے
کسی صورت کسی پہلو کسی عنواں دیکھو

حضور قبلہ کی رہنمائی

محمد اقبال امیری نے بیان کیا کہ گرمیوں کا موسم تھا بندہ حضرت قبلہ کے آستانہ پر حاضر تھا۔ دوپہر کا وقت ہوا تو حضرت قبلہ فرمانے لگے کہ بھئی آپ اس چارپائی پر لیٹ جائیں میں ادھر دوسرے کمرے میں لیٹ جاتا ہوں۔ ہم تھوڑی دیر آرام کر لیں۔ مجھے تقریباً آدھ گھنٹہ لیٹے ہوئے گزرا تھا کہ مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ میرے پاس کوئی نہیں اور آنکھوں کی بینائی نہ ہونے کے سبب حاجت روائی کیلئے لیٹرین تک کیسے جاؤں۔ ادب شیخ کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ حوصلہ بھی نہیں کہ حضرت کو آواز دوں۔ مجھے پیشاب کی شدت نے تنگ کر دیا تھا چنانچہ میں اسی کشمکش میں دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ استنجاخانہ صحن کے اس پار تھا میرے لئے وہاں تنہا پہنچنا مشکل تھا۔ اسی سوچ و بچار میں میرے کانوں میں حضرت قبلہ کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کیوں گھبراتے ہیں میں آپ کے پاس ہوں آپ ایسا کریں کہ میری آواز کے پیچھے چلتے آئیں۔ میں نے چلنا شروع کر دیا تو عین استنجاخانہ کے قریب آواز آنی بند ہو گئی۔ میں حاجت رفع کر کے استنجاخانہ سے باہر آ کر پھر کھڑا ہو گیا تو پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا سوچ رہے ہو۔ تم چلے آؤ چنانچہ اس طرح آپ مجھے کمرے کے دروازے تک لے آئے۔ جب میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے آج مجھ پر بڑا کرم کیا ہے۔ حضرت کی سادگی کے قربان آپ فرمانے لگے کہ "بھئی سرکار کا کرم ہو گیا ہے" آپ ہمیشہ ہر کام میں کسر نفسی کا اظہار فرماتے۔

حضور قبلہ کی پشین گوئی

محمد اقبال امیری بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بندہ حضرت قبلہ کے آستانہ پر حاضر

تھا۔ حضور قبلہ دوسرے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ مجھے طلب فرمایا اور سامنے والی کرسی پر بٹھا دیا۔ مٹھائی کے ڈبے میں سے ایک ایک دو دو لڈو مجھے عنایت فرمانے لگے۔ ارشاد فرمایا کہ لڈو کھاؤ۔ میں لڈو کھاتا رہا۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم آج کل کیوں پریشان رہتے ہو۔ میں خاموش رہا۔ آپ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ تم یہ سوچتے ہو کہ تم لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاؤ گے۔ آپ نے جوش میں آکر فرمایا یہ ناممکن ہے کہ حضرت کی غلامی کا پٹہ آپ کے گلے میں ہو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس بات کو حضرت پسند فرماتے ہیں۔ ایک وقت آئے گا ہماری بات یاد رکھنا کہ لوگ تمہارے محتاج ہوں گے۔ تم پلنگ پر بیٹھے ہوں گے اور حکم دو گے۔ لوگ تمہارے حکم کی تعمیل کریں گے۔ بلکہ تمہارا کام کرنے میں فخر محسوس کریں گے اور اپنے آپ کو سعادت مند سمجھیں گے۔ اس وقت میری عمر ۱۶-۱۷ سال ہو گی مجھے اس وقت آپ کے اس فرمان کی حقیقت کا ادراک نہ ہوا۔ حضرت کے پردہ فرمانے کے بعد تقریباً ۲۶-۲۷ سال ہو گئے ہیں کہ میں اب وہ وقت دیکھ رہا ہوں کہ لوگ مجھ سے سلسلہ عالیہ کی نسبت پا کر غلامی کا بندھن اپنے گلے میں باندھ رہے ہیں اور حضرت قبلہ کا فرمان صداقت کا روپ دھار چکا ہے۔

وجد کیا چیز ہے؟

مجید صاحب طالب علم ایم اے نفسیات حضور قبلہ کے پڑوس میں رہائش پذیر ہیں۔ ایک دفعہ اتفاق سے وہ سامنے والے گراؤنڈ میں آئے اور حضور قبلہ کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ مذکور نے آپ سے وجد کی محسوسات سے متعلق پوچھنا چاہا۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کتابی علم رکھتے ہیں اسی بات کو چھوڑو یہ کہہ کر آپ اندر دربار چلے گئے۔ جب واپس گراؤنڈ میں آئے تو آپ کے ہاتھ میں ایک کینو تھا۔ آپ نے وہ کینو مجید صاحب کو دے دیا اور فرمایا کہ اس کو چھیل کر کھا لو۔ مجید صاحب نے کینو چھیل لیا اور آپ کے پیش کیا آپ نے فرمایا کہ آپ کھائیں۔ مجید صاحب نے جس وقت ایک قاش کینو کی کھالی تو حضور قبلہ نے پوچھا کہ کینو

کیسا ہے۔ اس نے کہا کہ بہت میٹھا ہے۔ حضور قبلہ نے فرمایا کہ مٹھاس کی کتنی مقدار ہے۔ مجید صاجب نے کہا کہ حضرت آپ کھائیں گے تو پتہ چلے گا۔ حضور نے فرمایا بس یہی حال وجد کا ہے۔ تمہیں وجد ہو گا تو تمہیں پتہ چلے گا کہ حال کیا چیز ہے۔ چنانچہ مجید صاحب حضور کی دعوت پر محفل میں شامل ہوئے اور حضرت قبلہ کی توجہ سے اس پر وجد طاری ہو گیا اور حقیقت کھل کر سامنے آ گئی۔

۲۳۔ حضور قبلہ امیر الاولیا حیات مبارکہ میں بیک وقت دو مقام پر موجود

ہمارے دو پیر بھائی میاں چنوں سے حضور قبلہ دادا مرشد سیدنا ہادی علی شاہ امام الاولیا کی ماہانہ محفل سماع اور فاتحہ میں شامل ہونے کیلئے فیصل آباد آ رہے تھے کہ راستہ میں بس کا اگلا پہیہ نکل کر باہر کہیں جا پڑا۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت قبلہ تشریف لائے ہیں اور ان ہر دو حضرات کا بازو پکڑ کر بس سے باہر کھڑا کر دیا ہے۔ آپ نے ان کو فرمایا کہ چوٹ تو نہیں آئی۔ انہوں عرض کیا کہ سرکار کوئی چوٹ نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا اچھا تم یہاں کھڑے رہو ابھی دوسری بس آئے گی تو اس میں سوار ہو کر آ جانا اس کے بعد آپ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ ان دونوں حضرات نے آستانہ پر پہنچ کر ہمارے پیر بھائیوں کو اس بس کے حادثہ سے آگاہ کیا اور کہا کہ آج تو ہمیں حضرت قبلہ نے بچا لیا۔ صوفی محمد صدیق گوجر سنگھ والا اور محمد احمد (خلیفہ مجاز) نلے والا دربار میں موجود تھے اور الحمدللہ بحیات ہیں ان دونوں پیر بھائیوں نے ان سے پوچھا کہ بس کے حادثہ کا وقت کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تقریباً چار بجے تھے۔ ہمارے پیر بھائیوں نے جو آستانے پر موجود تھے کہا کہ او ہو یہی ٹائم تھا جب حضور قبلہ ہمارے پاس یہاں کھٹیوں میں تشریف فرما تھے کہ یکایک آپ کا چہرہ مبارک زرد ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد آپ سیدھے لیٹ گئے اور اپنی چارپائی پر دونوں ہاتھ سیدھے رکھ دیئے اس وقت ایسا محسوس ہونے لگا کہ حضور قبلہ یہاں موجود نہ ہیں۔ آپ نے دونوں

ہاتھوں کو اوپر اٹھایا اور ایسے لگا کہ جیسے آپ کسی چیز کو دبوچ رہے ہیں اور منہ سے اف نکلا۔ اس کے بعد اٹھ بیٹھے۔ آپ کا چہرہ مبارک اصل حالت میں آنا شروع ہو گیا۔ ہمارے ساتھ تھوڑی دیر باتیں کیں اور پھر آپ اندر تشریف لے گئے۔ حضور قبلہ کی روحانی طاقت اس واقعہ سے عیاں ہے کہ آپ اپنی حیات مبارکہ میں بیک وقت دو مقام پر موجود ہو جاتے تھے۔

۲۴۔ میاں شاہنواز لینڈلارڈ نے مشاہدہ کرنے کے بعد بیعت کی

ایک دن میاں شاہنواز اپنے پیر بھائی احمد حسن کے ساتھ سیر کرنے کے بہانے حضور قبلہ سے اجازت لیکر شہر آ گئے۔ میاں شاہنواز نے کہا کہ آؤ فلم دیکھیں لیکن احمد حسن نے فلم دیکھنے سے انکار کیا اس کے باوجود میاں شاہنواز فلم دیکھنے اکیلا چلا گیا۔ سینما حال میں جب فلم شروع ہوئی تو میاں شاہنواز کو سکرین پر حضور قبلہ کھڑے نظر آنے لگے شاہنواز فلم نہ دیکھ سکا اور وہ واپس احمد حسن کے پاس آ گیا اور کہا کہ آؤ دربار چلیں۔ جب وہ دربار پہنچے اور حضور قبلہ کی قدمبوسی کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ سیر کے بہانہ فلم دیکھتے ہو۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر میاں شاہنواز تائب ہو گئے۔

۲۵۔ بیعت کرنے کے بعد حکم عدولی پر عبرتناک انجام

محمد اقبال امیری نے بیان کیا کہ اس نے سلسلہ عالیہ کے کسی فرد سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میاں شاہنواز جو بڑے لینڈلارڈ تھے اپنے منشی عبدالرزاق کے ہمراہ حضور قبلہ کی خدمت میں فیصل آباد حاضر ہوئے۔ اس نے سلسلہ عالیہ میں حضور قبلہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ میاں شاہنواز شادی شدہ تھا اور اس کے دو لڑکے تھے اس کے باوجود وہ ایک کالج کی لڑکی سے عشق کرتا تھا اور دوسری شادی کا خواہاں تھا۔ حضور قبلہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ شاہنواز اس لڑکی سے رابطہ نہ رکھو لیکن وہ باز نہ آیا۔ آخر کار حضور قبلہ نے ارشاد فرمایا

کہ شاہنواز اگر تم باز نہ آئے تو تم ایک دن نہر میں ڈوب کر مرو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کچھ عرصہ بعد خبر ملی کہ شہنواز نہر میں ڈوب کر مر گیا۔ نوٹ حضور قبلہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سلسلہ کے لوگ اس بات کا ضرور خیال رکھیں اور عمل پیرا ہوں کہ ادب شیخ اور تعمیل حکم ناگزیر ہے۔

۲۶۔ حکم عدولی کا عبرتناک انجام

محمد اقبال اسیری نے بیان کیا کہ اس نے سلسلہ عالیہ کے کسی فرد سے سنا کہ صبغتہ اللہ چک نلے والہ کے رہنے والے تھے۔ وہ ٹیلیفون کے محکمہ میں آفیسر تھے اور حضور قبلہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی تھی۔ اس نے حضور قبلہ کی منشا مبارک کے خلاف ایک دولت مند افریکن لڑکی سے شادی کر لی اور لندن چلے گئے۔ حضور قبلہ چاہتے تھے کہ وہ ہمارے ایک پیر بھائی جو وکیلاں والی گلی فیصل آباد میں رہتے تھے اس کی لکھی پڑھی گریجوایٹ سلیقہ شعار لڑکی سے شادی کر لے۔ کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ صبغتہ اللہ کی اس افریکن لڑکی سے ناچاقی ہو گئی۔ لڑکی کے گھر والوں نے صبغتہ اللہ کو مرغیوں کے ڈبہ میں بند کر دیا اور دوسرے دن اس کو جیل بھجوا دیا گیا۔ آخر کار پولیس اتھارٹی نے صبغتہ اللہ کو پاکستان آنے کا ٹکٹ بنوا دیا اور وہ کسمپرسی کے عالم میں واپس پاکستان پہنچ گیا۔ جب وہ اپنے گاؤں نلے والا پہنچا تو کوئی اس کو پہنچانتا نہ تھا۔ ہمارے پیر بھائی جو نلے والا گاؤں کے رہنے والے تھے وہ صبغتہ اللہ کی زبوں حالی دیکھ کر بڑے غمناک ہوئے انہوں نے حضور قبلہ سے مؤدبانہ عرض پیش کی کہ صبغتہ اللہ کو پاکستان میں قبر کی جگہ تو مل جائے اور چاہا کہ اس کی معافی ہو جائے۔ حضور قبلہ نے ان کی عرض گذاری پر صبغتہ اللہ کو معاف فرما دیا۔ اس کے بعد تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ صبغتہ اللہ وفات پا گیا۔

آنکھ والا تری قدرت کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

۲۷- راہ طریقت میں بے سمجھی پریشانی کا باعث بنتی ہے

محترم صوفی منظور احمد کا بیان ہے کہ وہ کوہ نور ملز فیصل آباد میں ملازم تھا۔ میں تنخواہ دینے کیلئے اپنے گاؤں نلے والا جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اگلے روز چھٹی کا دن تھا۔ میں حسب معمول دربار ۱۲۷۹- بی پیپلز کالونی نمبر ا فیصل آباد حاضر ہوا۔ آپ کی قدمبوسی کے بعد عرضی پیش کی کہ مجھے اپنے گاؤں نلے والے جانا ہے لہذا اجازت چاہی۔ حضور قبلہ نے فرمایا کہ جاتے ہوئے صوفی نذر محمد کو کہنا کہ وہ دربار میں آکر کھٹیوں کی واڑ قینچی کے ساتھ تراش کر ہموار کر جائے میں دربار سے چل پڑا۔ ریلوے پھاٹک پر پہنچا تو وہاں لوگوں کا بڑا ہجوم دیکھا۔ میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ بھیڑ بھاڑ کیسی ہے۔ میں نے ذرا آگے چل کر دائیں جانب ریلوے لائن کو پار کرنا چاہا تو وہاں دو آدمیوں نے مجھے کہا کہ صوفی جی ہمارے ساتھ پولیس چوکی چلو۔ میں نے کہا کہ کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہیں وہاں چل کر بتائیں گے۔ لہذا میں ان کے ساتھ ریلوے اسٹیشن چوکی پر آگیا وہاں مجسٹریٹ کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو جرمانہ کر رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ نہ جانے میری کب باری آئے گی لہذا میں وہاں سے کھسکنے کی کوشش کی تو پولیس کے آدمی نے کہا صوفی کہاں چلے۔ سوا پانچ روپے جرمانہ دے کر چلے جاؤ۔ میں نے ان کو سوا پانچ روپے دیئے اور دربار کا رخ کر لیا۔ دربار کے سامنے گراؤنڈ میں حضور قبلہ تشریف فرما تھے وہاں بھائی محترم محمد احمد بھی آپ کے پاس بیٹھے تھے میں نے حضور قبلہ کی قدمبوسی کی۔ آپ نے رمایا کہ منظور احمد گاؤں نہیں گئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور جانے دیتے تو میں گاؤں جاتا۔ آپ نے فرمایا چلو کوئی بات نہیں۔ تم آگئے رات کو حضرات کی یاد کریں گے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور قبلہ کی منشا مبارک ہو تو اجازت چاہیئے بصورت دیگر دربار میں ٹھہرنا عین مناسب ہے۔

۲۸- بدمعاش۔ قاتل تائب ہو گیا

محمد اقبال امیری نے بیان کیا کہ اس نے سلسلہ عالیہ کے کسی فرد سے سنا کہ ایک دفعہ حضور قبلہ ہمارے ایک پیر بھائی کی درخواست پر کلیان داس گاؤں میں تشریف فرما تھے۔

محمد شریف نامی ایک بدمعاش اور قاتل وہاں کھانا کھانے کیلئے آیا ہوا تھا اس نے کھانا خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ جب وہ فارغ ہوا تو حضور قبلہ نے اس کا نام پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ اس نے کہیں پیر پکڑا ہے۔ اس نے برجستہ کہا کہ سرکار چار پانچ پیر کھا چکا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ ہم تو ہڈی ہیں جو گلے میں پھنس جاتی ہے۔ نہ اندر جاتی ہے اور نہ باہر اگلتی ہے۔ آپ نے اس کو محفل سماع میں شامل ہونے کیلئے کہا۔ چنانچہ قوالی سننے کیلئے محفل میں شامل ہوا اور حضرت قبلہ کی توجہ سے وجد میں آگیا۔ اس کو کافی وقت وجدان رہا اور اس کا تن بے تاب و تواں ہو گیا۔ اس نے رات بڑی بے چینی سے گذاری۔ وہ علی الصبح اٹھا۔ نماز پڑھی اور اس نے حضور قبلہ کی خدمت میں پیش ہو کر بیعت کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے اس کو اپنی غلامی میں لے لیا اور اس طرح وہ اپنے سابقہ اعمال سے تائب ہو گیا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

۲۹۔ ولی را ولی می شناسد

میری زبانی ایک (سردار محمد سجادہ نشین آستانہ امیر الاولیاء) اور واقعہ سنیئے کہ ایک دفعہ میں اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ لاہور سے فیصل آباد بذریعہ بس آرہا تھا۔ حضور قبلہ آقاو مولا پیر و مرشد میرے ساتھ سیٹ پر تشریف فرما تھے۔ جب بس شاہ کوٹ کے نزدیک پہنچی تو چلتی بس کا اگلا ویل نکل گیا اور کافی دور جا گرا۔ ہمیں معمولی سا دھچکا لگا اور بس رک گئی۔ کسی مسافر کو خراش تک نہ آئی۔ اس واقعہ کے تین چار دن بعد میں رات کو تقریباً چار بجے معمول کے مطابق پیر و مرشد کی خدمت میں آپ کی مٹھی چاپی کر رہا تھا کہ حضور نے فرمایا کہ سردار محمد تمہیں معلوم ہے کہ اس روز چلتی بس کا ویل نکل گیا تو ہمیں کس نے بچایا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے تو علم نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اس روز بابا نولکھ ہزاری کی ذمہ داری میں تھے۔ اس لئے بابا نولکھ ہزاری تشریف لائے اور چلتی بس کو اپنا کندھا دے کر ہم کو بچا لیا۔ نیز آپ نے کسر نفسی سے کام لیتے ہوئے فرمایا کہ یہ واقعہ میرے قبلہ پیر و مرشد

نے منکشف کر دیا تھا- ہاں یاد آیا کہ جب گاڑی چل رہی تھی اور میں حضور قبلہ کے پہلو میں سیٹ پر بیٹھا تھا اس وقت میری آنکھوں میں یہ منظر تھا کہ محفل سماع برپا ہے قوال منقبت پڑھ رہے ہیں اور حضور قبلہ مسند پر جلوہ افروز ہیں دریں اثناء بس کے ویل کا نکلنا اور باہر دور جا کر گرنے کا حادثہ وقوع پذیر ہوا تھا-

وہ جو چاہیں تو میرے درد کا درماں ہو جائے
کام مشکل سے بھی مشکل ہو تو آساں ہو جائے

۳۰- حضور قبلہ کے ایک مرید محمد شریف کلیان داس کا واقعہ

ایک دفعہ حضور قبلہ امیر الاولیا محمد شریف کے گھر تشریف لائے ہوئے تھے- جب آپ نے واپس فیصل آباد آنے کا ارادہ کیا تو محمد شریف کو ارشاد فرمایا کہ تانگہ لاؤ فرمان کے مطابق تانگہ لایا گیا- آپ تانگہ پر بیٹھ گئے اور محمد شریف بھی دوسری سیٹ پر پیچھے بیٹھ گیا- گھوڑا آہستہ آہستہ چل رہا تھا- محمد شریف نے کوچوان کو کہا کہ تمہارا تانگہ زمین میں دھنس جائے تم گھوڑے کو آہستہ آہستہ چلا رہے ہو- کیا تم اس طرح تانگہ چلاتے ہو- محمد شریف کا یہ کہنا تھا کہ تانگہ آگے جانے کی بجائے زمین میں دھنسنے لگا- حضور قبلہ (امیر الاولیاء) نے محمد شریف کو غصے بھرے لہجہ میں کہا کہ "مجھے دنیا میں نہیں رہنے دینا" اب تم زمین میں دھنسے ہوئے تانگہ کو اوپر لے کر آؤ تو محمد شریف نے عرض کیا کہ سرکار یہ میرے بس کی بات نہیں ہے پھر آپ نے خصوصی توجہ سے زمین میں دھنسے ہوئے تانگہ کو زمین کے اوپر کر دیا اور تانگہ چل کر سٹیشن پر پہنچ گیا اس واقعہ سے کوچوان ہکا بکا ہو گیا اور اس نے کرایہ لینے سے ہچکچاہٹ کی تو حضور قبلہ نے فرمایا کہ محمد شریف تو دیوانہ ہے اس کا خیال نہ کرو- آپ کرایہ لے لیں یہ تمہارا حق ہے کوچوان نے آپ کے فرمان کے مطابق کرایہ لے لیا-

نوٹ:- مذکور کی اثر آفرینی کا یہ واقعہ مرید اور مرشد کے مابین وابستگی کا عالم ایک جان دو قالب کا مظہر ہے- کسی کی زبانی معلوم ہوا کہ محمد شریف کا مرقد پہاڑ کے دامن میں ہے- اس کا وہاں عرس منعقد ہوتا ہے-

۳۲۔ بوقت پریشانی حضور قبلہ کرم بار ہوئے

سلسلہ عالیہ امیری کے خلیفہ مجاز محترم فتح علی نے بیان کیا کہ وہ ہندوستان میں دو مکان چھوڑ کر پاکستان آگئے تھے جس کے عوض پندرہ ہزار روپے کا کلیم منظور ہوا۔ اس نے کلیم کے پندرہ ہزار روپے اپنے والد ماجد میاں صاحب کے حوالہ کر دیئے۔ اس کے بڑے بھائی محمد علی نے اپنا حصہ مانگا۔ والد ماجد نے کہا کہ میرا اختیار ہے کہ میں کسی کو حصہ دوں یا نہ دوں۔ لہذا والد ماجد نے اس کو حصہ نہ دیا۔ جس کے نتیجہ میں اس کا بڑا بھائی اپنے چھوٹے بھائی فتح علی صاحب کے پیچھے پڑ گیا اور کہا کہ جس طرح سے بھی ہو وہ سینہ زوری کر کے یا گولی سے مار کر اس سے اپنا حصہ ہر حالت میں وصول کرے گا۔

فتح علی صاحب کو اپنے بھائی کے اس ناروا سلوک سے ازحد بے چینی اور پریشانی ہوئی۔ اس وقوعہ کے چند روز بعد حضور قبلہ پیر و مرشد ان کے گھر تشریف لائے اور خود ہی دریافت فرمایا کہ فتح علی کیا بات ہے۔ اس نے عرض کیا کہ سرکار والد صاحب نے میرے بھائی کو کلیم کا حصہ نہیں دیا تو وہ مجھ سے الجھ پڑا ہے اور مجھے مارنے کی دھمکی دی ہے۔ وہ بڑا سخت اور تند خو ہے۔ حضور قبلہ نے فرمایا کہ تم گھبراؤ نہیں تمہارے پیچھے تمہارے سائیں ہیں جو کسی کو مارتا ہے وہ خود مر جاتا ہے۔ اس کا بڑا بھائی محمد علی لاہور میں رہائش پذیر تھا۔ تقریباً دو ہفتے گذرے ہوں گے کہ خبر ملی کہ میرے بھائی محمد علی کو اس کی بیوی نے زہر دے کر مار دیا۔ حضور قبلہ کا فرمان صحیح ثابت ہوا کہ جو دوسروں کیلئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے۔

۳۳۔ ضرورت شیخ

برادر طریقت محترم فتح علی کا بیان ہے کہ سلسلہ عالیہ میں شمولیت اور پیر و مرشد کی غلامی کا پٹہ ڈالنے کے بعد میرے ذہن میں ایک کشمکش شروع ہو گئی کہ آیا بیعت والا معاملہ ضروری ہے۔ اس کشمکش کے باوجود میں دربار میں حاضری کیلئے آتا جاتا رہا۔ ایک رات

خواب میں دیکھا کہ ہم پیر بھائی وفات پا سے ہیں اور پھر زندہ ہو گئے ہیں ہم اپنے اپنے سروں پر ٹوپیاں پہنے ہوئے ہیں۔ سامنے ایک عالیشان عمارت ہے اس کے ارد گرد دیوار پر بیلیں لگی ہوئی ہیں۔ عمارت کا دروازہ بڑا خوبصورت ہے۔ گویا یہ باغ جنت ہے۔ ہم پیر بھائی اس عمارت کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔ جب ہم گیٹ پر پہنچتے ہیں تو دربان ہمیں اندر جانے نہیں دیتا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ ہمیں عمارت کے اندر نہیں جانے دیتے۔ دربان نے کہا کہ جب تک تمہارے ساتھ تمہارا پیرو مرشد نہیں ہو گا تم اندر نہیں جا سکتے۔ یہ منظر دیکھ کر میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ اس طرح میرے دل کو تسلی ہو گئی کہ پیر کی بیعت کرنا برحق ہے۔ اس واقعہ سے ضرورت شیخ کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔

بقول مولانا روم

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

۴۳۔ چکروتہ پہاڑ کا اہم واقعہ۔ انگریز کرنل ہلاک ہو گیا

حضور قبلہ گرمیوں میں چکروتہ پہاڑ پر اپنے بڑے بھائی عبدالعزیز کے ساتھ قالین فروشی کا کاروبار کرتے تھے۔ ایک انگریز کرنل نے آپ کو ایک قالین دیا ہوا تھا۔ اس کو اس بات کا زعم تھا کہ اسے کوئی کاروبار میں مات نہیں کر سکتا۔ حضور نے وہی قالین اس انگریز کرنل کے ہاں فروخت کر دیا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ یہ وہی قالین ہے جو اس نے آپ کو دیا تھا تو اس کو بڑا غصہ آیا اور غیض و غضب میں آکر حضور قبلہ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کروا دیئے۔ آپ کے بڑے بھائی عبدالعزیز نے خصوصی انتظام کر کے حضور قبلہ کو بذریعہ کار سٹیشن پر پہنچا دیا۔ آپ نے جالندھر جانے کی بجائے اپنے پیرو مرشد کی قدمبوسی کیلئے کانپور کا ٹکٹ لے لیا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے یہ ماجرا حضور قبلہ دادا مرشد سیدنا ہادی علی شاہ (امام الاولیاء) کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے سن کر ارشاد فرمایا کہ جو تمہیں ختم کرنا چاہتا ہے وہ خود ختم ہو جائے گا اور حکم دیا کہ تم چکروتہ پہاڑ جاؤ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ لہذا حضور قبلہ

دوبارہ چکروتہ پہاڑ پہنچ گئے۔ آپ کے بڑے بھائی عبدالعزیز بڑے متفکر ہوئے کہ اب کیا ہو گا دوسرے روز خبر ملی کہ اس انگریز کرنل کی کار کھڈ میں گر گئی اور وہ اپنی فیملی سمیت ہلاک ہو گیا۔ اللہ اکبر!

۳۵۔ حضور قبلہ نے دربار فیصل آباد میں قبلہ سیدنا مہر علی شاہ گولڑوی کی زیارت سے مشرف فرمایا

محترم پیر بھائی مولوی محمد چراغ فرماتے ہیں کہ یہ فروری ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے کہ مجھے ریزرو ٹریننگ کے لئے بلوچ ٹریننگ سنٹر ایبٹ آباد میں برائے ٹریننگ حاضری کا پروانہ ملا۔ میں ایبٹ آباد جانے سے پہلے دربار شریف فیصل آباد ۱۲۷۹۔ بی پیپلز کالونی نمبر ا حاضر ہوا اور حضرت قبلہ روحی فداہم سے اپنی حاضری کے متعلق اور دیگر امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ اس زمانہ میں صوفی فضل کریم صاحب جو کہ حضرت قبلہ عالم کے خلیفہ تھے وہ ایبٹ آباد سکندر آباد محلہ میں سکونت پذیر تھے۔ حضور قبلہ نے فرمایا کہ فضل کریم کے ہاں بھی کبھی کبھی جانا اور ان سے ملاقات رکھنا۔ میں نے چلتے وقت آداب قدموسی بجا کر عرض کیا کہ حضور گولڑہ شریف میں حاضری کی بڑی تمنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہاں وہاں ضرور حاضری دینا۔ میں فیصل آباد شریف سے ٹرین پر سوار ہو کر راولپنڈی پہنچ گیا۔ ریل کے اس ڈبہ میں ایک بزرگ سفید پوش سے ملاقات ہوئی ان سے استفسار کیا کہ آپ نے کہاں جانا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں گولڑہ شریف دربار عالیہ حاضری دینے جا رہا ہوں۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ میرا اسلام بھی سرکار کی خدمت میں عرض کر دیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں انشاء اللہ ضرور عرض کر دیں گے۔ میں ایبٹ آباد پہنچ گیا وہاں ۳۵ دن کی ٹریننگ مکمل کی حضور قبلہ کے حکم کے مطابق میں صوفی فضل کریم کے گھر روزانہ حاضر ہوتا رہا اور محفل سماع روزانہ ہوتی تھی۔ صوفی صاحب پر اس وقت حضرات کا بڑا کرم تھا۔ سوز و مستی کا یہ عالم تھا کہ جس آدمی کو صوفی صاحب کا کپڑا بھی لگ جاتا اس کو کیفیت ہو جاتی تھی۔ میں ٹریننگ ختم کر کے واپس اپنے گھر آ رہا تھا۔ جب ٹرین گولڑہ شریف پہنچی رات کا تقریباً ڈیڑھ بج رہا تھا۔ اندھیری

رات تھی۔ گولڑہ شریف اسٹیشن سے دربار تک ۳۔ میل کا فاصلہ تھا۔ راستے میں کتوں کا بھی خدشہ تھا۔ ایک بکس میرے پاس تھا۔ میں راستہ بھی نہیں جانتا تھا۔ لہذا میں نے ان مجبوریوں کے تحت گولڑہ شریف جانے کا پروگرام منسوخ کر دیا اور براستہ راولپنڈی فیصل آباد شریف دن کے گیارہ بجے پہنچا۔ دوران سفر وزیر آباد سٹیشن پر سحری کھائی اور روزہ رکھ لیا۔ جب میں آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا تو حضرت قبلہ روحی فداہم اندر سے باہر تشریف لا رہے تھے۔ لہذا میں قدمبوس ہوا۔ حضرت قبلہ عالم مسکرا کر بولے چوہدری آگئے عرض کیا حضور ہاں آگئے۔ آپ تادم آخر مجھے چوہدری ہی پکارتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ چوہدری روزہ ہے میں نے عرض کیا ہاں حضور روزہ ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق کمرہ میں آرام کیا۔ دن کے ۳۔ بجے کے قریب میری آنکھ کھلی۔ آپ نے فرمایا پہلے غسل کر لو پھر نماز پڑھو۔ میں نے نزدیک ہی ایک کھال پر غسل کیا اور پھر نماز ظہر، عصر اور روزہ افطار کر کے مغرب کی نماز ادا کی۔ عشاء کی نماز بمعہ تراویح پڑھ کر آرام کرنے کیلئے سونے کی تیاری کی۔ حضور قبلہ کی چارپائی کے نیچے قالین پر سونے کی اجازت ہوئی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ چارپائی اندر لے آئیں میں نے عرض کی حضور میں نیچے قالین پر سو جاؤں گا۔ حضرت قبلہ عالم کی چارپائی مبارک تو پہلے سے کمرہ میں موجود تھی آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے سفر کا حال پوچھا۔ میں نے جو کچھ دیکھا عرض کر دیا جب سونے لگے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت ان مجبوریوں کی وجہ سے گولڑہ شریف حاضر نہ ہو سکا اور مجھے اس کا بڑا افسوس ہے۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ آپ کی حاضری ہو گئی ہے۔ اچھا اب آرام کریں صبح روزہ بھی رکھنا ہے۔ مگر مجھے نیند نہ آ رہی تھی۔ میں اس کشمکش میں تھا کہ میں وہاں حاضر نہیں ہوا اور حضور قبلہ کے فرمان کے مطابق میری وہاں حاضری ہو گئی ہے۔ میں اسی حالت میں سو گیا۔ ۲۔ بجے کا وقت تھا اس وقت میں نہ سویا ہوا تھا اور نہ ہی جاگتا تھا لیٹے ہوئے غنودگی کا عالم تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ چوہدری اگر تمہارا دل نہیں مانتا ہے تو چلو پھر آپ کی حاضری کرا لائیں۔ کمرہ کی تین درہ کھڑکی سے نکل کر ہوا میں معلق ہوئے اور ایک منٹ میں گولڑہ شریف دربار عالیہ حاضر ہو گئے۔ حضرت قبلہ سرکار مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ مزار اقدس کے باہر تشریف فرما ہیں۔ آپ نے السلام علیکم کہہ کر دست بوسی اور قدمبوسی کی۔ میں نے

آپ کی تقلید میں یہی عمل کیا اور دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ مرشد قبلہ اور حضرت قبلہ سرکار گولڑوی کی آپس میں کافی بات چیت ہوئی مگر میری سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا۔ سرکار گولڑوی نے اپنے دست مقدس سے مجھے بڑی گلاب جامن کی شکل میں تبرک عطا فرمایا۔ ان کے فرمان کے مطابق میں نے تبرک کھالیا۔ پھر حضرت قبلہ نے اجازت مانگی۔ حضور سرکار گولڑوی نے اجازت عطا فرمائی۔ ہم قدمبوسی کرنے کے بعد اسی طرح ایک آدھ منٹ میں واپس دربار عالیہ فیصل آباد شریف پہنچ گئے اور میں نے دیکھا کہ حضرت قبلہ عالم پیرومرشد اسی کھڑکی کے تین درہ کی سلاخوں کے بیچ سے گزر کر اپنے بستر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا چوہدری جاگتا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور جاگتا ہوں آپ نے فرمایا اٹھو روزہ رکھنے کا وقت ہو گیا ہے۔ برتن لے اور اپنی اماں سے پیسے لیکر اپنے لئے دہی لے آئیں۔ میں نے عرض کیا حضور آپ دہی نہیں کھائیں گے فرمایا ساگ رات کا پڑا ہے ہم وہی کھالیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ میں بھی وہی ساگ کھالوں گا۔ آپ نے حکماً فرمایا کہ پیسے لیکر اپنے لئے دہی لاؤ۔ لہذا میں نے تعمیل حکم کی۔ روزہ رکھا۔ نماز پڑھی اور اجازت لیکر گھر واپس پہنچ گیا۔

اس سال عرس پاک رمضان شریف کے بعد ہوا تھا۔ اس عرس پاک کے موقع پر برادرم تاج محمد، محمد احمد، محمد منظور احمد، میاں مختار عالم اور محمد چراغ کو اجازت خلافت سے نوازا گیا۔ اس موقع پر ساری محفل گریہ کناں تھی اور حضور قبلہ کا خصوصی کرم ہوا۔ صوفی محمد چراغ نے یہ واقعہ حضور قبلہ کے وصال کے بعد منکشف کیا کیونکہ یہ راہ طریقت کا ایک بھید ہے۔

۳۶۔ پیر چُن کر بیعت کی

محترم برادر طریقت صوفی مبارک علی حضور کے صف اول کے مریدوں میں سے ایک ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضور قبلہ کی بیعت جالندھر میں کی اور اپنے بڑے بھائی طفیل محمد کو مطلع کیا کہ میں نے ایک پیر کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا۔ اس وقت میرا بھائی لنکا میں فوج کی ڈیوٹی سرانجام دے رہا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ پیر کیا؟ یہ کوئی رول ہو گا۔

میں نے ایک دن حضور قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بڑے بھائی نے جواب میں آپ کے بارے میں یہ تاثر دیا ہے۔ یہ سن کر حضور قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بات نہیں ہے عنقریب وہ بھی آنے والا ہے۔ دوچار روز گذرے تھے کہ میں مکان کے باہر بارہ دری کے قریب چوک میں اپنے پیر و مرشد کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے اطلاع ملی کہ طفیل محمد لنکا سے یہاں آگیا ہے۔ میں گھر گیا اور اپنے بھائی سے ملا اور خیروعافیت پوچھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ میرے ساتھ پیر کی ملاقات کیلئے تیار ہو گیا۔ دوپہر کا وقت تھا کہ حضور قبلہ دکان کے متصل مسجد کے دروازہ پر تشریف فرما تھے جب کہ میں اور میرا بھائی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دوران گفتگو فرمایا کہ طفیل محمد رول تو بہت ہوں گے مگر پیر کم ہوں گے۔ تم کو ہمارے ساتھ واسطہ پڑے گا تو تمہیں پتہ چل جائے گا۔ دوران گفتگو میرے بھائی کو دو دفعہ کچوکے لگے۔ میرے بھائی نے مجھ سے کہا کہ بھئی پیر نہ چھوڑنا۔ یہ تو واقعی پیر ہیں۔ میں غلط سمجھا تھا۔ میرے بھائی نے رات کو آپ کی بیعت کرنے کا فیصلہ کرلیا اور صبح کی نماز پڑھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور معذرت و ندامت کے ساتھ بیعت ہونے کی درخواست پیش کی جو کہ حضور قبلہ نے قبول کی۔ اس طرح وہ آپ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر تائب ہوا۔

۳۷۔ حضور قبلہ کی روشن ضمیری اور عیب پوشی

محترم صوفی مبارک علی نے بیان کا کہ میری رہائش ملتان میں تھی۔ حضور قبلہ کی حاضری دینے کیلئے میں فیصل آباد آگیا اور آپ کے ہاں مسلسل ایک ہفتہ رہا۔ دریں اثنا میرا بھائی انور مجھے لینے کیلئے ملتان سے فیصل آباد دربار پہنچا اور مجھ سے کہا کہ تمہارے گھر والے بیمار ہیں لہذا واپس گھر ملتان چلیں۔ حضور قبلہ نے مجھے مطلع کر دیا تھا کہ تمہارے گھر والے بیمار نہیں ہیں۔ مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد انور نے حضور قبلہ سے عرض کیا کہ مبارک علی کے گھر والے بیمار ہیں اس لئے ہمیں ملتان جانے کی اجازت فرمائیں۔ آپ نے اجازت دے دی اور اس بات کی پردہ پوشی کی کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے بلکہ حضور

قبلہ نے مجھے کرایہ کے سوا پانچ روپے بھی دیئے اور ہم ملتان چلے آئے اس واقعہ سے حضور قبلہ کی روشن ضمیری۔ فراخدلی اور پردہ پوشی کے اوصاف ظہور پذیر ہوئے۔

۳۸۔ حضور قبلہ کے پردہ کرنے کے بعد لجپالی کا واقعہ

صوفی مبارک علی ہی کا بیان ہے کہ مسلم ہائی سکول طارق آباد کے متصل محفل سماع کا انعقاد ہوا۔ اس وقت بندہ گدی پر بیٹھا ہوا تھا۔ محفل کے دوران ابراہیم غوری کا لڑکا میرے پاس آیا اور اپنے باپ کو الیکشن میں چیئرمین کی سیٹ پر کامیاب کرانے کیلئے درخواست پیش کی اور منت مان لی۔ میں نے اس کو کہہ دیا کہ ہمارے حضرت نے تمہارے باپ کو چیئرمین کر دیا ہے۔ حضور قبلہ نے میرے ان الفاظ کی لج پالی اور ابراہیم غوری الیکشن میں چیئرمین کیلئے کامیاب قرار دیا گیا۔ بعد ازاں اس کے لڑکے نے ایک دیگ، دو سو روپے اور کافی فروٹ بطور منت پیش کیا۔ وہی دیگ اب میرے گھر پر ماہانہ محفل میں استعمال ہو رہی ہے۔ حضور قبلہ کی فی الفور لجپالی کا یہ واقعہ میرے دلنشیں ہے۔

۳۹۔ حضور قبلہ کی کسر نفسی

مذکور صوفی مبارک علی ہی کا بیان ہے کہ علی بخش لوہار نے مجھ سے کہا کہ اگر میرے مکان کا مقدمہ میرے حق میں ہو جائے تو میں تمہارے پیر کی بیعت کر لوں گا۔ میں اس کو اپنے ساتھ لیکر حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور معاملہ پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ سکندر آباد چلو۔ چنانچہ ہم حضور قبلہ کی ہمراہی میں جالندھر سے سکندر آباد چلے آئے۔ آپ نے یہ معاملہ حضرت قبلہ پیر دادا مرشد عبدالشکور الملقب تاج الاولیاء کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ امیرالدین کیا تم یہ بات نہیں کر سکتے تھے حضور قبلہ خاموش رہے۔ اس حاضری کے بعد ہم واپس جالندھر آ گئے۔ علی بخش لوہار کے مکان کا مقدمہ اس کے حق میں ہو گیا اور اس نے میرے پیرومرشد کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آپ اس معاملہ کو نپٹانے کی قدرت رکھتے تھے لیکن کسر

نفی اختیار کی اور معاملہ پردادا مرشد کے توسل سے طے کرایا۔ راہ طریقت میں کسر نفسی سالک کیلئے ڈھال کا کام دیتی ہے۔

۴۰۔ حضور قبلہ کی جلوہ نمائی کی تاب نہ لاسکا

صوفی مبارک علی ہی کا بیان ہے کہ غلام قادر سمندری روڈ پر چک جہانگیر کا رہنے والا تھا۔ اس کی نسبت سلسلہ صابری سے وابستہ تھی۔ اس کا میرے ساتھ دوستانہ تھا۔ وہ جب کبھی ملتا یہ کہہ دیتا کہ صوفی مبارک میں نے تمہارے شیخ کو دیکھنا ہے۔ ایک دن وہ صوفی صاحب کے ساتھ حضور قبلہ کو دیکھنے کیلئے دربار کی جانب آرہا تھا اور راستے میں بڑی بیباکی کے ساتھ بار بار کہتا کہ کہاں ہے تمہارا شیخ۔ جب یہ صاحب دربار کے سامنے والے گراؤنڈ کے ایک کونے پر پہنچا تو صوفی مبارک علی نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ غلام قادر دیکھو وہ میرے حضرت قبلہ گراؤنڈ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جونہی غلام قادر نے اس طرف دیکھا اس نے پاؤں کی جوتی ہاتھ میں لے لی اور آگے جانے کی بجائے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ صوفی صاحب کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ میں حضور قبلہ کی خدمت میں اکیلا حاضر ہو گیا آپ نے فرمایا کہ اس کو ساتھ کیوں نہیں لائے میں نے عرض کیا کہ حضور وہ آپ کو دیکھنے کیلئے آرہا تھا کہ آپ کو دور سے دیکھ کر ایسا بھاگا ہے کہ میرے بار بار بلانے کے باوجود اس نے پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ چند دنوں بعد خبر ملی کہ غلام قادر وفات پا گئے۔

اس واقعہ سے حضور قبلہ کی روحانی ماہیت کا پتہ چلتا ہے کہ غلام قادر جو بڑے غرور اور گستاخانہ الفاظ سے کہتا تھا کہ تمہارے شیخ کو دیکھنا ہے وہ آپ کی جلوہ نمائی کی تاب نہ لاسکا۔

حضرت امیر خسرو کا شعر ملاحظہ ہو۔

از حسنِ ملیح خود شورے بہ جہاں کر دی
دل بردی و جاں بردی، بے تاب و تواں کر دی

۴۱۔ قوت و حیات

محترم تاج محمد صاحب چک ۹۳ گوجرہ روڈ کا رہنے والا حضور قبلہ کا خادم تھا۔ وہ ایک عام جگہ پر سلسلہ عالیہ کا ذکر کیا کرتا تھا اور کہتا کہ میرے پاس دوران ذکر کوئی نہ آیا کرے۔ اتفاق سے ایک لڑکا اس جگہ ذکر کے دوران چلا گیا اور وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اس کو دربار حضور قبلہ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس کو دوبارہ زندگی دلائی اور تاج محمد کی ڈانٹ ڈپٹ کی اور ارشاد فرمایا کہ اگر اس لڑکے کو دوبارہ زندگی نہ ملتی تو تمہاری خیر نہ تھی۔ آپ نے اس کو ہدایت کی آئندہ ذکر کا اہتمام علیحدہ بند کمرے میں کرے۔ ذکر کرنے کیلئے عام جگہ مناسب نہیں ہے۔

یہ واقعہ محترم صوفی نذر محمد نے بیان کیا۔

۴۲۔ خلوص دل سے حضور قبلہ کی قبرستان میں حاضری دینے کا ثمرہ

حضور قبلہ (امیر الاولیاء) کے جسد مبارک کو قبرستان محلہ فتح آباد میں بطور امانت رکھا گیا تھا۔ برادران طریقت صوفی نذر محمد اور صوفی فتح علی صاحبان بلاناغہ وہاں قبرستان میں حضور قبلہ کے مرقد مبارک پر حاضری دیا کرتے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ حضور قبلہ قبرستان کی حدود تک آتے اور جاتے وقت ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔ حضور قبلہ کے جسد مبارک کو دربار منتقل کر دیا گیا تھا تو اس کے بعد بھی قبرستان میں حاضر ہونے پر ہمارے ساتھ یہی معاملہ پیش آتا رہا۔ یہ تھا خلوص دل سے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ثمرہ۔

حضور قبلہ کی منشا مبارک ملحوظ خاطر نہ رکھنے سے پریشانی کا سامنا

محترم صوفی محمد صدیق گوجر سنگھ والے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور قبلہ کے ساتھ براستہ ڈیرہ غازی خان کوٹ مٹھن حضرت قبلہ خواجہ غلام فرید کی بارگاہ میں حاضری دی۔ حضور قبلہ نے واپسی پر ملتان میں محترم بھائی طفیل محمد کے مکان پر قیام فرمایا۔ میں آپ کی خدمت میں حاظر تھا اور آپ کے پاؤں مبارک دبا رہا تھا۔ میرے دل میں خیال تھا کہ میں حضور سے اجازت لیکر واپس اپنے گھر چلا جاؤں۔ دریں اثنا آپ نے خود ہی فرمایا کہ محمد صدیق تمہارا

کیا خیال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور گھر واپس جانے کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا ایک دو دن ٹھہر جاؤ۔ سرکاری لنگر کھانا۔ ملتان کی سیر کرنا اور محفل سماع سننا پھر ہم اکٹھے واپس فیصل آباد چلیں گے۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے مجھ سے پھر دریافت فرمایا تو میں نے جانے کا ارادہ پھر ظاہر کر دیا۔ آپ نے مجھے میرے پیر بھائی شبیر حسین کے ساتھ سٹیشن پر پہنچوا دیا میں نے فیصل آباد کا ٹکٹ لے لیا اور ٹرین میں بیٹھ گیا۔ راستے میں پتہ چلا کہ یہ ٹرین براستہ خانیوال ساہیوال جائے گی۔ چنانچہ میں خانیوال سٹیشن پر اتر گیا۔ بڑی ذہنی کوفت ہوئی۔ کافی انتظار کے بعد فیصل آباد کیلئے ٹرین آئی۔ میں اس ٹرین میں بیٹھ کر واپس اپنے گھر پہنچا۔ اس کے بعد میں نے جمعرات کو دربار میں حاضری دی تو حضور قبلہ بھی ملتان سے واپس آ چکے تھے۔ میں نے قدمبوسی کی تو حضور نے خود بخود فرمایا کہ محمد صدیق خانیوال سٹیشن پر خوب سیر کی۔ میں بڑا نادم تھا۔ لہذا آپ سے معذرت خواہ ہوا کہ میں نے آپ کی منشا مبارک کے خلاف عمل کیا تھا۔ حضور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اطاعت مرشد کی سمجھ عطا کر دی اس کو بہت بڑا خزانہ مل گیا۔

۴۴۔ حضور قبلہ کے مرقد مبارک میں ہاتھ ڈالا تو ایک جھٹکا سا لگا

میاں مختار عالم امیری کا لڑکا شفقت اللہ جو نویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ حضور قبلہ کے مرقد مبارک پر حاضری دی اور اپنا ہاتھ مرقد مبارک کے جنگلے میں ڈال دیا۔ اس کے ہاتھ کو اندر سے دفعتاً ایک جھٹکا سا لگا۔ اس نے ہاتھ کو فوراً مرقد کے جنگلے سے باہر نکال لیا اور سوچ میں پڑ گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ قدرے توقف کے بعد اس نے اپنا ہاتھ دوبارہ مرقد کے جنگلے کے اندر ڈال دیا لیکن اس وقت اس کے ہاتھ کو جھٹکا نہ لگا۔ شفقت اللہ نے یہ معاملہ اپنے والد کو بتایا۔ اس کے والد نے کہا کہ حضور قبلہ نے تمہارے ساتھ مصافحہ کیا اور تم اس معاملہ میں خوش نصیب ہو۔

اس واقعہ سے حضور قبلہ کی عظمت اور جمال دلفروز کا پتہ چلتا ہے۔

ترا مزار ہے کیا شاندار اے خواجہ

۴۵۔ حضور قبلہ کا دار فانی سے کوچ کرنے کا اشارہ

میں اس بات کو کبھی فراموش نہیں کر سکوں گا (سردار محمد سجادہ نشین دربار امیریہ) یہ کہ ایک نشست میں دوران گفتگو انکشاف کیا کہ حضور قبلہ نے لاہور جانے سے پہلے مجھ سے دریافت فرمایا کہ سردار محمد تمہارا کیا خیال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جیسے آپ کی منشا ہو۔ آپ فرمایا کرتے ہیں کہ دربار میں پیچھے کوئی نہ کوئی آدمی دیکھ بھال کیلئے موجود ہونا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تھوڑی دیر بعد میرے دل میں ایک ولولہ اٹھا کہ میں بھی حضور قبلہ کے ساتھ لاہور جاؤں اور میں نے اپنا یہ مدعا آپ کے پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ سردار محمد میری طبیعت اب ٹھیک نہیں رہتی۔ میرے بعد آپ ہی جایا کریں گے۔ لہذا میں دربار میں دیکھ بھال کے لئے رہا اور آپ لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور سے واپس فیصل آباد آنے کے بعد چند ایام گذرے تھے کہ آپ پردہ فرما گئے۔ آپ کی مذکورہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔ اس واقعہ سے پہلے ایک شخص وہاڑی سے دربار فیصل آباد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس نے آپ سے اولیائے کرام کی موت کے متعلق پوچھنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ولی کو موت سے آگاہ نہیں کرتا البتہ اولیا میں سے مخصوص ولی کو آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور قبلہ "امیر الاولیاء" اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خاص الخاص ولی کا درجہ رکھتے تھے۔

۴۶۔ محفل سماع کو روح کی تازگی قرار دیا

برادر طریقت صوفی منظور احمد نے اپنے گاؤں نلے والا میں محفل سماع کا انعقاد کیا۔ سن عیسوی ۱۹۶۳ء تھا۔ سرکار محفل میں مسند نشیں تھے۔ کافی تعداد میں پیر بھائی بھی محفل میں شامل تھے۔ یہ محفل اتنی پر کیف ہوئی کہ گاؤں کے آدمیوں نے برملا کہا کہ ہم سنتے آئے تھے کہ راگ حرام ہوتا ہے لیکن اس محفل سماع میں اتنا لطف و سرور آیا اور روح کی تازگی ہوئی

کہ کہنا پڑتا ہے کہ ایسار اگ تو واقعی روح کی تازگی کا سبب ہے۔

۷۴۔ کاروبار کی خاطر محراب پور (سندھ) میں قیام

کاروبار نہ ہونے کی وجہ سے صوفی منظور احمد کے سسرال لڑائی جھگڑا کرتے تھے۔ اس ضمن میں مذکور نے سرکار قبلہ کی خدمت میں عرض پیش کر دی۔ آپ نے محراب پور (سندھ) میں صرف چھپائی کے کاروبار کرنے کیلئے حکم دے دیا اور ارشاد فرمایا کہ اگر کام چل نکلا تو وہاں بچوں کو بلا لینا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد حضور قبلہ کی بڑی صاحبزادی کی شادی تھی۔ محترم برادر نواب دین کی اہلیہ اور اس کا بھائی عنایت محراب پور سے فیصل آباد آئے اور شادی میں شمولیت کی اور حضور قبلہ کی خدمت میں عرض کی کہ منظور احمد کا کام چل پڑا ہے۔ سرکار نے مذکور کی بیوی اور مصطفےٰ کی ماں کو فرمایا کہ وہ ان کے ساتھ محراب پور چلے جائیں۔ نواب الدین کی بیوی اور عنایت تو پہلے ہی محراب پور چلے گئے اس لئے میرے چھوٹے بھائی نے مذکور کے اہل و عیال کو محراب پور سندھ پہنچایا۔ مذکور نے دکان کرایہ پر لے کر چھپائی کے کام میں مشغول ہو گیا۔ وہاں مصطفےٰ اور اس کی امی بیمار ہو گئے۔ مذکور کی چھوٹی بچی مسرت تاہم تندرست رہی۔ تین ماہ کے بعد مصطفےٰ کا ماموں ملنے کیلئے محراب پور آیا اور مذکور کے اہل و عیال کو واپس گاؤں لے آیا اور مجھے کہا کہ سرکار بلائیں تو آ جانا۔ محراب پور قیام کے دوران مذکور حضور قبلہ کو بذریعہ خط اطلاع کرتا رہا لیکن آپ کی طرف سے جواب نہ پایا۔ بڑی پریشانی ہوئی۔

عید الاضحیٰ کے موقع پر ایک گانے والا آیا جس نے کنگت اور کھرطمالاں پر مندرجہ ذیل اشعار سندھی زبان میں گائے اور میری آتش عشق کو بھڑکایا۔

اللہ کرے میلو موںجھوں مہنی جیہڑے نارساں
ندی ٹرپی یار ونجاں ملاں مہر وارساں
کچو کھنی کچھ میں گھبیری آں دریا میں
تر ہی جو ٹکل بدھی آسرو اہہ میں

تار ہن ہی میں ترہاں درہا جے کنارتاں
ندی ٹرپی پاروںجاں ملاں مہر وارساں
کن وچ کری ہاں بدھ پیر کی پکار وا
درہا وا گھو وچ پس سائیاں لئی سنبھاروا
تار ہن ہی میں تراں درہا جے کنارساں
ندی ٹرپی پار ونجاں ملاں مہر وارساں

مذکور کو مندرجہ بالا اشعار نے بے چین کر دیا اور یہ اشعار لکھوا کر محراب پور سے فیصل آباد حضور قبلہ کے قدمبوس ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ منظور احمد ساڈے لئی کھ لے آئیاں اے۔ مذکور نے عرض کیا کہ یہ اشعار لایا ہوں۔ آپ نے مذکورہ ابیات سنے اور جھوم کر فرمایا کہ واہ خوب ہے جب کبھی میں حاضر ہوتا تو میرے پیر بھائیوں کی موجودگی میں یہی اشعار آپ سنتے۔ سب کو بڑا ذوق اور کیف ہوتا۔

سرکار قبلہ نے مذکور کو راہ طریقت کے اس پُرسوز سفر کے دلنشیں انجام سے بہرہ ور کیا۔ جس کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

۴۸۔ بیمار کو تندرست کیا

صوفی منظور احمد مذکور بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی بیمار رہتی تھی۔ منٹگمری بازار اور بھوانہ بازار سے حکیموں کا علاج معالجہ کروایا لیکن آرام نہ آیا۔ حضور قبلہ نے ایک دن فرمایا کہ وہ صبح سویرے کھیتوں میں ننگے پاؤں پھرے۔ ایسا کرنے سے بھی آپ کو آرام نہ آیا۔ مذکور کی ساس نے علیہ آباد میں ایک حکیم عبدالواحد سے تین ماہ کے کورس کی دوائی کا استعمال کرایا۔ حکیم کی ہدایات کے مطابق مذکور کی اہلیہ چارپائی پر لیٹی رہتی۔ دوماہ گذرنے کے بعد اس کی بیوی کہنے لگی کہ چارپائی پر لیٹنے کے سبب کمر کی ہڈی چھلی گئی ہے۔ مذکور نے حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی کی حالت زار بیان کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا حضرت کرم کریں گے۔ مذکور نے دربار میں رات گذاری اور خواب دیکھا کہ حضور قبلہ

کھڑے ہیں اور وہ بھی کھڑے ہیں۔ آپ نے ایک پڑیا اس کو دی جسے لیکر وہ آپ کے قدموں پر گر گیا۔ اٹھا تو ایک اور پڑیا عطا کی وہ دوبارہ قدموں پر گیا اور کھڑا ہو گیا تیسری بار ایک اور پڑیا عطا کی جس کو لیکر وہ تیسری بار آپ کے قدموں پر گر گیا پھر کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا جاؤ سائیاں کا کرم ہو گیا ہے۔ مذکور اس وقت خواب سے بیدار ہوا۔ اس کو یقین ہو گیا کہ اب اس کی بیوی کو مکمل آرام آجائے گا۔ اس کے بعد مذکور جب گاؤں پہنچا تو دیکھا کہ اس کی بیوی تندرست ہو گئی ہے۔ عرس نزدیک تھا۔ چنانچہ مذکور کی بیوی سیدھی گاؤں سے دربار فیصل آباد حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ سرداراں بی بی اب تم ٹھیک ہو۔ اس نے عرض کی کہ اباجی حضور کا بڑا کرم ہوا اب میں ٹھیک ہو گئی ہوں۔

اک ادھر بھی نظر اے رشک مسیحا کرنا
کہ تجھے آتا ہے بیمار کو اچھا کرنا

باران رحمت کا نزول

صوفی منظور احمد کا بیان ہے کہ موسم گرما ماہ جون جولائی کے دوران ایک دفعہ میں دربار میں حاضر تھا۔ حضور قبلہ شہتوت کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ آپ نے مذکور کے بیٹے مصطفےٰ کو آواز دی اور اس کو فرمایا کہ تم نے کبھی بارش کرائی۔ لڑکے نے جواب دیا کہ جی ہاں آپ نے فرمایا کہاں بارش کرائی۔ لڑکے نے کہا کہ گاؤں میں بارش کرائی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آج تو بارش کرادے اور ہماری کھٹیاں بھر جائیں تو تجھے دو آنے دیں گے۔ مصطفےٰ نے کہا کہ باباجی کھٹیاں بھر جائیں گی۔ مذکور دربار میں اس وقت حاضر تھا اور اس نے خیال کیا کہ حضور قبلہ آج بارش کرائیں گے۔ عصر کے قریب بادل نمودار ہوئے۔ آپ فرمانے لگے کہ مصطفےٰ بارش نہیں ہوئی۔ لڑکے نے جواب دیا کہ باباجی بادل پانی پینے چلے گئے ہیں۔ مغرب کے بعد آندھی آئی اور ساتھ ہی زوردار بارش ہونے لگی۔ اس وقت مصطفےٰ مذکور کا لڑکا سو گیا تھا۔ سرکار فرمانے لگے کہ منظور بوری لیکر کیلوں سے روشن دان بند کر دو تاکہ کمرے میں قالین اور دیگر سامان محفوظ ہو جائے۔ اسی دوران مصطفےٰ اٹھ

بیٹھا اور جلدی جلدی کمرے سے باہر نکل کر کٹھیاں دیکھنے لگا۔ سرکار مذکور کو فرمانے لگے کہ منظور اب مصطفے بھری ہوئی کھٹیاں دیکھنے گیا ہے اتنے میں مصطفے نے کہا کہ بابا جی اب کٹھیاں بھر گئی ہیں مجھے دو آنے دیں۔ آپ نے مذکور کی امی جی کو فرمایا کہ مصطفے کو دو آنے دے دیں کیونکہ اس نے بارش کرائی ہے۔ لماں جی حضور نے فرمایا کہ بچہ سارا دن مٹھائیاں کھاتا ہے ابھی دو آنے رہ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں نہیں میں نے اس کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے اس لئے اس کو دو آنے دے دیں۔ پھر لماں جی حضور نے دو آنے دے دیئے۔

حضور قبلہ اپنے عقیدت مندوں کے بچوں کے ساتھ بڑے معصوم انداز سے مخاطب ہو کر کریمانہ انداز میں پیار اور محبت کا اظہار فرماتے اور آپ کا ہر عمل آپ کی کرامت کا مظہر ہوتا۔

۵۰۔ حضور قبلہ عرس مبارک کے اختتام پر عقیدت مندوں کو مناسب وقفے کے بعد الوداع کرتے

صوفی منظور احمد کا کہنا ہے کہ عرس کے اختتام پر مذکور اور اس کی بیوی دربار میں حاضر تھے۔ حضور قبلہ نے ہمارے پیر بھائیوں کو وقفے وقفے کے بعد اجازت دی۔ حتیٰ کہ مذکور اور اس کی بیوی دربار میں باقی رہ گئے۔ مذکور کی بیوی اجازت لینے کیلئے دروازے تک آ گئی تھی کہ اتنے میں حضور قبلہ نے مذکور کو فرمایا کہ منظور اپنی بیوی سے پوچھو کہ کیا اس کا جانے کا ارادہ ہے؟ مذکور آپ کے حکم کے مطابق دروازے تک گیا تو اس کی بیوی پہلے ہی اجازت لینے کیلئے کھڑی تھی۔ اور جانے کیلئے اجازت کی طلبگار تھی۔ حضور قبلہ نے سنا اور فرمایا کہ منظور چلے ہی جانا ہے۔ آپ نے یہ ضرب المثل فرمائی کہ "پھوپھی دادم تے تختیاں دی جوڑی مگر رہ جانا امیر الدین دا امیر الدین"

مذکور یہ سن کر آبدیدہ ہو گیا اور عرض کیا کہ حضور میں چند اشعار پیش کروں۔ آپ نے اجازت دی کہ ہاں سناؤ پھر میں نے اشعار سنائے۔ حضور قبلہ اشعار سن کر بہت محظوظ ہوئے اور آپ کا چہرہ مبارک ہشاش بشاش نظر آنے لگا۔

مذکور اپنی اہلیہ کے ساتھ قدمبوس ہو کر خوشی خوشی اپنے گھر آ گئے۔

۵۱- ایک اہلِ تشیع کو حضرت علی کرم اللہ کی زیارت سے مشرف کرایا

علی قیصر جعفری اہل تشیع لاہور کے رہنے والے ہیں یہ صاحب ٹیچر تھے اور ہمارے پیر بھائی محترم قبلہ محمد عالم کے ساتھ ایک سکول میں اکٹھے طلبا کو پڑھایا کرتے تھے۔ جعفری صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ وہ حضور قبلہ کا دیدار کرنا چاہتے ہیں۔ جب کبھی پیر جی آئیں۔ ان کو ضرور خبر کر دینا تاکہ ان کو آپ کا دیدار ہو جائے۔ حضور قبلہ اکثر اوقات محترم محمد عالم کے مکان واقع صدر بازار کینٹ برلب مین سڑک تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ تشریف لائے تو علی قیصر جعفری آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

دوران گفتگو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر دوست اپنے دوسرے دوست سے کہے کہ مجھے فلاں سے ملاقات کرائیں تو اسے چاہیئے کہ وہ اس کو مطلوبہ فرد سے ملاقات کرا دے۔ جعفری صاحب نے عرض کی کہ آپ ٹھیک فرماتے ہیں۔ حضور قبلہ نے فرمایا تو کیا آپ مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی زیارت کروا دیں گے جعفری صاحب نے عرض کیا کہ یہ میرے لئے ناممکن ہے۔ حضور قبلہ نے فرمایا کہ اچھا آپ رات کو آئیں اور محفلِ سماع میں شامل ہوں۔

جعفری صاحب آپ کے فرمان کے مطابق رات کو محفلِ سماع میں شامل ہوئے۔

حضور قبلہ کی نظر کرم سے جعفری صاحب کو وجد آ گیا۔ اس کو کافی دیر وجد رہا۔

حضور قبلہ کے فرمان کے مطابق ہمارے پیر بھائی جعفری صاحب کو محفل کے حلقے سے باہر لے آئے جہاں وہ بے ہوش رہے۔ جب ان کو ہوش آیا تو کہنے لگے کہ مجھے تو حضور قبلہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی زیارت سے مشرف فرمایا ہے اور حضور قبلہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ساتھ کھڑے تھے۔

جعفری صاحب اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کی بیعت کر لی۔

۵۴- قاری محمد ایوب کا سلسلہ عالیہ امیریہ میں نسبت حاصل کرنا

محترم ومکرم جناب محمد عالم صاحب خلیفہ مجاز کے ساتھ حضور قبلہ کی حیات مبارکہ میں محترم قاری محمد ایوب حاضر ہو کر نعت سنایا کرتے تھے۔ قاری صاحب کی آواز بھی ماشاءاللہ دلپذیر تھی اور سامعین خوب لطف اندوز ہوتے تھے۔ حضور قبلہ ان کی نعت سن کر مسرور ہوا کرتے تھے۔ قاری محمد ایوب صاحب برادر محترم محمد عالم صاحب کے گرویدہ تھے اور بسا اوقات ان کے ہاں قاری صاحب کی نشست ہوا کرتی۔

حضور قبلہ (امیر الاولیاء کے پردہ فرما جانے کے بعد ایک دفعہ برادر محترم محمد عالم صاحب کے مکان پر محفل سماع کا انعقاد ہوا اور اس محفل میں محترم محمد عالم مسند نشین تھے۔ دوران محفل قاری محمد ایوب کو کیفیت ہوئی اور وہ وجد میں آ گئے۔ کافی دیر وجدان غالب رہا۔ اس محفل کے چند دن بعد قاری محمد ایوب نے انکشاف کیا کہ دوران وجد حضور قبلہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر محترم محمد عالم کے ہاتھ میں دے دیا۔ اسی بناء پر قاری محمد ایوب نے محترم محمد عالم کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس طرح قاری صاحب اس سلسلہ عالیہ سے منسلک ہو گئے۔ اب قاری صاحب کو اجازت خلافت سے نوازا جا چکا ہے اور ان کا حلقہ عقیدت مندان لکھے پڑھے نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ حضرات کا بڑا کرم ہے۔ ایک درس گاہ کا قیام بھی ہو چکا ہے محفل کیلئے ایک ہال تعمیر کیا گیا ہے اور درس و تدریس کا شغل بھی کامیابی کے ساتھ رواں دواں ہے وہاں ماہانہ محفل سماع کا انعقاد ہوتا ہے۔ جمعہ کے روز فاتحہ اور نعت خوانی ہوتی ہے اہل ذوق اور عنوان کرم اس سعادت سے مستفید ہو رہے ہیں۔

محترم علی محمد ماہی کا فرمان ہے کہ زندگی میں ایسے لمحات بھی آئے جب "من تو شدم تو من شدی" کے مقام کا بھی مشاہدہ ہوا ان کا فرمان ہے کہ حضور امیر الاولیاء مجھے جب چاہتے طلب فرما لیتے اور میں حاضر ہو جاتا۔ انہوں نے بیان کیا کہ موسم گرما تھا۔ میں کسی کام کے سلسلہ میں اپنے ایک دوست سے ملنے گیا جو ایک مقامی اخبار کا ملازم تھا۔ وہاں بات جیت

طویل ہو گئی۔ میں نے اجازت چاہی لیکن اس نے مجھے روک لیا اور میں پھر اس کے کمرہ میں دراز ہو گیا۔ چند لمحات بعد حضور تشریف لائے اور میرے پاؤں کا انگوٹھا پکڑ کر مجھے جھنجھوڑا میں خواب ہی میں بیدار ہو گیا حضرت نے فرمایا کہ خبردار آئندہ اس کمرہ میں کبھی نہیں سونا! اٹھو! لہذا میں خواب سے بیدار ہو گیا اور پھر اپنے دفتر جانے کی بجائے میرے قدم از خود دربار عالیہ کی طرف بڑھنے لگے ادھر میں باہر گیٹ پر پہنچا ادھر حضرات قبلہ پیر و مرشد امیر الاولیاء خواجہ محمد امیر الدین الشاہ اندر سے گیٹ کھولنے کیلئے گیٹ پر پہنچ گئے گیٹ کھلا اور میں قدموں میں گر پڑا مجھے اٹھایا سینے سے لگایا اور فرمایا ماہی صاحب بہت اچھا ہوا آپ تشریف لے آئے میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا۔ اس روز مہمان آئے ہوئے تھے اور دربار پر کوئی خادم موجود نہ تھا اور میں خادم پہنچ گیا اس کے بعد جب میں واپس شہر پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کمرہ میں پولیس کا ریڈ ہو گیا تھا اس لئے کہ اخبار کے اس ملازم نے اپنے کمرہ میں منشیات رکھی ہوئیں تھیں۔ میں نے اس وقت یہ واقعہ اور محترم فصیح اللسان الحاج اختر سدیدی کو بتایا وہ سن کر حیران ہوئے اور کہنے لگے اس واقعہ سے آج میرے بھی ایمان و ایقان میں اضافہ ہو گیا اور پھر اسی شام ہم اکٹھے دوبارہ دربار پر حاضر ہوئے۔ قبلہ ماہی صاحب کا کہنا ہے کہ اس کے بعد میں نے آج تک اس کمرہ کا رخ نہیں کیا اب تو وہ صاحب کمرہ بھی خدا کو پیارا ہو چکا ہے۔

❄

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناقبِ اطہار

مرتب ❊ خواجہ سرزدار محمد امیری شکوری

آثم کمالوی شبیر احمد

جو ہو جاتے ہیں دیوانے درِ ہادی علی شاہ پر
وہ بن جاتے ہیں فرزانے درِ ہادی علی شاہ پر

جو دل برداشتہ ہوں اور تشنہ لب ہوں دنیا میں
وہ پی لیتے ہیں میخانے درِ ہادی علی شاہ پر

جو اس در پر چلے آئیں وہ خالی جا نہیں سکتے
وہ بھر لیتے ہیں پیمانے درِ ہادی علی شاہ پر

جسے ہو دیکھنا مقصود گنبد کملی والے کا
چلا آئے وہ رہ پانے درِ ہادی علی شاہ پر

ہے مستی جن پہ خود عاشق مرا شاہد خدا آثم
وہ دیکھے میں نے مستانے درِ ہادی علی شاہ پر

جن کو چاہا تم نے آقا وہ تمہارے بن گئے
میں بنا نیا تو وہ میرے کنارے بن گئے

ایک وہ عالم کہ سائے بھی رہا کرتے تھے دور
ایک یہ عالم کہ میرے تم سہارے بن گئے

یہ تیری نظر کرم ہے خوب ہیں اپنے نصیب
تو نے دیکھا پتھروں کو ماہ پارے بن گئے

اب من و تو میں نہیں کچھ فاصلے باقی رہے
ہم تمہارے بن گئے اور تم ہمارے بن گئے

تیری اس کامل نظر پہ کیوں نہ آثم ہو نثار
"تو نے جن ذروں کو دیکھا وہ ستارے بن گئے

"درِ ہادی علی شاہ پر شکوری جام ملتے ہیں"
شریعت اور طریقت کے حضوری جام ملتے ہیں

بیاں سے بالاتر ہے مسلک رندوں کا اے ساقی
یہاں پر پینے والوں کو طہوری جام ملتے ہیں

درِ ہادی پہ جو آنکھوں سے اپنے خوں بہاتے ہیں
انہیں پھر دستِ مرشد سے سندوری جام ملتے ہیں

اگر کوئی یہاں صابر پیا کا آئے متوالا
اسے دستِ عطا سے کچھ صبوری جام ملتے ہیں

میں جب آثم درِ ہادی پہ آیا ہوں محبت میں
امیری اور شکوری دونوں نوری جام ملتے ہیں

"بناں ہادی علی شاہ دے گذارا ہو نئیں سکدا"
دلِ بسمل تڑپدے نوں سہارا ہو نئیں سکدا

تیرے دیدار دے آقا سدا طالب ایہہ دیوانے
تیرے لطف و کرم دے عام نے دنیا چ میخانے

تیرا ثانی زمانے تے دوبارا ہو نئیں سکدا
بناں ہادی علی شاہ دے گذارا ہو نئیں سکدا

تیری محفل دے وچ چلدے پئے نے [illegible] و ساغر
شفا ہوندے نیں اکثر نیم جاں کمزور تے لاغر

بناں دربار عصیاں دا کفارا ہو نئیں سکدا
بناں ہادی علی شاہ دے گذارا ہو نئیں سکدا

عطا چشمِ بصیرت ہو گئی ارکانِ محفل نوں
ملن پانی دے دو قطرے خضر تھیں نیم بسمل نوں

نظر اکسیر بن ہادی اہ پارہ ہو نئیں سکدا
بناں ہادی علی شاہ دے گذارا ہو نئیں سکدا

رہواں روضے دے سائے وچ ایہو دارو میرے جھل دا
قسم رب دی اہ دنیا ہے فقط میلہ گھڑی پل دا

تیرے در تے جے مر جاواں خسارا ہو نئیں سکدا
بناں ہادی علی شاہ دے گذارا ہو نئیں سکدا

فقط توں ہی محافظ ہیں مرے ٹٹے ہوئے دل دا
میں شیدا ہو گیاں قرآن والے حسن دے تل دا

ستم ہن ہور آثم نوں گوارا ہو نئیں سکدا
بناں ہادی علی شاہ دے گذارا ہو نئیں سکدا
❄

ذکر چھیڑا بلبلوں نے آج یہ کس نام کا
تمتماتا ہے لہو سے چہرہ لالہ فام کا

پتہ پتہ غنچہ غنچہ آج دیتا ہے صدا
میرے ہادی نے علم لہرا دیا اسلام کا

کانپور سے فتح و نصرت کی جو آتی ہے صدا
ہر طرف پرچم اڑا ہادی علی کے نام کا

لاالہ کا ذکر میرے دل میں جاری ہو گیا
ہے اثر شاید یہی اسلام کے پیغام کا

منقبت کے ساتھ سینے سے لگا لیجئے مجھے
آ گیا دربار میں آثم یہ بھولا شام کا

❋

توں آ ویکھ اے یار ہادی دے در تے
پئے کھل دے اسرار ہادی دے در تے

بخت ہوندے بیدار ہادی دے در تے
برسدے نے انوار ہادی دے در تے

ایہہ دلبر توں جد تک جدائی اے تیری
نہ ہونی قلب دی صفائی اے تیری

خدا دی قسم ایہہ خدائی اے تیری
جے جھک جانویں اک وار ہادی دے در تے

نہ کعبے چہ جا کے نہ متھے گھسا کے
نہ کپڑے رنگا کے نہ تسبی چلا کے

اے آثم توں پھر نہ اجاڑاں چہ جا کے
خدا دا اے دیدار ہادی دے در تے

احمد حسن امیروی

تیرے در پر جان نکلے بس یہی ارمان ہے
جی رہا ہوں در پہ تیرے یہ بڑا احسان ہے

صحبتِ ہادی شکوری سے ہوا سرشار جو
مل گئی اس کو خدائی یہ مرا ایمان ہے

اک زمانہ مانتا ہے میرے آقا کا کمال
"روح پرور ہادیؑ ذی شان کا عرفان ہے"

صدقۂ ہادی علی شاہ صدقۂ شاہِ شکور
مست اور سرشار ہر دربار کا مہمان ہے

آؤ بھر لو جھولیاں ایمان کی ایقان کی
دولتِ عرفانِ ہادی حاصل قرآن ہے

صدقۂ شاہ رضا اس پر ہو رحمت کی نظر
میرے آقا یہ کمینہ جاہل و نادان ہے

شاعری کا فن نہیں پر ہوں غبارِ کوئے یار
جان لو احمد حسن کی بس یہی پہچان ہے

کس نرالی شان سے بیٹھے ہیں محفل میں امیر
ہو گئے ہیں مجھ پہ گویا مہرباں ابوالعلا

پھول کھل کر ہو گئے ہیں آگرے کا حسنِ خاص
ہے دیار لائل پور میں گلستاں ابوالعلا

ہر بشر مانند رضواں ہے تمہاری بزم میں
قریۂ خلدِ بریں ہے آستاں ابوالعلا

ہاں دیارِ عشق میں ہو جاتے ہیں سب باخبر
غور سے سنتے ہیں جو بھی داستاں ابوالعلا

بوالعلائی فیض سے میں بھی ہوں لوگو فیضیاب
کاش مجھ کو بھی بنائیں رازداں ابوالعلا

شاعری میں ہوں صفر لکھتا ہوں الفت سے مگر
ہو گیا ہے یوں عطا طرزِ بیاں ابوالعلا

میں تیرا احمد حسن ہوں اک گنہ گارِ جہاں
اب بدل دیجئے ذرا میرا جہاں ابوالعلا

اختر سدیدی

گدایانِ محمد کی فقیری پادشاہت ہے
خزانے دونوں عالم کے سرِ دربار ملتے ہیں

ہماری آبلہ پائی پہ قرباں ہی نہیں گلشن
بصد عجز و ادب قدموں سے اب یہ خار ملتے ہیں

یہ مجھ پر وجد کا عالم نہیں ہے بے سبب زاہد
خدا شاہد مجھے مستی میں بھی اشعار ملتے ہیں

فقیروں سے سنا میں نے کہ دربارِ شکوری میں
نئے اسلوب ملتے ہیں نئے معیار ملتے ہیں

ثناءً اختر سدیدی نے وفورِ کیف میں لکھ دی
یہ میخانہ شکوری ہے یہاں سرشار ملتے ہیں

❋

مجھے اس در سے الفت ہو گئی ہے
محبت ہی محبت ہو گئی ہے

ترے نقشِ ا پر اللہ اللہ
مجھے سجدوں کی عادت ہو گئی ہے

درِ ہادی کے ہر ذرے سے مجھ کو
دل و جاں سے عقیدت ہو گئی ہے

خوشا ذرے بھی خاور بن گئے ہیں
فقیروں کی بھی عظمت ہو گئی ہے

میں پہنچا ہوں درِ ابوالعلاء پر
قدم بوسی کی چاہت ہو گئی ہے

بفیضِ صدقہَ ہادی شکوری
تمنائے مروت ہو گئی ہے

دلِ مردہ میں کس نے روح پھونکی
مجھے جینے کی حسرت ہو گئی

تصور شیخ کا رہنے لگا ہے
یہ میری کیا طبیعت ہو گئی ہے

ہر اک دھڑکن میں اب بسنے لگے ہو
میرے دل کی یہ حالت ہو گئی ہے

تیرے در پر جبیں سائی کی عادت
یہ میری اب شریعت ہو گئی ہے

مجھے بوسوں کی شفقت سے نوازا
میری تجھ سے طریقت ہو گئی ہے

امیرِ عشق کی صحبت میں رہنا
میرے حصے کی دولت ہو گئی ہے

ترا رنگِ کرم ہے جانتا ہوں
سدیدی سے جو مدحت ہو گئی ہے

❋

اختر سدیدی

میرے ہادی کا پھیرا ہو گیا ہے
جہاں میں اب سویرا ہو گیا ہے

ستارے جگمگائے چاند چمکا
ادھر روشن سویرا ہو گیا ہے

جہاں آباد تھے بت اب وہاں پر
فقیروں کا بسیرا ہو گیا ہے

قلندر جھومتے ہیں ناچتے ہیں
دلوں میں کس کا ڈیرا ہو گیا ہے

من و تو کا فسانہ مٹ گیا ہے
میں اس کا اور وہ میرا ہو گیا ہے

تصور میں سرِ دربار ہادی
میرا دامن پھریرا ہو گیا ہے

میرا دل جو میرا اپنا نہیں تھا
وہی دل آج تیرا ہو گیا ہے

خمستانِ امیری میں پڑا ہے
یہ دل کیسا لٹیرا ہو گیا ہے

نہ جانے کس لگن میں دنیا والو!
سدیدی اب سپیرا ہو گیا ہے

❋

طبیعت ہو گئی ہے عاشقانہ
ہوا رنگین نظروں میں زمانہ

درِ ہادی شکوری پر ندیمو
مرتب کر لیا ہے آشیانہ

نگاہیں جو اتر جاتی ہیں دل میں
وہ ہوتی ہیں نگاہیں کاملانہ

ہوا کیا رند و صوفی جھومتے ہیں
یہ چھیڑا کس نے ہادی کا ترانہ

مقامِ حیرت و حسرت میں گم ہوں
نہ بن جائے کہیں میرا فسانہ

سدیدی پر کرم کیجئے تو اپنا
تری نظروں کا بن جائے نشانہ

خوش ہوں مری جبیں کو ترا آستاں ملا
مجھ کو امیرِ راہ سراپا اماں ملا

مدت سے کھو چکا تھا بتوں کے جہان میں
صد شکر آج کعبے کا مجھ کو نشاں ملا

کرتے ہیں رشک مجھ پر سبھی بور یہ نشیں
اس رندِ بادہ خوار کو کیا آشیاں ملا

صحبت میں یادِ ہادی شکوری ہوا عطا
ذاکر جمیل و احسن و فکرِ رواں ملا

اختر سدیدی تیرا مقدر بھی ہے کمال
ہاتھوں میں جام تھا مے جو پیرِ مغاں ملا

❋

تصور میں جو رہتا تھا وہی اب آ گیا دل میں
خدائی اک طرف خود آ گیا ہے اب خدا دل میں

اندھیرے راستوں میں اب بھٹکنے کون جائے گا
اتر آیا فلک سے اب یہاں ماہِ لقا دل میں

اسیرِ زلف تھا کل تک جہانِ حسن میں ہمدم
فقیرِ عشق نے اب بھر دیا رنگِ وفا دل میں

کھنکتی تھیں کبھی جو چوڑیاں اس دل کے آنگن میں
مگر اب ہو گیا مردِ خدا نغمہ سرا دل میں

ابھی کچھ دیر ہے باقی سنو گے ضربِ اللہ ھو
شکستِ ساز کی گونجا کرے گی اک صدا دل میں

امیرِ معرفت سے بات پوچھوں گا من و تو کی
رہے گا کب تلک پنہاں یہ رازِ ماورا دل میں

پلا کر جام وحدت کا مجھے دستِ شکوری سے
سدیدی اب وہ کہتے ہیں کہ جھانکو تو ذرا دل میں

تھاری مچی جگت میں دھوم محمد کالی کملیا والے

مورا آنگن توہے ترسے آؤ کملیا والے
نین تورے ہجرن میں برسے آؤ کملیا والے
اجڑن من کے دیس میں آئیو
لوں تھارے قدمن چوم
محمد کالی کملیا والے
تھارے سبزن گنبد پر میں تن من گھول گھماؤں
تھارے سنگ اسود کو دوں بوسن اور سجاؤں
بنتی کرت میں ہادی سن
آ نینن میں---- گھوم
محمد کالی کملیا والے
میں بیراگن در پر آئی واسطہ ساہ سکور
پیا ملے موہے عید رچاؤں عرجی کرو منجور
جگ جگ مورے پیا ملن کی
مچو سدیدن دھوم
محمد کالی کملیا والے

❋

دیوانہ کہہ رہی ہے مجھ کو تری خدائی
مجھے راس آ گئی ہے ترے در کی یہ گدائی

تم خوب جانتے ہو اے آگرہ کے لوگو!
کیا چیز اتقاً ہے کیا چیز پارسائی

اب آسماں کی رفعت، رفعت نہیں نظر میں
وہ کیف تو نے بخشا جامِ ابوالعلائی

سرِ حشر میری جانب رکھنا کرم کی نظریں
محشر میں ورنہ دوں گا ترے نام کی دہائی

اٹھا نہ سر کسی کا پیرِ مغاں کے در سے
ہادی نے جس بشر کو ہاتھوں سے خود پلائی

اک مختصر نظر ہو مجھ پر امیرِ محفل
گرچہ تری نظر تک میری نہیں رسائی

میں بندۂ کمینہ کم ظرف چاک داماں
اتنا ہے فخر مجھ کو ہوں تیرا اک فدائی

پروانے آ رہے ہیں کرنے کو جان قرباں
شمعِ شکوری کسی نے ہے سامنے جلائی

دیکھا کرو سدیدی بن کر فقیرِ خوباں
اک رنگِ بے نیازی اک رسمِ کجکلاہی

❄

مرے حسنِ مقدر کے حسیں تر اک نشاں تم ہو
وفورِ عشق و مستی میں مرے حسنِ گماں تم ہو

طریقت کے چمن میں شاخِ طوبیٰ کے ثمر تم ہو
شریعت کے گلستاں میں بہارِ بے خزاں تم ہو

صنم خانوں میں گونجی ہے سنو تکبیرِ اللہ ھو
مرے بتخانۂ دل میں براھمی اذاں تم ہو

تمہیں مقصودِ ہستی ہو تمہی مشہود و شاہد ہو
خدا شاہد دو عالم میں فقط جانانِ جاں تم ہو

مہ و انجم کی تابش میں یہ کس کا حسن پنہاں ہے
برس کر ابرِ رحمت نے کہا وہ کہکشاں تم ہو

مسلسل لغزشیں میری خوشا عفورِ وکرم تیرا
ہوں جن پر مہرباں صدقے وہی نامہرباں تم ہو

پہنچ جائے گا منزل پر یقیناً قافلہ میرا
نشانِ راہِ منزل تم ہو میرِ کارواں تم ہو

عقیدت کی ہوئی معراج سجدہ داغِ سجدہ ہے
جبیں خود کعبہ بنتی ہے جہاں وہ آستاں تم ہو

خوشا اختر سدیدی کو تری قربت میسر ہے
میرا حسنِ غزل تم ہو میرا حسنِ بیاں تم ہو

❋

عاشقانِ پاک کے دلدار ہیں ہادی علی
ماورائے حسن کی سرکار ہیں ہادی علی

آپ دنیائے ولا میں ہیں شہ جود و سخا
ہاں رضائے لطف کے شہکار ہیں ہادی علی

منقبت اس سے سوا کیا ہو سکے گی آپ کی
آپ یارانِ نبی کے یار ہیں ہادی علی

برزخِ شیخِ تصور میں جو دیکھا غور سے
مردِ حق کے ابروئے خمدار ہیں ہادی علی

کیوں نہ ہو میرے تصرف میں زمین و آسماں
دین و دنیا میں مرے سردار ہیں ہادی علی

ہو بھلا احساس کیوں کر غم نصیبی کا مجھے
جب مرے مونس مرے غمخوار ہیں ہادی علی

اکتسابِ فیض میں للہ نہ اب تاخیر ہو
زندگی کے دن یہی دوچار ہیں ہادی علی

اس گنہگارِ عقیدت کی ارادت ہو قبول
پیشِ خدمت ہدیتاً اشعار ہیں ہادی علی

ذکر کیا اختر سدیدی کا یہاں پیر و جواں
تیرے میخانے کے سب میخوار ہیں ہادی علی

❄

محبت کا شروع ہے اب مہینہ
یحب اللہ کی پڑھ آیہ کریمہ

طریقت میں درِ ہادی پہ مرنا
یقیں جانو ہے مرنا عین جینا

شریعت میں دلِ منصور ہو جا
مئے عرفان کے یوں جام پینا

ہے قربِ لا الٰہ ہادی کا صدقہ
ملا مرشد سے مجھ کو یہ خزینہ

بہ پیشِ یار رقصم ذوق و مستی
درِ ہادی پہ پنہاں ہے دفینہ

نفاست کا تقاضا اللہ اللہ!
چنبیلی میں نہ مل جائے پسینہ

وہ گلبدنی وہ آدابِ مجالس
کرے تو پیش اب کوئی حسینہ

تصور میں ہے یوں تصویرِ ہادی
خوشا دیکھا ہے اک ماہِ جبینہ

امام الاولیا تیرا ہوں خادم
بنا دیجئے مجھے بھی اب نگینہ

ندا آئی ہے اب بھی غیب سے یہ
سدیدی تم بھی سیکھو کچھ قرینہ

سنانے کے لئے ہم اپنے افسانے کہاں جاتے
ترے در پر نہ آتے تو خدا جانے کہاں جاتے

تمہاری دید میں جب عید کے جلوے ہیں رقصندہ
بروزِ عید پھر ہم دل کو بہلانے کہاں جاتے

پناہ ملتی نہ گر قصرِ فقیری پر پھریروں کو
ہم اپنے عشق کے آنچل کو لہرانے کہاں جاتے

قیامت میں گنہگاروں کی نہ بخشش اگر ہوتی
کریمانہ تیرے انداز پہنچانے کہاں جاتے

تمہاری مست آنکھوں نے بھرم رکھا ہے مستی کا
وگرنہ میرے ایسے رند میخانے کہاں جاتے

میرے کاسے کے ٹکڑے ہو گئے قرباں صراحی پر
میں چلو ہی میں پی لیتا تو پیمانے کہاں جاتے

گھٹاؤں کو تیری زلفوں سے ہوتی نہ اگر نسبت
یہ بادل رحمتِ انوار برسانے کہاں جاتے

نہیں ہے جن کا کوئی گھر نہ کوئی در انہیں ہمدم
"شکوری در نہ ملتا تو یہ دیوانے کہاں جاتے"

خوشا دیوانگی راس آ گئی اختر سدیدی کو
وگرنہ ہوش میں سجدوں کے شکرانے کہاں جاتے

❄

کیسا سہانا وقت پھر اک بار آ گیا
عرسِ ابوالعلا جو مرے یار آ گیا

گونجی ہے کانپور سے جہانگیر کی صدا
ہادی علی کا آج وہ دلدار آ گیا

ہاں ہادوی شکوری جہانگیری قادری
اس سلسلے کا آج وہ سردار آ گیا

چھایا ہے آج ابرِ کرم رحمتوں کی خیر
ساقی پلا علائی کہ مئے خوار آ گیا

لطف و کرم کی مجھ پہ نگاہیں ذرا اٹھا
تیرا فقیر پھر مرے سردار--- آ گیا

ہونے لگی ہے بارشِ جود و سخا پھر آج
محفل میں آج کیسا؟ گنہگار آ گیا

ہم نے درِ شکوری پر دیکھا ہے بار ہا
گاتا ہوا زمانہ یہ ملہار--- آ گیا

تشنہ لبوں پہ رحم ذرا کیجئے حضور
طالب تمہارا بن کے طلبگار آ گیا

ہو کر فقیر تھاما ہے دامن امیر کا
دامن تمہارا اوڑھ کے سرکار آ گیا

اپنے جمالِ عشق کا دیوانہ دیکھئے
دامانِ چاک کے وہ لئے تار آ گیا

نذرانۂ خلوص و عقیدت قبول ہو
اختر سدیدی لے کے یہ اشعار آ گیا

❄

حریمِ ناز کی چلمن اٹھے گی اور نظر ہو گی
فلک پر تارے لرزیں گے زمیں زیر و زبر ہو گی

دیارِ کانپور سے آفتابِ نور چمکا ہے
اگر اب رات بھی ہو گی تو وہ رشکِ قمر ہو گی

نسیمِ صبح گا ہی کہہ رہی ہے آج مستوں سے
بچھا دو راہ میں نظریں کہ ہادی کی گذر ہو گی

علامت ہے یہی ہادی کے بیماروں کی دل والو
لبوں پر مہرِ خاموشی و لیکن چشم تر ہو گی

شبِ غم اب نہ آئے گی خبر کر دو جہاں بھر میں
مرے ہادی کے جلوؤں سے زمانے میں سحر ہو گی

ستارے جب بھی ڈوبیں گے وہ آ جائیں گے پرسش کو
مرے حالِ دلِ پر درد کی ان کو خبر ہو گی

چلو اختر سدیدی اب درِ ہادی پہ جا بیٹھیں
حسینانِ جہاں میں کب تلک تیری بسر ہو گی

میں بے کل آیا کل پانے درِ ہادی علی شاہ پر
خدا پایا، خدا جانے درِ ہادی علی شاہ پر

ہے روشن آج شمع روئے حسنِ یار محفل میں
ہیں محو رقص پروانے درِ ہادی علی شاہ پر

شبستاں جگمگاتے ہیں ہے عرسِ پاک ہادی کا
بہاروں پر ہیں یارانے درِ ہادی علی شاہ پر

گھٹائیں مست ہو ہو کر اٹھی ہیں آج مغرب سے
چلی ہیں نور برسانے درِ ہادی علی شاہ پر

ہیں پیش یار رقصندہ یہ دیکھو ذوق و مستی میں
گریباں چاک مستانے درِ ہادی علی شاہ پر

ہے مائل بہ کرم پیرِ مغاں جو رند جمع ہیں
لٹیں گے آج میخانے درِ ہادی علی شاہ پر

ہے اذنِ عام پی لو چشتیہ ہے اور جہانگیری
ہیں خود گردش میں پیمانے درِ ہادی علی شاہ پر

نسیم صبح ہو کر باوضو ہادی کے گلشن میں
چلی ہے پھول مہکانے درِ ہادی علی شاہ پر

❋

نے اج مستی چ مستانے درِ ہادی علی شاہ تے
دلاں دے سودے تل جانے درِ ہادی علی شاہ تے

جناں نوں عشق مارو رنگ اپنے رنگ لیندا اے
نہیں رہ سکدے بیگانے درِ ہادی علی شاہ تے

کئی بلیاں تے بھلیاں نوں عنائت ایس محفل دی
بناں گھنگھرو نچاندے نے درِ ہادی علی شاہ تے

طریقت رانجھیاں دی کوئی کھیڑا کھوہ نہیں سکدا
نی ہیرے راز کھل جانے درِ ہادی علی شاہ تے

شریعت ہیر دی ہن زہر دے پھکے نہ مارے گی
اہ کیدو رانجھے بن جانے درِ ہادی علی شاہ تے

ایہہ زخمی دل دیاں ہانواں نے ہاڑے نے تے ہنجو نے
لیایا ہاں ایہہ نذرانے درِ ہادی علی شاہ تے

جے مینوں کانپور والا پیا اک وار مل جاوے
کراں میں رج کے شکرانے درِ ہادی علی شاہ تے

امیرن یار دے پیرن توں میں صدقے نہ کیوں جاواں
کئی جھلے ہوئے دانے درِ ہادی علی شاہ تے

سدیدی یار دے مستانڑے دی جھات پاون نوں
چلے آوندے نے دیوانے درِ ہادی علی شاہ تے

میرے ہادی میری بخشش کے سہارے بن گئے
بے سہارو! خوف کیا اب وہ ہمارے بن گئے

صحنِ گلشن میں میرے ہادی نے رکھا جب قدم
پھول غنچے اور کلیاں سب اشارے بن گئے

میرے ہادی نے نگاہِ مست سے دیکھا جدھر
سوز و مستی کے ادھر لاکھوں نظارے بن گئے

جگمگائے گا نہ کیوں میرا مقدر ایک دن
"تو نے جن ذروں کو دیکھا وہ ستارے بن گئے"

کاسۂ سر جب بھی توڑا آستانے پر ترے
میرے اس کاسے کے ٹکڑے ماہ پارے بن گئے

نام لیکر تیرا جب کشتی بھنور میں چھوڑ دی
بخدا گرداب کے حلقے کنارے بن گئے

لب پہ نامِ کانپور جب بھی سدیدی آ گیا
شعر گوئی میں حدیثِ دل کے پارے بن گئے

❋

اک شانِ ہادوی ہے تری کجکلاہ میں
بیٹھا ہے مستِ ناز طریقت کی راہ میں

ہادی کو جب بھی میں نے پکارا وہ آ گئے
اتنا اثر تو پیدا ہوا میری--- آہ میں

ہو مستحر میں حلقۂ شاہِ شکور میں
ہے خوش نصیب جو بھی ہے تیری نگاہ میں

اپنے تو ان کے اپنے ہیں بیگانے کیا کہوں
"اپنے پرائے ایک ہیں ان کی نگاہ میں"

میری جبینِ ذوق میں چمکیں گے وہ ضرور
سجدے تڑپ رہے ہیں جو سنگِ سیاہ میں

جو بات ہے شکوری پیا کے حضور میں
نہ ہو گی بات شاہوں کے وہ حشم و جاہ میں

اختر سدیدی تیرے ملنگوں کا ہے فقیر
للہ اس کو لیجئے اپنی پناہ میں

❄

ناں لیکے یار دا ٹھل پیئے پھر دور کنارے نہیں رہندے
جہیڑے شوہ دریا وچ پلدے نیں اوہ پھر منتا رے نہیں رہندے

ایہہ وصل فراق دا نکتہ ہے نت رہنا دور نہیں چنگا
اوہ ہادی دے من نئیں وسدے، جیہڑے دربارے نہیں رہندے

جیہڑے سیج سجاون دی خاطر پھل توڑے جاندے گلشن چوں
رہندے کنڈے وی پھل بن جاندے اوہ پھل نکارے نئیں رہندے

مینوں خواباں دے وچہ آ آ کے ایہہ گل ہادی سمجھائی اے
جیہڑے اپنے آپ نہیں بندے ساڈی سرکارے نئیں رہندے

جیہڑے مست نگاہ دی مستی دے دن راتیں جام پئے پیندے
اوناں مست ملنگاں دے دلوچہ، ہستی دے ہلارے نئیں رہندے

جیہڑے جنجاں پیار دی چڑھ جاندے او نئیں سڑدے وچہ ہاواں دے
اس عشق دی آتش وچہ یارو، ایس اگ دے شرارے نہیں رہندے

میں وس پیا در ہادی تے میرے کرم سوتے ہو گئے نیں
جتھے ہادی ڈیرے لا دیوے اوتھے کرماں مارے نئیں رہندے

❄

ہوا ہے آج پھر کوئی یہاں نغمہ سرا دل میں
مدھر میٹھی سروں میں کیسی گونجی ہے صدا دل میں

جسے میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں اور زمینوں میں
ملا نہ دیر و کعبہ میں ملا تو وہ ملا دل میں

تمہاری چشمِ مست ناز پر قربان ہو جاؤں
دیارِ کانپور والا کنول جس سے کھلا دل میں

میرے ہادی علی شاہ کا تصرف ہے زمانے پر
کھلا جن کے تصرف سے میرے باب ھدیٰ دل میں

جبینِ ذوق ہے محرابِ ابرو ہے خوشا بختے
نمازِ عشق اس طرح بھی ہوتی ہے ادا دل میں

تیری زلفِ معطر سے مہک اٹھے سبھی گلشن
حریمِ ناز سے پیدا ہوئی بوئے وفا دل میں

میرے شاہِ شکوری کا ہے فیضِ عام دنیا میں
مریدانِ عقیدت کے ہوئی پیدا ولا دل میں

وہ شمع جس سے روشن ہو زمانے بھر کی تاریکی
بنام مخلص الرحمٰن وہ شمع جلا دل میں

ہلالِ عید چمکا ہے ضیائے عاشقاں بن کر
رضائے عید بن کر رہ گیا ہے اب رضا دل میں

حضورِ شاہ میں روودادِ غم جب بھی سناؤں گا
تڑپ اٹھے گی خود واللہ تمنائے خطا دل میں

سدیدی مجھ کو تیری ذات پر کیوں ناز نہ ہو گا
تمہاری یاد سے پیدا ہوئی اختر جلا دل میں

❄

دیارِ یار سے ہو کر مری سرکار آئے ہیں
اک عرصہ بعد مل کر یار سے اب یار آئے ہیں

درِ ہادی پہ رو رو کر نگاہوں نے جو بارش کی
ندا روضے سے یہ آئی مرے بیمار آئے ہیں

کہا دربار والوں سے سنو! دربار والے نے
مرے دربار پر دیکھو مرے شہکار آئے ہیں

فضائے کانپور میں یہ ہواؤں نے خبر کر دی
چلو دیکھو بھی دیوانے سرِ دربار آئے ہیں

درِ میخانہ کھولو اور پلاؤ جام بھر بھر کر
بڑے عرصہ کے تشنہ لب مرے میخوار آئے ہیں

سنا ہے وجد میں آئے در و دیوار روضہ کے
کہا ذروں سے ذروں نے یہاں دلدار آئے ہیں

غمِ ہادی کو جو بھی اپنا سرمایہ سمجھتے ہیں
لئے دل میں غمِ فرقت وہی غمخوار آئے ہیں

ترے در کی جدائی کب گوارا تھی میرے آقا
کوئی دل چیر کر دیکھے بڑے لاچار آئے ہیں

سدیدی اور ماہی کی جو حالت ہے وہ ظاہر ہے
ہزاروں راستے اس راہ میں دشوار آئے ہیں

❄

درِ ہادی پہ سائل گرچہ خاص و عام ملتے ہیں
حضورِ شاہ میں اکثر مجھے انعام ملتے ہیں

یہ جیون پانے والے اور بیکن گنج کے داتا
مریدانِ صفا سے آگے صبح و شام ملتے ہیں

سنا ہے اہلِ قشقہ بھی درِ ہادی پہ آتے ہیں
در و دیوار کے سائے میں سینا رام ملتے ہیں

مرے دل میں اب ایسا چاند ابھرا ہے خدا شاہد
گذر جاتا ہوں مستی میں جو ماہِ بام ملتے ہیں

نہ کیوں ہو ترک خانہ ساز میخوارو کہ اب مجھ کو
درِ ہادی علی شاہ پر شکوری جام ملتے ہیں

چلے آؤ بچھڑ کر مجھ سے جانے والے آ جاؤ
دیارِ کانپور سے اب یہی پیغام ملتے ہیں

سدیدی، ماہی، عالم اور ولی صدیق اسماعیل
ملنگوں کی فہرستوں میں اب ایسے نام ملتے ہیں

❄

واللہ میرے ذوق سے انجان ہے دنیا
کافر ہے وہ جس کا بھی یہ ایمان ہے دنیا

ہادی میرے آقا میں شکوری میرے مولا
یہ نام اگر نہ ہوں تو ویران ہے دنیا

ہم ہادی کے دیوانے ہیں دنیا سے بیگانے
ہم مست ملنگوں کی نگہبان ہے دنیا

یہ غنچہ و گل، سرو سمن، چاند ستارے
اس شاہِ تصوف کی مدح خوان ہے دنیا

میں ہادی علیشاہ کا ہوں مست سدیدی
میں وہ تو نہیں جن کا یہ ارمان ہے دنیا

آپ پر قرباں دل و جاں حضرتِ ابوالعلا
پورے ہوں میرے بھی ارماں حضرتِ ابوالعلا

عاشقِ صادق ہیں مصدق ہیں حبیبِ پاک ہیں
دونوں عالم کے ہیں سلطاں حضرتِ ابوالعلا

زاہدوں کے پاسباں گرچہ ہیں خود ربِ قدیر
عاصیوں کے ہیں نگہباں حضرتِ ابوالعلا

شانِ استغنٰی میں یکتا نکتہ داں رمز آشنا
رنگِ وحدت کے گلستاں حضرتِ ابوالعلا

راستے اب تک معطر ہیں حریمِ ناز کے
جن سے گذرے گل بد اماں حضرتِ ابوالعلا

ہیں شہنشاہِ طریقت اور شریعت کے امیر
جانتے ہیں رمزِ قرآں حضرتِ ابوالعلا

معرفت ان پر فدا ہے وہ فدائے معرفت
ہیں زعیمِ اہلِ عرفاں حضرتِ ابوالعلا

جب سے وابستہ ترے دامانِ الفت سے ہوں میں
بخت پر اپنے ہوں نازاں حضرتِ ابوالعلا

رند ہے راندہ ہے جو بھی ہے سدیدی ہے ترا
درد کا میرے ہو درماں حضرتِ ابوالعلا

❄

جیہڑا ہادی دا در ملے آوارہ ہو نہیں سکدا
ایہہ سودا کرن والے نوں خسارا ہو نہیں سکدا

اوہ روضہ کانپور والا میرا قبلہ تے کعبہ اے
میری توبہ میں مکھ موڑاں ایہہ کارا ہو نہیں سکدا

مرا چن ماہی جے نہ مسکرائے کانپور اندر
قسم رب دی فلک تے اک ستارا ہو نئیں سکدا

مرا دل تاہنگدا اے وانگ مکھی دے میں اڑ جاواں
جے بیکن گنج نہ پہنچاں نظارا ہو نہیں سکدا

مرے ہادی دی نظراں وچ سما جاوے نہ جو بندہ
اوہ مولا دا، محمد دا پیارا ہو نہیں سکدا

مرے دل دی شریعت نے دتا فتوی اٹل مینوں
بناں ہادی علی شاہ دے گذارا ہو نہیں سکدا

میں اس در دی غلامی دا گلے توں طوق لاہ دیواں
سدیدی مست جھلے نوں گوارا ہو نہیں سکدا

❋

پے گیا دنیا دیوچ اج مل میرے پیار دا
آستانہ مل گیا مینوں میرے دلدار دا

قیصر و کسریٰ نے تخت و تاج نوں جانے اوہ کی
مل گیا در جس نوں وی ابوالعلا سرکار دا

ہس پئے جد وی میری سرکار لوکاں ویکھیا
رنگ پھکا پے گیا دنیا دے لالہ زار دا

آگرے دے تاج محل اتے نہ ایویں ڈُھل پویں
اوہ تے اک نقشِ قدم اے آگرے دے یار دا

دل دی دنیا تے جہانگیری محبت دا اے راج
میں سمجھدا ہاں میں خود ہاں بادشاہ چودھار دا

آگرے دے باکے ہندو وی جاناں وار دے
نام جپدے تے سمجھدے روپ اس اوتار دا

کانپور وچ وی میں منظر ویکھیا ایہو جیہا
پیر ہادی نوں سمجھدے روپ ست کرتار دا

وس گئے جد توں مرے لوں لوں دیوچ ہادی پیا
حس مینوں ڈنگدا تے عشق مینوں مار دا

عشق جنوں ہو گیا سوہنے شکوری ڈھول دا
جت کے نظراں دی بازی دل دی بازی ہار دا

میں زلیخا بن کے اٹی سوت توں لے لاں گا مل
سودا کر لاں گا میں سارے مصر دے بازار دا

بھاویں میں ہاں عیباں بھریا پھروی مینوں ناز اے
ہے سدیدی مست بردا آپ دے دربار دا

❄

ہے درِ فیضان وا اب بخشش و انعام کا
عرسِ ہادی ہے نہیں کچھ فرق خاص و عام کا

کانپور میں معرفت کی کان کا ہے در کھلا
مست متوالا ہوں میں اس معرفت کے جام کا

میرے ہادی کی سیہ زلفیں جو چاہے دیکھنا
بند کر کے آنکھ وہ کر لے تصور شام کا

لا الا کی ضرب کاری ہادی نے جب کی رسید
سجدۂ حق بن گیا خود بتکدہ اصنام کا

آج پاکستان میں ہادی کے نعرے ہیں بلند
ہند میں چاروں طرف ہے شور بولو رام کا

دے نہیں سکتی کوئی طاقت مجھے میداں میں ہار
ورد کرتا ہوں سدا ہادی علی کے نام کا

ہو زیارت مجھ کو شاہِ کانپور کی ایک دن
ہے یہی اک مدعا میرے دلِ ناکام کا

جانثاروں شاہبازوں غازیوں کے روپ میں
میرے ہادی نے علم لہرا دیا اسلام کا

خونِ دل سے منقبت اختر سدیدی نے لکھی
قافیہ بندی تو ہے بس کام ذہنِ خام کا

❄

یہ کیسا رنگ جما آستانِ ہادی پر
ہے وردِ صلی علے آستانِ ہادی پر

اسی مقام پہ پنہاں ہیں نقشِ پا ان کے
نگاہیں اپنی بچھا آستانِ ہادی پر

مجالِ برق ہے جو اس طرف کبھی آئے
نشیمن اپنا بنا آستانِ ہادی پر

مقامِ خضر سے میرا مقام ہے اونچا
تمام عمر رہا آستانِ ہادی پر

خود اپنے دستِ مقدس سے جھولیاں بھر دیں
یہ کون آیا گدا آستانِ ہادی پر

چلے ہی جائیں گے جور و جفا کے متوالے
رہیں گے اہلِ وفا آستانِ ہادی پر

کھلے ہیں گلشنِ امید میں نئے غنچے
تو آ کے دیکھ ذرا آستانِ ہادی ، پر

نہیں ہے کوئی یہاں دوسرا سوا تیرے
نقاب رخ سے اٹھا آستانِ ہادی پر

نکل کے دیر و حرم سے مجھے نظر آیا
خدا ہے جلوہ نما آستانِ ہادی پر

اماں نہ جن کو جہاں میں ملی وہ آ پہنچا
درِ شکوری پہ پاتا آستانِ ہادی پر

حریمِ قدس کی رعنائیاں ہوئیں قرباں
بچھی ہے زلفِ دوتا آستانِ ہادی پر

عروسِ عرس کے قدموں میں باادب ہو کر
چراغ اشک جلا آستانِ ہادی پر

مقامِ عشق ملا ہے ملاں قدم سنبھل کے بڑھا
فریب شرع نہ کھا آستانِ ہادی پر

ہے وہ بھی سر جو چڑھا دار کی بلندی پر
خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر

ہیں دینے آئے بلیدان میری مکتی کا
یہ میرے ماتا پتا آستانِ ہادی پر

سدیدی گلشن ہادی میں آج مستی ہے
ہوا ہے نغمہ سرا آستانِ ہادی پر

❋

دل سدیدی دا پیا نچے خوشی دی تار تے
منقبت لکھی اے ایس ابوالعلا سرکار تے

آ گیاں دلداریاں دل دے وپاری ڈھول نوں
عشق نے پھر رحم کیتا حسن دے بیمار تے

اوہ حریم ناز توں وی ہو کے اگے لنگھ گئے
آگرے جو آگرے دے شاہ دے دربار تے

ہو گئے پتھر توں پارس بن گئے ذرے تو چن
آ گرے جو آگرے دے شاہ دے دربار تے

آگرے دے رانجھنے توں گھول گھتی جندڑی
مٹھیاں میں کٹھیاں ڈھولن پیا منٹھار تے

چن تارے رقص کر دے نیں میرے ہر رنگ تے
وانگ قطرے رقص کرنا ہاں میں نوکِ خار تے

میں گناہواں دا سمندر ٹھل کے ہو جاواں گا پار
مہر دی جیکر نظر پاویں چا اوگن ہار تے

جناں لڑ مرشد دا چھڈیا اوہ کنارے نہ لگے
ڈب گئے تارو بھلا کی دوش اے منتا منجھدھار تے

بچ بچا کے لنگھ جا اختر سدیدی ٹھہر نہ
ٹرپیوں تلوار دی کیوں ایں تکھی دھار تے

❄

بات پوشیدہ ہے جو اس عالمِ انوار میں
ہے اسی کی سب جھلک ابوالعلاء سرکار میں

دیکھ لو وہ صاحبِ قلب و نظر موجود ہے
عالمِ امکاں ہے جس کے دیدہ بیدار میں

ہو گئی اس کو عطا دونو! جہاں کی سروری
"آ گرا جو آگرے کے شاہ کے دربار میں"

"آ گرا جو آگرے کے شاہ کے دربار میں"
ہو گیا شامل غلمانِ شہ ابرار میں

ہے اگر ذرے میں صحرا اور قطرے میں بحر
اس کا نظارہ ملے گا اک نگاہِ بار میں

اک نگاہ لطف میں دنیا و دیں کی راحتیں
دونوں عالم کی فضیلت ہادوی سرکار میں

جو سکونِ قلب پاتے ہیں در ہادی پہ لوگ
آ نہیں سکتا کبھی وہ عالمِ اظہار میں

خامشی اہلِ محبت کی زبانِ حال ہے
ہے نیا رنگِ عقیدت نالہ ہائے زار میں

ہر قدم پر اک نئی منزل نئی برقِ جمال
ہے نہاں سوزِ جگر احساس میں افکار میں

دے کے سر بھی یہ سمجھتے ہیں رہے ہم سربلند
وصف ہے یہ بھی شکوری رنگِ خوش اطوار میں

آرزو ہے گر رسائی ہو فرازِ عرش تک
پھر پہنچ اختر سدیدی آستانِ یار میں

❋

جشن ہادی پر تجلیات کی باران ہے
آستانہَ امیری کی یہ کیسی شان ہے

حرفِ اول، نقشِ دائم، نقش اول حرفِ او
میرےَ ہادی کا تصور صورتِ رحمان ہے

میرے قدموں پر جھکیں کیونکر یہ شاہان جہاں
مجھ فقیرِ بے نوا پر سایہَ داماں ہے

دین و دنیا جاہ و حشمت دونوں عالم کی شہی
کیا بتاؤں کان والو، کانپور میں کان ہے

آؤ دامانِ تہی بھر لو مرادوں سے تمام
عرسِ ہادی پر مرے خواجہ کا یہ فرمان ہے

سجدہَ کفرِ محبت پر فدا دیر و حرم
اک طرف ہے دل مرا اور اک طرف ایمان ہے

ہو گئے دونو! جہاں کے راز مجھ پر منکشف
"روح پرور ہادیَ ذیشان کا عرفان ہے"

دونو عالم پر تسلط ہو گیا ہادی تیرا
کانپور کے شاہ تیرا عام اب فیضان ہے

میں سگِ کوئے طریقت ہوں دیار عشق میں
یہ فقیرِ شہر قصرِ حسن کا دربان ہے

میں اگر چاہوں فقیروں کو شہی کر دوں عطا
حضرت ہادی علیشاہ کا مجھے یہ دان ہے

منقبت کیا لکھ سکے گا یہ سدیدی بے نوا
معرفت کے بحر میں یہ شاعرِ نادان ہے

ییئوں کافی دنیا دے وچ تیرا در اے
تیرے سنگِ در تے میں رکھ دتا سر اے

منگو میرے ہادی توں دل دی مراداں
ہے نورانی ویلہ سہانی--- سحر اے

ہے اج عرسِ ہادی علیشاہ پیا دا
اہ چن تاریاں نوں وی ہوئی خبر اے

اوہ چوروں قطب ہو گیا سوہنہ رب دی
میرے پیر ڈھولن دی تارو نظر اے

کمن لوگ کعبے دے کعبے نوں کعبہ
ساڈے واسطے کعبہ ہادی دا در اے

خدا بخش دیندا اے اونہوں حیاتی
جیہڑا یار دے بوہے تے جاندا مر اے

مینوں کانپور وچ بلا میرے ہادی
تیرے باہج ہادی نہ ہوندی گذر اے

سدیدی میں کی شان لکھاں پیا دی
میں ہادی توں صدقے قلم دتا دھر اے

❄

عرس مڑ آ گیا اے میرے سوہنے پیر دا
رنگ گوڑا ہو گیا اے عشق دی تصویر دا

موت میرے کولوں آپے کر گھنڈ لنگھ گئی
ہویا میں نشانہ تیرے نظراں دے تیر دا

اوہلے ہو نہ نظراں توں ایویں جُھنب مار نہ
سوہنیا ہاں عاشق تیرے سوہنے سدھے پیرا دا

پباں بھار آ گرے چ ٹردا ہاں اس لئی
وسدا رنجھیا اوتھے میں سلیٹی ہیر دا

پیراں تھلے رکھدا اے تاج شہانے نوں
ویکھ لے جلال اج عاشقاں دے پیر دا

فرش کولوں عرش تائیں جھاتی پا کے ویکھیا
جگ کولوں شان اچا آگرے دے پیر دا

شاعر ہاں میں سچا سچا اپنے امیر دا
حال پچھ دِلاں کولوں شعر دی تاثیر دا

❋

اختر لدھیانوی

جان گئے اوہ راز سارے عشق دے تے پیار دے
آ گرے جو اگرے دے شاہ دے دربار تے

مل گیا اوہو ای اس نوں جو کسے نے منگیا
کیوں نہ صدقے کر دیواں میں جان اس غمخوار تے

خالی جھولی اوسدے در تے جو لے کے جاوندے
اوہ کرم کردا اے سوہنا ہر دکھی دکھیار تے

آگرے دا شاہ سوہنا سوہنی شاناں والڑا
برسدا اے نور اس دے روئے پرانوار تے

رل کے رنداں وچ میں وی آ گیا ہاں در اتے
کر کرم اے سیدا اختر جیسے لاچار تے

حاکمیت اس دی ہو جاندی اے کل سنسار تے
بوالعلا دی نظر پے جاندی اے جس نادار تے

اس نوں دوعالم چہ اختر لوڑ کجھ رہندی نئیں
آ گرے جو آگرے دے شاہ دے دربار تے

ہے جنت دی گلزار ہادی دے در تے
دیواں اپنی جند وار ہادی دے در تے

مینوں زاہدا کہڑی جنت دکھاویں
تو وہماں دے کھچ کھچ کے نقشے بناویں
کہڑے پاسے آ کے تو مینوں--- لگاویں
میرا گل تے گلزار ہادی دے در تے

کوئی ہووے اپنا تے چاہے بیگانہ
ہے سوہنے دے در اتے جھکدا زمانہ
قسم اللہ دی ایسا در ہے شاہانہ
بنن بگڑے سب کار ہادی دے در تے

مقدر ایتھے آ کے ہر اک دے لڑ دے
صلاۃ و سلام آ فرشتے نے پڑھ دے
تے رحمت دے پھل آ کے روضے تے چڑھدے
"برسدے نے انوار ہادی دے در تے"

کے بیڑی دا ناخدا جے نہ ہووے
کوئی جگ دے وچ آسرا جے نہ ہووے
تے دکھیاں لئی دارالشفاً جے نہ ہووے
او لے آؤ بیمار ہادی دے در تے

ایہہ سوہنا تے ہے خاص اللہ دا جانی
تے گذرے ایہدی یاد وچ زندگانی
ایہہ منظور اختر ہووے مدح خوانی
غریباں دے غمخوار ہادی دے در تے

❄

اسیر سہیلوی

دھمالاں پان مستانے درِ ہادی علی شاہ تے
چلے آوندے نے دیوانے درِ ہادی علی شاہ تے

ایہہ دربارِ رسالت دی شمع دا ویکھ کے چانن
ایہہ رقصاں ہین پروانے درِ ہادی علی شاہ تے

ہے ملدی درد منداں نوں دوا ایتھوں محبت دی
پئے اوندے اپنے بیگانے درِ ہادی علی شاہ تے

ہے تیرے نام توں سائیاں حیاتی عاشقاں واری
سراں دے ہون نذرانے درِ ہادی علی شاہ تے

کے دی جستجو وچ سن جناں آبادیاں چھڈیاں
اوہ چھڈ آئے نیں ویرانے درِ ہادی علی شاہ تے

سنایا درد دا قصہ ہے محفل درد منداں دی
سنن درداں دے افسانے درِ ہادی علی شاہ تے

اوہ صوفی ویکھ رنداں نال جڑ کے ہین بیٹھے نے
ملن الفت دے پیمانے درِ ہادی علی شاہ تے

اسیرو تے گنہ گارو! ہے کھلا در قبولی دا
معاف ہندے نے جرمانے درِ ہادی علی شاہ تے

❋

انور نظامی

عجب کھڑیا گلزار ہادی دے در تے
"برسدے نے انوار ہادی دے در تے"

اوہ چھوہن تے لوہے نوں کندن بناون
نہیں کجھ وی دشوار ہادی دے در تے

ہر اک اللہ ہو دی پیا ضرب لاوے
نہیں کوئی بیکار ہادی دے در تے

اوہ سکھیاں نے سنگتاں نے عرش اتے آیاں
ہے یاراں دی بھرمار ہادی دے در تے

میں ایہہ ویکھ کے مستیاں مست ہویا
پئے نچدے میخوار ہادی دے در تے

مینوں مل گیا راہِ عرفان اس دم
ہویاں اکھاں جد چار ہادی دے در تے

جھڑے غم دے مارے انھاں آئے انور
ہوئے سارے سرشار ہادی دے در تے

❋

ہے بابِ فیض کھلا آستانِ ہادی پر
میں سن رہا ہوں صدا آستانِ ہادی پر

تھے جتنے اچھے ہوئے اور بھی بہت اچھے
برا۔ برا نہ ہوا آستانِ ہادی پر

ہے عرس ہادی پیا کا نسیمِ صبح ذرا
علمِ خوشی کا اڑا آستانِ ہادی پر

یہ میرا قبلہ و ایمان اور جاں کیا ہے
جہان دونوں فدا آستانِ ہادی پر

ملے گی دل کی تمنا ہے شرط ایک مگر
وفورِ شوق سے جا آستانِ ہادی پر

حریمِ ناز کی جلوت یہاں بھی قائم ہے
یوں دل کا پھول کھلا آستانِ ہادی پر

نظامی مجھ کو ملا ہے سبق فقیروں سے
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر"

برق صاحب

آپ تے کی اس دا ناں بھی جاوے سینے ٹھار دا
جو بھی خادم ہو گیا ابوالعلا سرکار دا

جس تے ہو جاندی اے اک واری نظر سرکار دی
اس نوں ڈر رہندا نئیں کجھ آر دا نہ یار دا

جیہڑا دیوانہ ہے آوے گا درِ محبوب تے
رب دی سونہہ اوس نوں فردوس واجاں مار دا

پھڑ لے دامن برق آ کے اس شکوری پیر دا
دور ہندا ایسے در توں دکھ ہے ہر دکھیار دا

ٹھہر جا صبا کانپور جاندئیے نی
ایہہ لے جاویں اشعار ہادی دے در تے

خدا دے کرم دی اے، برسات ہندی
"برسدے نے انوار ہادی دے در تے"

جو ہے تیرے دل وچ چلے گا اوہ ایتھوں
نہ کر یار تکرار ہادی دے در تے

بھرے جھولی اسدی برق جی مرادوں
جو آ جائے لاچار ہادی دے در تے

❄

برِی نظامی

مل گیا جینوں وِیں در ابوالعلا سرکار دا
ڈر ناں رہندا پھیر اس نوں دوزخاں دی نار دا

ایس گھر دے نال جس جس نوں بھی نسبت ہو گئی
اوہ پیارا ہو گیا سمجھو خدا دے یار دا

کیوں ناں پاواں فیض دوہرے سلسلۂ نور چوں
آر دا اجمیر چوں، بغداد وچوں پار دا

مکھ موڑے جگ بھانویں میں تے آکھاں گا ایہو
رتبہ ہے شاہی توں ودھ پیراں دے تابعدار دا

پیرخانہ ودھ اے جنت توں مریداں واسطے
شیخ دی صورت ہے نقشہ مظہرِ ستار دا

نت نواں اوہ روپ بدلے نت نویں اسدی ادا
ویکھنا ای یار جھاتی کیوں نئیں اندر مار دا

واعظا بینوں تے کر چھڈیں توں فتوے جوں برِی
پیر دے رخ نوں جے کہہ دیواں ہے رخ ستار دا

❋

جوہر جالندھری

"بناں ہادی علی شاہ دے گذارا ہو نہیں سکدا"
جندے ویکھے بناں دل نوں سہارا ہو نہیں سکدا

پڑھائے ملاں نے قصے بڑے جلوہ نمائی دے
بناں پیرِ طریقت دے نظارا ہو نہیں سکدا

جو آئے اس زمانے چوں کوئی بن کے بڑا کدھرے
میرے ہادی جیہا کوئی پیارا ہو نئیں سکدا

تیری دہلیز تے سجدہ رہوے گا روز آخر تک
بناں سجدے میرا اچا ستارا ہو نئیں سکدا

جمالِ نور دا صدقہ دکھا دے جلوہ نورانی
کرم تیرے دے بن میرا گذارا ہو نئیں سکدا

میں آیا در تے ہاں تیرے، تیری لے کے محبت نوں
بس اس الفت دے دریا دا کنارا ہو نئیں سکدا

غلامی تیری دے بندھن پئے کجھ اس طراں دل نوں
تیرے حکماں توں جوہر بے مہارا ہو نئیں سکدا

❄

برسدے نے انوار ہادی دے در تے
کیوں پہنچاں نہ سو بار ہادی دے در تے

مراداں تھیں جھولی جو بھر دیوے جوہر
بڑے اچے انبار ہادی دے در تے

حافظ محمد حسین حافظ

اوہ نہیں ہندا مست ہرگز گلشن و گلزار تے
آ گرے جو آگرے دے شاہ دے دربار تے

پار ہووئے گی یقیناً میری کشتی بھنور چوں
مینوں ہے پورا بھروسہ بوالعلا سرکار تے

میں ایہہ سمجھاں گا کہ مینوں مل گئی اے کائنات
اک نظر پاون جے آقا ایس اوگن ہار تے

کی کراں تعریف اونہاں دے میں تقوے دی بھلا
رشک کر دے نے فرشتے آپ دے کردار تے

میں تلاوت وچہ تصور کر ہاں لیندا حافظا
جد نظر پیندی اے اس دے مصحفِ رخسار تے

❋

چلے آوندے نے دیوانے درِ ہادی علی شاہ تے
لگے آوندے نے مستانے درِ ہادی علی شاہ تے

جہانگیری تے چشتی قادری نالے شکوری نے
ایہہ سب ملدے نے پیمانے درِ ہادی علی شاہ تے

جہناں نے نام بی سنیاں کدی نئیں سی بہاراں دا
بنے گلشن او ویرانے درِ ہادی علی شاہ تے

زمانے دی ہوا نے کر دتے بیزار اپنے بی
جھکن اپنے تے بیگانے درِ ہادی علی شاہ تے

شکوری شمع دے انوار دے جلوے جدوں ویکھے
تے آئے دوڑ پروانے درِ ہادی علی شاہ تے

ایہہ حافظ دیکھ کے میلے ملنگاں دے تے مستاں دے
لیایا شعر نذرانے درِ ہادی علی شاہ تے

میرے مرشد دا ایسا تے دوارہ ہو نئیں سکدا
جتھے دکھیاں تے مسکیناں دا چارہ ہو نئیں سکدا

جہیندے سینے دے وچ الفت نئیں حضرت شکوری دی
میرے ہادی علی شاہ دا اوہ پیارا ہو نئیں سکدا

جو اکھیاں یاد وچ سجناں دی روئیاں نئیں کدی رج کے
اناں اکھیاں نوں سجناں دا نظارا ہو نئیں سکدا

میرے دل دا ہے تو مالک میری ہے جان ہتھ تیرے
کنارا میں کراں کیویں کنارا ہو نئیں سکدا

میں اپنے یار دے ہندیاں کراں کعبے دے ول سجدہ
کراں کی میں میرے کولوں ایہہ یارا ہو نئیں سکدا

نقاب اٹھ جائے اک واری جے میرے چن دے مکھڑے
توں
سنے چن دے کوئی روشن ستارا ہو نہیں سکدا

جہناں پی لئی شکوری مے انہاں رنداں مے نوشاں دا
"بناں ہادی علی شاہ دے گذارا ہو نئیں سکدا"

ایتھے اوندے نے اوہ میکش جو نظراں نال پیندے نے
تیرا اس در تے اے زاہد گذارا ہو نئیں سکدا

منافق کون تے کہیڑا عقیدت مند مرشد دا
کدی کامل نظر باہجوں نتارا ہو نئیں سکدا

نہ ڈر مفتی توں سر سرکار دے قدماں تے رکھ حافظ
ایہو اک سجدہ اے جہیڑا دوبارہ ہو نہیں سکدا

❋

حبیب اللہ حاوی حکیم، صوفی

ہادیِ ذی شان کی کیا ہی نرالی شان ہے
آپ کی چشمِ عنائت چشمۂ عرفان ہے

روئے جاناں کا تصور مرکزِ عرفان ہے
ہے یہی مسلک ہمارا اور یہی ایمان ہے

رنگ ہے کیفیتیں ہیں وجد ہے عرفان ہے
روح پرور ہادیٔ ذی شان کا عرفان ہے

دوستو اک اک ادا پر ہادیٔ موصوف کی
دل تو کیا میرا جگر یہ جان بھی قربان ہے

آفتابِ حسن پیشانی پہ ہو گا جلوہ گر
کشتگانِ عشق کی محشر میں یہ پہچان ہے

ہے یہی شانِ ولایت اور کرامت ہے یہی
آپ کا امکان ہے جس کا نہ کچھ امکان ہے

ناخدائے آرزو للہ جلدی لے خبر
کشتیٔ دل ہے شکستہ زور پہ طوفان ہے

منحصر ذوقِ فنا پر ہے عروج زندگی
آرزوئے زیست ورنہ موت کا سامان ہے

شان ہے جس کی ملی ہادی کو شانِ لازوال
واہ کیا خواجہ امیرِ بوالعلا کی شان ہے

ہوتی ہے تکمیلِ ایماں عشق کی تکمیل سے
عشق جس کو ہو گیا انسان وہ انسان ہے

چارہ سازی کیجئے آپ اے مسیح جان و دل
آپ کا حادی کوئی دم کا ہی اب مہمان ہے

❋

محو ہے احساسِ فطرت لطفِ حسنِ یار میں
جذب آنکھیں ہو گئیں ہیں جلوۂ دیدار میں

"آگرا جو آگرے کے شاہ کے دربار میں"
ہاں وہی اترے گا پورا عشق کے معیار میں

سرفرازی کی فضیلت اس کے قدموں پر گری
"آگرا جو آگرے کے شاہ کے دربار میں"

حضرتِ خواجہ امیرِ بوالعلا کے فیض سے
بارشِ لطف و کرم ہے ہر طرف دربار میں

وجد پرور اک سماں ہے آستانِ ناز کا
کیف آور رنگ ہے طرزِ نگاہِ یار میں

جاں بلب پر پڑ گئی جب اک نگاہِ بوالعلا
روحِ تازہ رقص فرما ہو گئی بیمار میں

عرس کہتے ہیں جسے بازارِ رحمت بار ہے
تحفۂ کیف و سکوں ملتا ہے اس بازار میں

دیکھوں کیا کیا آج ملتا ہے مجھے سرکار سے
ہاتھ پھیلائے ہوئے حاضر ہوں میں دربار میں

آستان بوالعلا پر ناز ہے حاوی مجھے
عشق کی کھوٹی کھری بنتی ہے اس دربار میں .

❋

ساقی فیصل آبادی

مل ہے جاندا اوس نوں در حیدرِ کرار دا
مل گیا جس نوں وی در ابوالعلا سرکار دا

تاہیوں ایتھے آ کے ساقی نے ہے ڈیرا لا لیا
سنیا اے بھکھا نہیں رہندا منگتا اس دربار دا

شفقت اللہ شفقت

رحمت برس رہی ہے آقا تمہارے در پر
بگڑی مری بنی ہے آقا تمہارے در پر

ویران گلستاں کو آراستہ کیا ہے
دل کی کلی کھلی ہے آقا تمہارے در پر

تم سا نہیں ہے کوئی ہادی شکوری آقا
محفل سجی ہے کیسی آقا تمہارے در پر

رحمت خدا کی ہر دم اس جا برس رہی ہے
حاصل ہے خوش نصیبی آقا تمہارے در پر

شفقت کے واسطے ہے یہ آستانہ جنت
جنت کی زندگی ہے آقا تمہارے در پر

❄

کر رہا ہوں آج تیرا میں بیاں ابوالعلا
کیجئے مجھ کو عطا پیاری زباں ابوالعلا

بندۂ معصوم ہوں رکھنا گناہوں سے پرے
میں نہ چھوڑوں گا کبھی یہ آستاں ابوالعلا

آپ کے در کی گدائی کا صلہ مجھ کو ملے
آپ کے ہے فیض کا دریا رواں ابوالعلا

دیکھتا ہوں میں یہاں انوارِ جنت کی بہار
قریۂ خلدِ بریں ہے آستاں ابوالعلا

مجھ پہ شفقت کیجئے اے مشفقوں کے رہنما
کاش سن لیں آپ یہ میرا بیاں ابوالعلا

❄

صائم چشتی

لگے آؤندے نے فرزانے چلے آؤندے نے دیوانے
سناون غم دے افسانے درِ ہادی علی شاہ تے

اوہ جل کے راکھ کاہنوں، اوہ سراپا طور بن جاون
جو جل جاندے نے پروانے درِ ہادی علی شاہ تے

جبیناں جھکدیاں پیاں تے نبضاں رکدیاں پیاں
ہے کیہ اسرار نا جانے درِ ہادی علی شاہ تے

جہانگیری، شکوری، قادری کھلا اے میخانہ
تے چشتی ہین پروانے درِ ہادی علی شاہ تے

دلاں دے دے کے نذرانے سراں دے لیکے پیمانے
کرن پئے رقص مستانے درِ ہادی علی شاہ تے

❋

جدوں تک دل دے وچ آباد پیارا ہو نئیں سکدا
تدوں تک رازِ عرفاں آشکارا ہو نئیں سکدا

کدوں ڈر دے نے عاشق موت توں جم جم پئی آئے
ہجر محبوب دا لیکن گوارا ہو نئیں سکدا

نظر نئیں یار آوندا موڑ لو کشتی پچھاہاں نوں
بھنور ہے ناخداؤ ایہہ کنارا ہو نئیں سکدا

جے دے کے جان بی محبوب دا دیدار مل جاوے
نفع اے ایس سودے چوں خسارا ہو نئیں سکدا

توں روزِ ازل توں چایا سی جھیڑا بھار ہس ہس کے
[illegible] دا ستہ اس توں بدلہ بدلا ہو نئیں سکدا

درِ محبوب تے جس دی جبینِ شوق نہیں جھکدی
اوہنوں ہو جاوے سجناں دا نظارا ہو نئیں سکدا

توں کڈھیں خامیاں اے واعظا جس دے جمال اندر
اوہ کوئی ہور ہے میرا پیارا ہو نئیں سکدا

ہے ہو سکدا گذارا میں جے چھڈ دیواں زمانے نوں
بناں ہادی علی شاہ دے گذارا ہو نئیں سکدا

توں جم جم فتویاں دی ڈانگ برسائی جا اے واعظ
مگر ساڈا تے اس در توں کنارا ہو نئیں سکدا

جتھے آیاں ناں جھک جاون جبیناں خود بخود صائم
امیرالدین دا ایسا دوارا ہو نہیں سکدا

❋

مہرِ عالم ماہِ تاباں--- حضرتِ ابوالعلا
حسن کی شمعِ فروزاں--- حضرتِ ابوالعلا

معدنِ جود و سخا اور قلزمِ لطف و عطا
منبعِ ایماں و ایقاں حضرتِ ابوالعلا

پیکرِ عشق و محبت حسنِ عالم کی بہار
مطلعِ انوارِ رحماں حضرتِ ابوالعلا

کیا بھلا غم ہم کو ہو گا قبر کا یا حشر کا
عاصیوں کے ہیں نگہباں حضرتِ ابوالعلا

اکتسابِ فیض کرنے کو ہے صائم آ گیا
اک نظر ہو بہرِ یزداں حضرتِ ابوالعلا

❄

کی میں دساں شان اس دربارِ گوہر بار دا
مُل پے جاندا اے جتھے آ کے اوگنہار دا

آ. گرے جو آگرے وچ شاہِ عالی دے حضور
ٹھمکٹ مل جاندا اے اس نوں قادری دربار دا

معرفت دے موتیاں دی کان پوری مل گئی
کانپوری فیض دا دریا ہے ٹھاٹھاں مار دا

مل گیا رب العلا دا اوس نوں در بالیقیں
مل گیا جس تائیں در ابوالعلا سرکار دا

ہے امیرالدین دے دربار دا صائم گدا
تاہیوں ہندا کیف وکھرا ایس دے اشعار دا

❄

ہو گیا تاراج فوراً ملک سب اصنام کا
میرے ہادی نے علم لہرا دیا اسلام کا

ہو گیا بیشک گدا وہ دونوں عالم میں امیر
کر لیا جس نے وظیفہ اس سخی کے نام کا

ہے زمیں پر دھوم شاہِ کانپور کے فیض کی
آسماں پر تذکرہ ہے آپ کے اکرام کا

میں نے کی ہے پیش اپنی جان تو یہ جان لو
کیوں بھلا غم ہو مجھے پھر دوستو انجام کا

چند لمحوں میں یہ چند اشعار جو لکھے گئے
مستحق اس واسطے صائمؔ ہوں میں انعام کا

کرو آ کے دیدار ہادی دے در تے
برسدے نے انوار ہادی دے در تے

ہے ہادی دا در رحمتاں --- دا -- خزینہ
ہے ہادی دا در عرش اعظم دا سینہ
ہے منبع کرم دا تے جنت دا زینہ
توں آ تے سی اک وار ہادی دے در تے

ہے ہادی دا دربار اوہ در معلےٰ
جتھے ہے سدا نور حق دی تجلیٰ
پہنچا دیوے جے کانپور مینوں اللہ
لکھاں ، جا کے اشعار ہادی دے در تے

*

صوفی صاحب

روح پرور ہادیٔ ذی شان کا عرفان ہے
ان کے دم سے آج اپنی زندگی کی شان ہے

ان کے در سے مانگنے والوں کی نسبت ہے عجیب
وہ گداگر ہی نہیں وہ اصل میں سلطان ہے

وقتِ مشکل تم حسینؓ ابنِ علیؓ کا نام لو
یہ ہمارے ہادیٔ ذی شان کا فرمان ہے

آپ کے نقشِ قدم پر جو رہے چلتا سدا
وہ نہ بھٹکے گا کبھی صوفی مرا ایمان ہے

❄

عابد حسین عابد حکیم سید

بہار رقص کناں ہے جہانِ ہادی پر
گھٹائیں جھومتی ہیں بوستانِ ہادی پر

ہے آفتابِ ولایت جہانِ ہادی پر
کرامتوں کی ہے ضو آسمانِ ہادی پر

نثار ہیں مرے اشعار آنِ ہادی پہ
لٹا رہا ہوں ستارے میں شانِ ہادی پر

سوا رضائے الہٰی کے اور کچھ بھی نہ تھا
وہ ایک بات جو آئی زبانِ ہادی پر

حسنؓ حسینؓ کا ہے رنگ ان بہاروں میں
نثار ہوتی ہیں جو گلستانِ ہادی پر

میں کیا کروں کہ جھکی جا رہی ہے میری جبیں
بنایا میں نے ہے کعبہ نشانِ ہادی پر

میں جانتا ہوں کہ جذبات ہیں یہ عابد کے
سنبھل کے چل اے قلم تو بیانِ ہادی پر

❁

ہیں رحمتوں کے فرشتے جہانِ ہادی پر
بشر جھکاتے ہیں سر آستانِ ہادی پر

تمہیں خبر بھی ہے کچھ، کیا وہاں سے ملتا ہے
یہ لوگ جاتے ہیں کیوں آستانِ ہادی پر

زمانے بھر میں تیرا فیض عام جاری ہے
مرادیں پاتے ہیں سب آستانِ ہادی پر

اٹھو اے میکشوں پینے کا وقت آیا ہے
کہ چھا رہی ہے گھٹا آستانِ ہادی پر

یہ سجدہ گاہِ مجسم ہے اے جبینِ نیاز
گماں ہوا ہے مجھے آستانِ ہادی پر

سنا ہے بنتی ہے ہر روز معرفت کی مئے
چلو کہ چل کے پئیں آستانِ ہادی پر

حضور سے تو ہمارا سلام کہہ دینا
صبا تو جانا اگر آستانِ ہادی پر

مزار پاک بنا ہے ہجوم کا مرکز
ہے آج ایک جہاں آستانِ ہادی پر

الم نصیبوں کو عابد الم شعاروں کو
سکوں ملا تو ملا آستانِ ہادی پر

❋

مجمعِ یاراں ہے عابد اس بڑی سرکار میں
ہم بھی آئے ہیں مرے آقا ترے دربار میں

آرزوؤں کا جہاں ہے اس حسیں گلزار میں
آ کے دیکھو آگرے کے شاہ کے دربار میں

ایک جنت کا سماں تھا لذتِ گفتار میں
حسنِ عالم آشکارا آپ کے کردار میں

آگرے سے اب ہوائے مشک بار آنے لگی
کچھ اثر پیدا ہوا ہے آنسوؤں کے تار میں

اب ہمارے مرشدِ کامل کا فیضِ عام ہے
اب نہ آئے گا سفینہ حلقۂ منجدھار میں

آپ نے بیتاب ہو کر لے لیا آغوش میں
صدقِ دل سے آ گیا جو آپ کے دربار میں

جھولیاں بھر لو معطر کر لو دامانِ حیات
پھول کھلتے ہیں تمناؤں کے اس دربار میں

جن کے جلوے دیکھنے کو ہر نظر بیتاب ہے
دیکھتا ہوں عکس میں ان کا درو دیوار میں

دور ہو جاتی ہیں جن سے زیست کی تاریکیاں
نور کی وہ چاندنی ہے قسمتِ بیدار میں

جن کو پلکوں سے چنا ہے میں نے جذبِ شوق میں
وہ ستارے ضو فگن ہیں درد کی جھنکار میں

غرق مستی میں نظر آتے ہیں اہلِ دل یہاں
ہوش کس کو ہے بھلا اس گرمئ بازار میں

کھیلتی ہے چشمِ نظارہ طلب ہر گام پر
اک مزہ آنے لگا ہے لذتِ دیدار میں

روشنی ہی روشنی پھیلی ہے تا حدِ نظر
ہے چراغِ طور روشن جلوۂ سرکار میں

سچ ہے تاجِ اولیا تھے آپ کے عبدالشکور
راز یہ ظاہر ہوا ہے آ کے اس دربار میں

تھے خلیفہ آپ کے ہادی علی شاہ بالیقیں
تھا کرامت کا اثر اس صاحبِ کردار میں

حضرتِ ہادی علی شاہ کے خلیفہ ہیں امیر
جو نمایاں شخصیت رکھتے ہیں اس دربار میں

ہیں بڑی سرکار کے چاروں خلیفہ کامیاب
جو مہ و خورشید کی صورت ہیں اس دربار میں

اب نگاہِ مرشدِ کامل ہے عابد کی طرف
جنبشیں اب دیکھتا ہوں وقت کی رفتار میں

❄

"روح پرور ہادیٔ ذیشان کا عرفان ہے"
مظہرِ حسنِ ولایت کی نرالی شان ہے

عرس کی تقریب ہے یہ عرس کا سامان ہے
آج سب اہلِ عقیدت کے لئے اعلان ہے

نور کی کرنیں ہیں روشن مشعلِ ایمان ہے
آج بھی پیشِ نظر وہ صاحبِ عرفان ہے

دل فدا ہے اس پہ عابد جان بھی قربان ہے
راہبر ہم سب کا ہے جو ہادیٔ ذی شان ہے

ذرے ذرے میں ہے تاباں ماہتاب و آفتاب
یہ حسینؓ ابن علیؓ کا اصل میں احسان ہے

ہے اسی میں عکسِ نورانی کے جلوؤں کا ہجوم
وہ مقدس یاد میرے دل میں جو مہمان ہے

ہے نگاہِ ملتفت ہر آدمی پر مہربان
جھولیاں بھر جائیں گی سب کی یہی امکان ہے

روشنی ہی روشنی پھیلی ہوئی ہے ہر طرف
ان کے جلوؤں سے مزین آج یہ دیوان ہے

نام جن کا ہے امیر اور دل کے بھی ہیں جو امیر
اصل میں ان مرشدوں سے آپ ہی کی آن ہے

سب کے سب ہیں کربلا کے بادشاہ کے پیروکار
وہ حسینؓ ابن علیؓ جو ناطقِ قرآن ہے

ہیں امیر اک شمع روشن محفلِ عرفان میں
آپ کو راہِ طریقت کی بڑی پہچان ہے

ہیں خلیفہ ہادیٔ ذی شان کے عابد امیر
جن کی تابندہ کرامت کا ہر اک عنوان ہے

❄

عاصی کرنالی (ملتان)

وہ میرے شیخِ طریقت وہ دین کے رہبر
خدا کے نور کا جلوہ صفات کے مظہر
امام اہلِ ولایت مقدس و برتر
خوشا وہ آنکھ جو دیکھے حضور کا منظر
"خوشا وہ دل جو جھکا آستانِ ہادی پر"

یہ چاند وہ ہے جو محور ہے سب ستاروں کا
یہ پھول وہ ہے جو مرکز ہے سب بہاروں کا
یہ جلوہ وہ ہے جو حاصل ہے سب نظاروں کا
یہ در ٹھکانہ فقیروں کا تاجداروں کا
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر"

ملا ہے چاند کو اس تاج الاولیا سے نور
وہ جن کا نام مبارک حضور عبدالشکور
اس آفتاب کا ہے انجم و قمر میں ظہور
زہے وہ دل کہ ہو اس میکدے کا جس میں سرور
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر"

بنی رضا کی تجلی شکور کے جلوے
فضا میں گونج رہے ہیں صفات کے نغمے
رواں ہیں بادۂ عرفاں کے ہر طرف چشمے
اٹھے ہیں سارے حجابات کھل گئے پردے
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر"

بنے ہیں سارے ستارے اس آسماں کے لئے
بہار آئی ہے اس جانِ گلستاں کے لئے
تمام نور ہے اس ماہِ ضوفشاں کے لئے
مرید جمع ہیں اس پاک آستاں کے لئے
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر

❄

علی قیصر جعفری

مرجعٔ اہلِ طلب ہے آستاں ابوالعلا
پاسبانِ شہرِ دل ہے پاسباں ابوالعلا

عشقِ اہلِ بیت و پیغمبر عیاں ابوالعلا
داستانِ حق کا عنواں داستاں ابوالعلا

کیوں نہ اہل اللہ کے قلب و نظر ہوں معترف
اولیا و اصفیا ہیں قدر داں ابوالعلا

اب کسی در پہ بھی جھک سکتی نہیں میری جبیں
اب نگاہوں میں ہے رخشاں آستاں ابوالعلا

جس طرف نظریں اٹھیں بزمِ طریقت سج گئی
یہ ہے شانِ بوالعلا اور ہے نشاں ابوالعلا

جب کبھی دیوانگانِ عشق گذرے دشت سے
مسکرایا ہے نظر میں گلستاں ابوالعلا

اب غمِ دوراں سے کہدو اور کوئی راہ لے
اب سرِ محفل ہے قیصر مدح خواں ابوالعلا

❄

علی محمد ماہی

آ چلیئے رستے ہادی دے ہن اپنی منزل جا لیئے
بس سجدے نسدے مل پیئے آں درِ ہادی اُتے ساہ لیئے

ایہہ عشق دی منزل بھاری اے کجھ سمجھ لئے سمجھا لیئے
بن مرشد گھاٹی اوکھی اے نہ ایویں وقت کھنجا لیئے

نہ ایویں ٹکراں مار پیا ہن وقت اولڑا آیا اے
بس اپنا سیس نوا دیئے میں توں دی گل مکا لیئے

اس سنج مسکھی دنیا وچ کجھ ہتھ اپنے وچ آنا نئیں
در ہادی پاک شکوری دے منہ منگیاں مراداں پا لیئے

ہے عشق شریعت مستی کیہ! ہے شوق عبادت ہستی کی
بن ماہی اپنے ماہی دا اہ نکتہ اج پکا لیئے

❋

درِ ہادی شکوری دا نہ پچھ کیہ شان ڈٹھا اے
میں سوہنے کملی والے دا کھلا قرآن ڈٹھا اے

میں اس مردِ قلندر دے نشیلے نین کیہ دساں
بھری مجلس دے اندر قتل دا سامان ڈٹھا اے

نظارا تھاں تھاں دس دا اے اوتھے عشق الہیٰ دا
فرش والے تے اک پاسے عرش حیران ڈٹھا اے

سنہیڑا حسن دے ونجاریاں نوں دے دیو میرا
اساں حسنِ طریقت دا ایتھے ملتان ڈٹھا اے

سدیدی یار دے صدقے اک عاشق زار نوں ڈٹھا
کیہہ ڈٹھا یار ماہی نوں اساں رحمٰن ڈٹھا اے

تیرے در دے مست ملنگاں دا اساں، شان نرالا پایا اے
در ہادی پاک شکوری دا عرفان نرالا پایا اے

دربار بدل دے ویکھے نے کردار بدل دے ویکھے نے
اس عشق دی نگری دا یارو سلطان نرالا پایا اے

ویکھی تورات زبور اساں انجیل وی ساری ویکھی اے
پر سوہنے کملی والے دا قرآن نرالا پایا اے

اساں ڈٹھا مسجد مندر نوں نالے ملاں زاہد پنڈت نوں
پر باہو۔ داتا چشتی دا ایمان نرالا پایا اے

کوئی ڈر دا دوزخ دی اگ توں کوئی رکھدا تاہنگ بہشتاں دی
رند منگدے یار دی مرضی نوں ارمان نرالا پایا اے

پڑ تسبیح بیٹھ مصلے تے منے یار ناں، یار دی دید ہندی
سر دے کے یار مناؤن دا فرمان نرالایا پایا اے

اس محفلِ شاہ امیری توں لکھ محفل میں قربان کراں
ماہی مستی سوز محبت دا وجدان نرالا پایا اے

❄

اک وار جے رنداں مستاں دی تیرے در تے رسائی ہو جائے
کھل جاون بھید بختاں دے حیران--- خدائی ہو جائے

کراں سیر میں حسن دے باغاں دی وچ بہہ کے عشق کھٹولے
دے
تیری زلف دے قیدی پنچھی دی اک وار رہائی ہو جائے

اجناں سانوں رمز سکھا کنج عاشق ملدے یاراں نوں
ایویں تکدا تکدا جن اپنا نہ چکور سودائی ہو--- جائے

مڑ پا کے وچ کچاوے دے ناں ہوت پنل نوں لے جاون
وت ستی تتڑی سسی دی نہ جگ ہنسائی ہو جائے

کراں سجدے چڑھدے سورج نوں متاں سکھ دا سنہیڑا آ جائے
دل کنب دا اکھیاں ترس رہیاں نہ رات پرائی ہو جائے

چل ٹلے ناتھ دے بہہ جائیے اوتھے اپنے کن پڑوا لیئے
ملے جوگ تے جوگی جوگن دی مڑ من منائی ہو جائے

اک نظر کرو تے بن جاون سارے نقشے میریاں لیکھاں دے
ماہی وی میرا ماہی اے اج کرم کمائی ہو جائے

❋

رنگ لیئے شرع دے جامیاں نوں گل کفنی عشق دی پا لیئے
در ہادی پاک شکوری دے چل رٹھڑا یار منا لیئے

لکھاں تسبیحاں پھیریاں کیہ لبھیا اک منکا من دا پھیریا ناں
من بدلے تن وی بدل جائے، دل نظراں نال ملا۔۔ لیئے

پئے بھانبڑ پاپ دے بلدے نیں لاٹاں سارا جگ ویکھدا اے
پانی ذات صفات دا مل جائے لگی دل دی اگ بجھا۔۔۔ لیئے

اوہ بخشن ہار ہے رب سائیں دیوے بخش تے پچھدا کون
اوہنوں
ہادی بھل چک سانوں معاف کرے، کر بیعت تے قسماں کھا
لیئے

کیہ دسنے دکھ نامحرم نوں بناں محرم لگیاں کون جانیں
ماہی چھڈ دے سب نامحرماں نوں اکو محرم راز بنا لیئے

❋

جے لبھناں یار گواچے نوں، ہادی دے دوارے چل نکیئے
کیویں دلدیاں سدھراں نچدیاں نیں سجنا دے نظارے چل
نکیئے

اوس مست قلندر دے در تے، کن پاڑ کے الکھ جگا لیئے
اوتھے عشق شرع دی مستی دی گجھی رمز اشارے چل نکیئے

جتھے مست ملنگ شکوری دے پئے نچ نچ یار مناؤندے نیں
نس بیکن گنج دی راہواں تے اللہ دے پیارے چل نکیئے

سانوں کانپوروں سد آؤندے نیں دل ڈب دا کالجہ پھڑک دا
اے
بن پنچھی پیار دی نگری دے اوتھے عشق ہلارے چل نکیئے

کیویں سرمہ سڑ کے طور ہویا ایہہ راز ہے رب ارنی دا
چھڈ گھپ ہنیرے ٹر چلیئے ہس دے لشکارے چل نکیئے

کیہ لینا دنیا داراں توں جھیڑے آپ ہنیرے وسدے نیں
لڑ لگ جا مست ملنگاں دے عرشاں دے تارے چل نکیئے

یاداں دی گھمن گھیری وچہ جند بیڑی وانگوں ڈولدی اے
آساں دے ہڑ وچہ رڑ چلیئے ماہی نوں کنارے چل نکیئے

❋

میرا دل دکھاں نال بھریا--- نہ مار ٹھوکراں
میرے لوں لوں صدمہ جریا--- نہ مار ٹھوکراں

میرے لوں لوں وچ فریاداں
آون مڑ مڑ تیریاں یاداں
تیرے پیار دی سولی چڑھیا--- نہ مار ٹھوکراں

ساڈے پیار نوں کیہ آزماؤناں
تیرے در توں مول ناں جاناں
پاوے جھولی بنیا سریا--- نہ مار ٹھوکراں

ماہی خون دے ہنجو رووے
لگا داغ ہجر دا دھووے
میں تے جتی بازی ہریا--- نہ مار ٹھوکراں

قادری، شکوری دا دوارا آ کے ویکھ لے
رومی، تبریزی دا نظارا آ کے ویکھ لے

ہادی امیرالدین دے فیض سانوں رنگیا
رنگن الٰہی والا دھارا آ کے ویکھ لے

ہادی علی ہادی ساڈے، ہادی اساں من لے
ھو الامیر دا سپارہ آ کے ویکھ لے

ابوالعلائیہ، جہانگیریہ، شکوریہ
قادریہ، چشتیہ دا بارا آ کے ویکھ لے

ہادی پیا میرا کیویں ڈبیاں نوں تار دا
ایویں بھلی پھرناں توں یارا آ کے ویکھ لے

عشق دا سمندر ویکھو ٹھاٹھاں پیا ماردا
شرع والے بحر دا کنارا آ کے ویکھ لے

ہادی والی گلی دا پیئے راہ جھیڑے وسدے
کھول اکھاں مورکھا اوہ تارا آ کے ویکھ لے

نجدے نیں ملاں زاہد، صوفی تے فقیر وی
طور والی رمز دا اشارہ آ کے ویکھ لے

نور دی تجلی وچہ کھنب کیویں سڑدے
سدرہ دی منزل دا لشکارا آ کے ویکھ لے

سسیاں تے سوہنیاں نوں کھیڑے ٹھگاں ٹھگیا
ٹھگاں والے شہر دا ونجارا آ کے ویکھ لے

سکے سڑے بوٹیاں نوں پھل کیویں لگدا!
کن دے نظارے نوں دوبارہ آ کے ویکھ لے

رنگ پور، تخت ہزارہ تساں ویکھیا
عاشقاں دے عشق دا بخارا آ کے ویکھ لے

لوکی یارو! جناں دیاں واٹاں پئے نیں تکدے
اوہناں سچے غوثاں دا اوتارا آ کے ویکھ لے

عشق تے یقین کیویں ہس سولی چڑھدے
عقل تے جنون دا نتارا آ کے ویکھ لے

بھر بھر اکھیاں چوں جام ہادی ونڈ دا
بناں پیتی پین دا ہلارا آ کے ویکھ لے

پیاراں دے پیاسے ماہی پیاریاں نوں لبھدے
پیاریاں دے پیار دا پیارا آ کے ویکھ لے

❋

آیا بن کے اج سوالی خالی موڑ نہ دیویں
سانوں در اپنے تے سد کے ٹھوٹھا توڑ نہ دیویں

مینوں رکھ لے کول گراں وچ
اپنے دلدی خاص سراں وچ
مینوں سوہنی وانگ چنہاں وچ پھڑ کے روہڑ نہ دیویں
آیا بن کے اج سوالی خالی موڑ نہ دیویں

تیرا نام میں لے کے جیواں
الھے پھٹ جگر دے سیواں
تیری دید دی ہر دم پیواں ساقی تھوڑ نہ دیویں
سانوں در اپنے تے سد کے ٹھوٹھا توڑ نہ دیویں

تیرے میخانے چوں گھٹنا
ساڈا گھٹ لیاں کیہ گھٹنا
اساں پینوں مول نہ ہٹناں سانوں ہوڑ نہ دیویں
آیا بن کے اج سوالی خالی موڑ نہ دیویں

سانوں دے کے عشق ہلارے
سوہنیا بہہ کے آپ کنارے
سانوں شوہ دریا وچکارے ہادی چھوڑ نہ دیویں
آیا بن کے اج سوالی خالی موڑ نہ دیویں

اساں بھل کے ساریاں سکھیاں
بس ہن تاہنگاں تیریاں رکھیاں
ات ول سجناں لا کے اکھیاں ات ول جوڑ نہ دیویں
آیا بن کے اج سوالی خالی موڑ نہ دیویں
❄

پیارے محمد شاہ عربی توں لکھ واری قربان
امت دے رکھوالے جیہڑے دو جگ دے سلطان۔ ہادی
اللہ اللہ اللہ ھو۔ لا الہ الا ھو

ہادی شکوری دے در ویکھو کیسی عجب بہار
ہادی دے عرفان دا لوکو کھڑیا اج گلزار ہادی
اللہ اللہ اللہ ھو۔ لا الہ الا ھو

جہیڑے آون در تیرے تے چمکن وانگ منیر
پاک حضور شکور دے صدقے ملدا پاک امیر ہادی
اللہ اللہ اللہ ھو۔ لا الہ الا ھو

من دی دنیا آن وساؤ من لو شاہ شکور
ہادی علی شاہ تیتھوں صدقے عرضاں کر منظور ہادی
اللہ اللہ اللہ ھو۔ لا الہ الا ھو

در تیرے تے آیا ماہی بن کے اوگنہگار
الا اللہ دی ضرب لگا کے کر دیو بیڑا پار ہادی
اللہ اللہ اللہ ھو۔ لا الہ الا ھو

لڑ پھڑ کے شاہ شکوری دا میں توں دی گل مکالئی اے
میرے دلدے سنجے ویہیڑے وچہ کے ہور نے کلی پالئی اے

او "ذاکر" کملی والے دا او "شاکر" کملی والے دا
بن چاکر ذاکر شاکر دا بگڑی تقدیر بنالئی اے

بے درد زمانہ کیہ جانے کیہ حال اے درداں ماریاں دا
جنہاں قال دے ورد وظیفیاں نوں چھڈ حال دی چونڈی کھالئی
اے

ایتھے علماں دی کوئی وقت نئیں اس عشق دی رمز نرالی اے
کوئی دند کڈھا کے جان گیا کے جیوندیاں کھل لہالئی اے

لوکی تھاں تھاں گلاں کردے نے ماہی چپ چپیتا رہندا اے
کیہ دساں دنیا داراں نوں کھیڑی ہور بیماری لائی اے

❋

ترے در پر مرے آقا گریباں چاک آیا ہوں
میں حالِ دل سنانے صاحب لولاک آیا ہوں

مری عرض تمنا کیجئے پوری خدارا اب
بچشمِ گریاں و بادیدۂ نمناک آیا ہوں

تری محفل میں رقصاں ہیں مہ و انجم کی سب کرنیں
تمنائے اناالحق لیکے مشت خاک آیا ہوں

مری بگڑی جو بن جائے تو تیرا کیا بگڑتا ہے
ترا شرفِ غلامی لیکے میں بیباک آیا ہوں

گھرا ہے گردشِ دوراں میں ماہی کو بچا لینا
میں پھیلائے ہوئے دامن یہاں غمناک آیا ہوں
❊

مری بیکراں عقیدت بس جھوم جھوم آئی
مجھے آستاں پہ تیرے تری چاہ کھینچ لائی

تیری چشمِ کیف زا نے جنہیں خم لنڈھا دیئے ہوں
وہی رند جانتے ہیں تیرے در کی پارسائی

تیرا ہو کے رہ گیا ہوں نہیں کوئی دوسرا۔۔ اب
وہ کیف تو نے بخشا جامِ ابوالعلائی

من و تو کی منزلیں اب دم توڑ ہی رہی ہیں
راس آ سکے گی کس کو؟ آخر تری جدائی

میں بلھے شاہ کا پیرو میری شاعری ہے رقصاں
میرا انگ انگ ہو گا آقا غزل سرائی

تیرا ہو کرم جو آقا میری بات بن ہی جائے
دل میں سما ہی جائے بس شانِ مصطفائی

ماہی کا ہو گیا ہوں، مرا ہو گیا ہے ماہی
کہتے ہیں دنیا والے مجھ کو بھی ماہی ماہی

❋

میری جانِ آرزو و مدعا شاہِ شکور
قبلہ ایمان من، قبلہ نما شاہِ شکور

رحمتیں ہیں عام آؤ سائلو دامن بکف
منبعِ مہر و کرم، جود و سخا شاہِ شکور

تشنۂ لب، تشنہ دہن ہم میکدے میں آ گئے
بادۂ عرفاں ہم کو ہو عطا شاہِ شکور

مجرم و خاطی ہوں مجھ کو اک ترا ہے آسرا
بخش بھی دیجئے مری اب ہر خطا شاہِ شکور

معرفت کے میکدے میں گونجتی ہے یہ صدا
صورتِ ظلِ الٰہ دستِ خدا شاہِ شکور

رفعتیں قربان تجھ پر عظمتیں دیتی ہیں جان
آسمانِ صبر و تسلیم و رضا شاہِ شکور

رحمتِ انوار کی ہیں جلوتیں چاروں طرف
ہیں چراغِ مصطفائی کی ضیاء شاہِ شکور

آؤ ماہی چوم لیں آقا کے مرقد کا غلاف
ہو گئے اپنی عقیدت کی بنا شاہِ شکور

❊

بڑی ہیں نعمتیں مضمر خدا والوں کی الفت میں
خزانے دونوں عالم کے ہیں دنیائے محبت میں

من و تو۔ ثابت و منفی۔ یہ ذکر و فکر اللہ ھو
یہ سارے راز کھل جاتے ہیں دنیائے طریقت میں

یہ مانا غیراللہ کو نہیں سجدہ روا لیکن
جبیں خود سجدے کرتی ہے نہ جانے کیوں عقیدت میں

جسے دنیا نہ راس آئی جسے دنیا نے دھتکارا
لیا رحمت نے بڑھ کر خود اسے آغوشِ رحمت میں

مجھے رنگ دیجئے ابوالعلا، رنگِ شکوری میں
پڑا ہوں ایک عرصہ سے یہاں صحرائے حیرت میں

درِ اقدس پہ ہے تقریبِ سنگِ آستاں ماہی
سجا لایا ہوں اشعارِ عقیدت رنگِ مدحت میں

خدائی اس سے واقف ہے خدا کے راز داں تم ہو
خوشا قسمت کہ ہم سے بے کسوں پر مہرباں تم ہو

وہ گلشن جس کو سینچا تھا رضا و شاہ شکوری نے
میرا ایمان ہے محکم کہ اس کے باغباں تم ہو

جبینیں جھک ہی جاتی ہیں وفورِ ذوق میں آکر
جہاں سجدے تڑپتے ہیں وہ سنگِ آستاں تم ہو

سرابِ حسن فانی میں بھٹکنے والے کیا جانیں
کہ جس سے عشق زندہ ہے وہ جانِ عاشقاں تم ہو

نہ خوفِ راہ منزل ہے نہ خدشہ ہے بھٹکنے کا
نشانِ راہِ منزل تم ہو میرِ کارواں تم ہو

خدا آباد رکھے حشر تک اس آستانے کو
شکوری شمعِ محفل کے حقیقی پاسباں تم ہو

طلوعِ "نجم ثاقب" جس سے ہو گا ہے یقیں ماہی
خبر دی ہے ستاروں نے وہ روشن آسماں تم ہو

❋

دولتِ ایمان و جاں سرکار ہیں ہادی علی
دیدہَ و دل میں میرے دربار ہیں ہادی علی

ظلمتِ دل کو مٹاتے ہیں نگاہِ شوق سے
حق وَ باطل کی جری تلوار ہیں ہادی علی

دم بخود رہتا ہے جس کو دیکھ کر رنگِ خزاں
جنتِ حق کے حسیں گلزار ہیں ہادی علی

غم کے مارو تھام لو دامن یہی تو وقت ہے
غم زدوں کے برملا غمخوار ہیں ہادی علی

جن کے دستِ خاص سے دنیائے دل بدلی میری
دستِ قدرتَ کے یہی شہکار ہیں ہادی علی

مجھ کو عقبیٰ کا خطر نہ خوف دنیا سے ذرا
دین و دنیا میں مرے سردار ہیں ہادی علی

ذرے ذرے پر تصرف ہے نگاہِ فیض کا
فیضِ حق کے فیض سے مختار ہیں ہادی علی

میکدہ جھکتا ہے جس رندِ حقیقت کے حضور
اس مئے وحدت سے خود سرشار ہیں ہادی علی

اہلِ دل کیونکر نہ سجدہ ریز ہوں ماہی یہاں
خواجۂ کونین کے دلدار ہیں ہادی علی

کعبہ بسا ہے جس پہ وہی تم زمیں تو ہو
نازاں ہیں جن پہ عرش وہ عرشِ بریں تو ہو

ہے جس پہ ناز آپ خدا کو بصد غرور
آقائے حسن و عشق وہی تم حسیں تو ہو

سجتا ہے تاجِ لوح و قلم جس جبین پر
اس میں دمک ہے جس کی وہی تم نگیں تو ہو

تم تاجدارِ جن و بشر! شاہِ انبیاء
جس کا ہے نور ہر سو وہ ماہِ مبیں تو ہو

شہ رگ سے جو قریب بتاتے ہیں اہلِ دل
نظروں سے دور یوں مرے دل کے قریں تو ہو

میرے ہی دل میں ہو میری نظروں میں نہ سہی
صد شکر میرے پاس کہیں نہ کہیں تو ہو

کون و مکاں میں تیرا اگرچہ مکاں نہیں
امکانِ لامکان میں گویا مکیں تو ہو

تیری رضا پہ چل نہ سکا مجھ کو غم نہیں
صد شکر میرے واسطے آقا حزیں تو ہو

ماہی پہ کر نہ کر کوئی پردہ بھی منکشف
بے پردہ ہو کے مجھ سے بھی پردہ نشیں تو ہو

❊

درِ مقتل نہ ملتا تو یہ مستانے کہاں جاتے
جو سر لائے ہیں نذرانہ وہ نذرانے کہاں جاتے

ترے دامانِ الفت میں سکوں ہم کو ملا ورنہ
بھٹک کر تیرے کوچے سے یہ فرزانے کہاں جاتے

مری رو دادِ غم سنکر نہ پوچھو ان پہ کیا گزری
کہانی میری سن کر وہ خدا جانے کہاں جاتے

درِ ہادی شکوری پر اگر تقدیر نہ بنتی
تو دیوانے مقدر اپنا سلجھانے کہاں جاتے

جو پنچھی شاخِ طوبیٰ پر بسیرا کرنے والے ہیں
نہ ملتا آشیاں تیرا تو ستانے کہاں جاتے

نہ اپنوں کو اگر سینے لگا لیتے مرے آقا!
بتاؤ ہم کو دل والو یہ بیگانے کہاں جاتے

خوشا ماہی ہمیں دیوانگی اس در پہ لے آئی
شکوری در نہ ملتا تو یہ دیوانے کہاں جاتے

❋

درِ اقدس پہ لے آیا ہوں حسنِ یار کی چادر
بنامِ مصطفےٰ و مجتبےٰ سرکار کی چادر

مرے حالِ پریشاں پر کرم کیجئے کرم کیجئے
اٹھا لایا ہوں سر پر حیدرِ کرار کی چادر

حسینؓ ابنِ علیؓ کا واسطہ غم دور کر دیجئے
حسنؓ کے حسن کی ہے عابدؓ بیمار کی چادر

ہے یارانِ نبی کے واسطے سے واسطہ تجھ سے
بفیضِ باقرؓ و جعفرؓ ہے یہ دیندار کی چادر

طفیلِ کاظم و موسیٰؓ رضا تیرا رضا جو ہوں
یہ ہے کرخی و سری کے دلِ غم خوار کی چادر

جنیدی رنگِ اطہر کی ہے دستارِ فضیلت یہ
جمیلِ جلوۂ یوسف بوبکر اطہار کی چادر

یہی شانِ رحیمی ہے یہی آنِ عزیزی ہے
بتقریبِ سعید و قادرِ سالار کی چادر

شہابِ خسروی ہے یہ نظامِ کجکلاہی ہے
مبارک، نجمِ والا شان کے انوار کی چادر

خدایا فضل سے پھیلی رہے سارے زمانے پر
نصیر و نصرت محمود کے اذکار کی چادر

خلیلِ وقت کی خلعت شہہ منعم کی نعمت ہے
یہ مظہر حسنِ مہدی کے ہے اک شہکار کی چادر

جہانگیرِ دو عالم پرتوِ امدادِ باری ہے
شکورِ باصفا کے حسنِ گوہر بار کی چادر

لئے نذرانہ ہادی علی شاہ آ گیا ماہی
اسے منظور فرمایئے ہے اک لاچار کی چادر

❋

دیارِ سوز و مستی میں نظر ان کی جدھر ہو گی!
دل و جاں قبلہ، کعبہ کیا خدائی بھی ادھر ہو گی!

یہ ناممکن ہے ان کے چشم و ابرو سے نہ دل بدلے
یہ کائناتِ ہست و بود بھی زیر و زبر ہو گی!

چمن میں ہر طرف غنچے کھلیں گے، مسکرائیں گے
نسیمِ صبح گاہی کی جدھر سے بھی گذر ہو گی!

ملائک جن و انسان جھوم اٹھیں گے مسرت سے
ورودِ ہادیٔ اقدس کی ان کو جب خبر ہو گی!

اندھیرا کب تلک حاوی رہے گا قلب پر ماہی
مرے ہادی کے جلووں سے زمانے میں سحر ہو گی

❄

ہیں محوِ رقص مستانے درِ ہادی علی شہ پر
ملا ہے ان کو کیا جانے درِ ہادی علی شہ پر

ہے اک شمع فروزاں کانپور کے بانکے رسیا کی
چلے آتے ہیں پروانے درِ ہادی ہادی علی شہ پر

ہے وجدانِ محبت کیا ہے سوز و ساز مستی کیا
کوئی آئے یہ پہنچانے درِ ہادی علی شہ پر

اگر تم پوچھتے ہو ہم درِ جاناں پر کیوں آئے
ہم آئے ہیں سکوں پانے درِ ہادی علی شہ پر

چلے آؤ زمانے بھر کے میخوارو چلے آؤ
کھلے ہیں آج میخانے درِ ہادی علی شہ پر

مرے دل کے یہ ویرانے نہ کیوں آباد ہو جاتے
ہوئے آباد ویرانے درِ ہادی علی شہ پر

نہیں اک ماہی دیوانہ یہ دیوانوں کی بستی ہے
چلے آتے ہیں دیوانے درِ ہادی علی شہ پر

❋

ایہہ کیہ وہندے نیں فرزانے درِ ہادی علی شاہ تے
پیندے نچدے نیں مستانے درِ ہادی علی شاہ تے

لگن آج ہور دیاں ضرباں ترفدے نے اتھے سجدے
کیہ ہویا اے خدا جانے درِ ہادی علی شاہ تے

پیا جگدا اے دیوا عشق والا حسن دے وہڑے
تے ودھ ودھ مرن پروانے درِ ہادی علی شاہ تے

موہنوں منگیاں مراداں پوریاں ہو جان جے ہوون
دلاں دے پیش نذرانے درِ ہادی علی شاہ تے

عقل دی پیش کی جاوے ایہہ کوچہ عشق دا ماہی
چلے آوندے نے دیوانے درِ ہادی علی شاہ تے

❄

تیرے در کے ذرے نظروں کے نظارے بن گئے
میری خوش بختی کہ تم میرے سہارے بن گئے

تیری نظرِ کیمیا سے خاک سونا بن گئی!
تو نے جن ذروں کو دیکھا وہ ستارے بن گئے

سوز و مستی ضربِ اللہ ھو ہے آتش عشق کی
تیرا در وہ ہے جہاں پتھر شرارے بن گئے

وہ سلاطینِ جہاں کو لائیں گے نظروں میں کیا
جو تیرے دربار عالی کے دلارے بن گئے

تیری نظروں کے بھنور میں غرق جو بھی ہو گئے
ماہی ان کے واسطے دریا کنارے بن گئے

❊

ماہی بھی اک ملنگ ہے تیری سپاہ میں
وہ بے نیاز ہو گیا آکر پناہ میں

مجھ کو چُنا ہے تیری نگہ انتخاب نے
ہے چیز کیا پسند، سراپا گناہ میں

زاہد کو عمر بھر نہ ملا کچھ نماز میں
جو مل گیا فقیر کو بس ایک آہ میں

وہ نیک و بد ہر ایک کو لیں گے پناہ میں
"اپنے پرائے ایک ہیں ان کی نگاہ میں"

ماہی کا پاسباں ہے شکوری کا سارباں
یوسف نہیں گرا دیا تھا جس کو چاہ میں

❊

نہ اب کوئی شکایت ہے نہ ہے کوئی گلہ دل میں
برنگِ حسنِ مرشد جب بسا آ کر خدا دل میں

ترے حسنِ کرامت کی سمائیں شوخیاں دل میں
سراپا حسن بن کر اب گیا ہے تو سما دل میں

میسر ہر گھڑی مجھ کو سحر گاہی کی لذت ہے
اتاری جب سے تو نے پا "مریدی" کی ندا دل میں

طلب کرتے ہیں مجھ سے پھول غنچے تیری خوشبو کو
تیری الفت بھری نظروں کا غنچہ جب کھلا دل میں

قیاس و وہم کے بت سارے میں نے توڑ ڈالے ہیں
نہیں اب دوسرا کوئی نہیں تیرے سوا دل میں

ضیاء ہادی علی شاہ کی ہے فانوسِ شکوری سے
ہلالِ عید بن کر یوں ابھر آیا "رضا" دل میں

میرے قلبِ حزیں میں تھا اندھیرا ماہی مدت سے
تمہاری یاد سے پیدا ہوئی آخر جلا دل میں

❋

ساڈی بگڑی بنا جا کانپور والیا
خیر جھولی وچ پا جا کانپور والیا

ینوں کملی نوں چھڈ ٹر جان والیا
نوری مکھڑا چھپا کے رات پان والیا
پھیرا تتی ول پا جا کانپور والیا
ساڈی بگڑی بنا جا کانپور والیا

ساڈی لگیاں دی لاج ہتھ تیرے ہادیا
لائے عاشقاں نے بوہے اتے ڈیرے ہادیا
آپے لائیاں نوں بنھا جا کانپور والیا
ساڈی بگڑی بنا جا کانپور والیا

رو رو تیریاں اڈیکاں وچ نین سجھ گئے
میرے سجرے پیاراں والے دیوے بجھ گئے
دیوا دل دا جگا جا کانپور والیا
ساڈی بگڑی بنا جا کانپور والیا

جہانگیری مے خانے دا توں ساقی سوہنیا
ہاڑا ساڈے ول پاویں اک جھاتی سوہنیا
جام رنداں نو پیا جا کانپور والیا
ساڈی بگڑی بنا جا کانپور والیا

دساں کیہ کیہ جو ساڈے نال سائیاں بیتیاں
ہویاں مدتاں نے ہجر نمازاں نیتیاں
گل ماہی دی سنا جا کانپور والیا
ساڈی بگری بنا جا کانپور والیا

❋

دلِ بے درد میں غم تیرا پیدا کر لیا میں نے
ترے غم کو غمِ دل کا سہارا کر لیا میں نے

خبر کر دو یہ گلشن میں اندھیرا اب نہ چھائے گا
جلا کر دل کا کاشانہ اجالا کر لیا میں نے

یہ غربت، بے بسی، بے چارگی اور خانہ ویرانی
خدا شاہد تیری خاطر گوارا کر لیا میں نے

میری ہمت تیری چاہت میں جب طوفاں ہوا حائل
بھنور میں موجِ دریا کو کنارا کر لیا میں نے

بتِ کافر کو سجدہ گو شریعت میں نہیں جائز
مگر دردِ محبت کا مداوا کر لیا میں نے

مری چشمِ تصور سے تغافل ہو نہیں سکتا
بچا کر جو نظر گذرے اشارا کر لیا میں نے

دلِ مضطر نے جب ماہی مجھے نمدیدگی بخشی
جلے دل کے پھپھولوں میں نظارا کر لیا میں نے

❄

درِ ہادی علی شاہ پر شکوری جام ملتے ہیں
نہیں دوچار پیمانے یہاں پر عام ملتے ہیں

طلبگاران دنیا کو مرادیں صبح ملتی ہیں
مسیحا غم کے ماروں کو بوقت شام ملتے ہیں

محبت جن کی پختہ ہو وہ ساحل پا ہی لیتے ہیں
گھڑے دریا کی لہروں میں ہمیشہ خام ملتے ہیں

دیارِ کانپور میں حاضری معراجِ اولیٰ ہے
وہاں دیوانگانِ عشق کو انعام ملتے ہیں

درِ ہادی علی شاہ پر چلو ماہی سنا ہے یہ
تحائف عشق و مستی کے وہاں بے دام ملتے ہیں
❋

بناں ہادی علیشاہ دے گذارا ہو نہیں سکدا
جے دلدا طور نہ بھڑکے نظارا ہو نہیں سکدا

میری نسبت جہانگیری کوئی اہ کھہ نہیں سکدا
میرے عیباں گناہاں دا کفارہ ہو نہیں سکدا

مریدانِ شکوری تھیں کرن پچھ گچھ فرشتے کیوں
حشر نوں کملی والے تھیں گوارا ہو نہیں سکدا

چلے آؤ گھنگارو، چلے آؤ گنہگارو---!
امام الاولیا دے باہجھ چارا ہو نہیں سکدا

زمانے وچ گھنگاراں، نکمیاں دا تے جھلیاں دا
بناں محبوبِ محبوباں سہارا ہو نہیں سکدا

ولائے کانپور دی حد تئیں اج تک کے ڈٹھی
شکوری بحرِ عرفاں دا کنارا ہو نہیں سکدا

جے کوئی تاہنگ رکھدا اے مناون یار رٹھڑے دی
بناں ماہی دی چوکھٹ دے دوارا ہو نہیں سکدا

للہ کیجئے مجھ پر احساں حضرتِ ابوالعلا
میری ہر مشکل ہو آساں حضرتِ ابوالعلا

آپ کا در چھوڑ کر جائیں کہاں جب کر چکے
آپ سے الفت کا پیماں حضرتِ ابوالعلا

نارِ دوزخ سے ڈراتے ہو مجھے کیا واعظو
عاصیوں کے ہیں نگہباں حضرتِ ابوالعلا

میں رہوں جس حال میں لیکن رہوں دل میں ترے
ہو میرا پورا یہ ارماں حضرتِ ابوالعلا

ماہی کو دربار پر آنے کی ہمت دیجئے
کر لیا ہے میں نے ساماں حضرتِ ابوالعلا

❋

مان اوہناں عاشقاں نوں ہووے کیہہ گھر بار تے
جند جنہاں وار دتی گلی والے یار تے

دنیا والے لبھدے نے دولتاں دا اسرا
اس فقیرِ بے نوا دا آسرا سرکار تے

جنت و دوزخ دے بدلے یار دی لبھدا رضا
جاواں صدقے عشق توں بیٹھا اے کیہڑی مار تے

نہ کدے ملدے وچھنے نہ گئے گھر آوندے
جے نظر ہوندی نہ تیری وچھڑی ہوئی ڈار تے

من ہاراں، تن ہاراں، ہار دیواں جان وی
لکھ جتاں ہار دیواں عشق دی اس ہار تے

چک کے گل نال لاوندے کو ہجیاں نوں شاہ جی
"آ گرے جو آگرے دے شاہ دے دربار تے"

ماہی جھلا ہے ازل توں قائم اوسے گل تے
عشق دی بنیاد پہلے قول تے اقرار تے

رنگ تیری محفلوں کا ہے کہاں گلزار میں
آیا جو در پر ترے پہنچا بڑی سرکار میں

کھل گیا میخانۂ ابوالعلائی میکشو
آج سودا مل رہا ہے ہادوی بازار میں

تیری چشمِ مست میں پنہاں ہے جو سوز و سرور
باخدا وہ بات سجدہ میں ہے نہ اذکار میں

تیرے دامن میں ہزاروں صاحبانِ حال ہیں
تجھ سے پہلے بات بنتی تھی مگر دوچار میں

اے نگاہِ یار تجھ پہ کیوں نہ ہو مقتل فدا
تیز کتنی دھار ہے اس مانگ کی تلوار میں

فخر کرتے ہیں اسی پر اصفیاء و اولیاً
"آ گرا جو آگرے کے شاہ کے دربار میں"

اے حریمِ ناز چلمن ہی میں رہ باہر نہ آ
تابِ نظارہ نہیں اب ماہی لاچار میں

❁

"روح پرور ہادیٔ ذیشان کا عرفان ہے"
مرشدِ کامل کا مرشد مخلص الرحمٰن ہے

وہ دفینہ کانپور میں عام تھا جو کل تلک
مرجعٔ خلاق لائلپور میں وہ کان ہے

اے مرے ہادی علیشاہ میں ہوں درباری تیرا
بے سروسامانی میری اب مرا سامان ہے

قرب تیرا لامکاں تک مجھ کو پہنچا دے تو کیا
ورنہ میری دسترس تو تاحدِ امکان ہے

کیوں نہ فرمائیں کرم مجھ پر مرے شاہِ شکور
ان کا ہے دربار عالی ان کی اونچی شان ہے

کوچہ و بازار میں ہے تیرے جلوؤں کا ہجوم
شہر میں تجھ کو نہ پہچانے وہ کون انجان ہے

میں نہ سجدے میں گروں تو ملحد و زندیق ہوں
ہاں اگر محسوس ہو مجھ کو ترا فرمان ہے

رات کے ماتے نہ سمجھیں تو میں ان کو کیا کہوں
ورنہ ہر اک صبح کا منظر تری پہچان ہے

میں تو ماہی ہوں مہِ کامل سے نسبت ہے مجھے
ماہیِٔ بے آب ہوں تڑپوں تو اطمینان ہے

❄

دارو پیڑ دا کی عقل نوں خبر اے
علاج اپنا تے بس فقر دی نظر اے

شرع دی بندوق اے میں نچنے توں ڈرنا
ضرب لگے ہُو دی تے لہہ جاندا ڈر اے

ویکھو ویکھو سیو پیا آ گیا اے
رضا دی رضا شاہ شکوری صبر اے

میں اپنے نصیباں دا منہ کیوں ناں چم لاں
مینوں مل گیا راہواں وچہ میرا در اے

کی رکھیا مسیتاں تے بت خانیاں وچہ
ساڈے واسطے کعبہ ہادی دا در اے

دوا دارو ملیا اے سوہنے دے در توں
شفاواں دا اکو شہر وچہ گھر اے

نہ چھڈ دیویں مینوں حشر دے دیہاڑے
تیرا ماہی آقا تے اصلوں بے پر اے

❋

جگ کولوں شان اچا آگرے دے پیر دا
آگرے دی لاج رکھے لاڈلا شبیر دا

مکھڑے دی لالی جیویں سیوَ کشمیر دا
کفر دیاں خیبراں نوں اکھ نال چیر دا

پنڈ پنڈ چرچا اے بھگت کبیر دا
دل نیوّں توڑ دا اوہ کے دلگیر دا

پتہ دئے نامحرماں نوں محرماں دے حال دا
حال دا وی، قال دا وی، ماضی تے اخیر دا

چال دا وی، ڈھال دا وی، سُر دا وی تال دا
نچنے چہ نشہ آوے کیکلی کلیر دا

ویر وا نہ کوئی اے، غریب تے امیر دا
گوڑا جیویں پیار ہووے بھین دا تے ویر دا

فقراں نے دسیاں اے شان اے سیر دا
سیندا اے لنگار دلدی پاٹی ہوئی لیر دا

چھڈ دیو رانجھیو اجالیاں توں پچھناں
ماہی کولوں پتہ پچھو آگرے دے پیر دا

❄

ماسٹر محمد اقبال

وفورِ شوق ملا آستانِ ہادی پر
سرِ نیاز جھکا آستانِ ہادی پر

نیاز مند عقیدت سے جھوم اٹھے ہیں
سنی ہے ایسی صدا آستانِ ہادی پر

طیور نغمہ سرا ذوق شوق میں اب تک
ملا وہ جام ولا آستانِ ہادی پر

دلوں سے کفر و ضلالت کے دھل گئے دھبے
وہ آبِ شوق ملا آستانِ ہادی پر

نگاہ شوق میں سجدوں کے سلوٹیں ابھریں
ہوئی نماز ادا آستانِ ہادی پر

قتیل کفر نگاہِ بلند پایہ ہے
بتوں کی ختم ثنا آستانِ ہادی پر

دبا سکی نہ کوئی شے بھی میرا جذبۂ شوق
ہوا وہ سکر عطا آستانِ ہادی پر

کہے امامِ زمانہ نہ کیوں جہاں ان کو
خدا کا نور ملا آستانِ ہادی پر

خوشا نصیب مریدوں نے جھولیاں بھر لیں
بٹا ہے نورِ خدا آستانِ ہادی پر

وہ نور جس سے فروزاں تھی وادیٔ ایمن
وہی ہے جلوہ نما آستانِ ہادی پر

کریم رحمتِ باری جہاں پہ چھاتی ہے
ہے جس کا نور و ضیاءً آستانِ ہادی پر

ماسٹر محمد علی امیروی

برس رہی ہے عطا آستانِ ہادی پر
ہے رحمتوں کی گھٹا آستانِ ہادی پر

بھلا ہی ہو گا بھلا آستانِ ہادی پر
ذرا صدا تو لگا آستانِ ہادی پر

زہے وہ دل جو لگا خوش جمال ہادی سے
خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر

یہاں پہ بنتی ہے بگڑی ہوئی زمانے کی
مقدر اپنا بنا آستانِ ہادی پر

زمانے والو عقیدت سے بیٹھ جاؤ یہاں
ملے گا تم کو خدا آستانِ ہادی پر

گیا وہ بن کے یہاں سے امیر عرفان کا
جو آیا بن کے گدا آستانِ ہادی پر

بتاؤں کیا میں امیری بیاں سے ہے بالا
جو میں نے لوٹا مزا آستانِ ہادی پر

حکیم مبارک علی قیس

آ گرا جو آگرے دے شاہ دے دربار تے
اولیا اللہ نے آئے جو اس گر تار تے

ہادی و شاہ و شکوری گھر جہانگیری ہے ایہہ
برسدا اے نور ایتھے ہر در و دیوار تے

حضرت اختر سدیدی دے امیرالدین پیر
میں نہ کیوں جھکاں بھلا اس پیر دے دربار تے

فخر حاصل دوستی اختر دا نیئوں ہو گیا
ناز رحمت کر رہی اے قسمتِ بیدار تے

میرے دل دی چھاپ وچہ جڑیا نگینہ پیر دا
نقش جیویں ہو گیا اے آہنی دیوار تے

یار اختر دا اے قبلہ، خانہ کعبہ پیر دا
جاواں صدقے جان واراں یار دے اس یار تے

چوراں نوں کر قطب دتا آپ نے اے پیر جی
اک نظر رحمت دی پاؤ قیس اوگن ہار تے

❄

ایہہ ہادی شکوری جہانگیری گھر اے
برسدے نے انوار ہادی دے در تے

ہے ایہہ قادری چشتی افضل گھرانہ
تے کھل دے نے اسرار ہادی دے در تے

ظہور و کرامت تے کشف و مراقب
دا منبع اے سرکار ہادی دے در تے

عطا مصطفائی، سخا مرتضائی
میں ویکھی کئی بار ہادی دے در تے

طریقت حقیقت دا بھی راز پا گئے
میرے جئے گنہگار ہادی دے در تے

سدیدی دے پیراں دے نے پیر ہادی
جھکاں میں بھی لکھ وار ہادی دے در تے

نجات اپنی اے قیس جے توں بھی چاہویں
تے جھک ایسے دلدار ہادی دے در تے

محبوب عالم محبوب نظامی کمالوی

بہ فیضانِ بزرگاں نعمتیں یاں دل کی ملتی ہیں
نگاہیں کاملوں سے اس طرح کامل کی ملتی ہیں

میں جاؤں کیوں کسی در پر مجھے جب در میسّر ہے
درِ ہادی شکوری پر مرادیں دل کی ملتی ہیں

نہ چھیڑو تذکرہ یوں صاحبانِ کشف کا ہمدم
یہاں علم و عمل سے دولتیں عامل کی ملتی ہیں

قسم مجھ کو درِ ہادی شکوری کی سدا مجھ کو
سخن ہائے طریقت، نعمتیں محفل کی ملتی ہیں

جو ہوتے ہیں مثالِ قیس و مجنوں اس گھرانے کے
بفیضِ عشق لیلائیں انہیں محمل کی ملتی ہیں

درِ ہادی شکوری پر بجا محبوب نے دیکھا
کہ ان میں جھلکیاں قرآن کے حامل کی ملتی ہیں

❋

مرکزِ مہر و وفا سرکار ہیں ہادی علی
ہم غریبوں کے بھی وہ غمخوار ہیں ہادی علی

عاشقانِ پاک طینت پر عیاں ہے رازِ حق
عشق و مستی کے علمبردار ہیں ہادی علی

ہیں شہنشاہِ طریقت اور شریعت کے امام
یادگارِ سلف کے شہکار ہیں ہادی علی

لا الہ کا ذکر محفل میں سدا ہوتا رہا
سنّتِ نبوی کے اک گلزار ہیں ہادی علی

وہ بھلا کب دیکھتے ہیں غیر کی جانب کبھی
جن کی دنیا، جن کا دیں گھر بار ہیں ہادی علی

مجھ کو اپنی عاقبت پر ہے مکمل اعتماد
دین و دنیا میں میرے سردار ہیں ہادی علی

مست ہوں محبوب میں جامِ مئے توحید سے
مجھ سے بادہ خوار کے دلدار ہیں ہادی علی

❄

مری منزل بھی تم ہو اور منزل کا نشاں تم ہو
مری بس جستجو تم ہو، میری جانِ جہاں تم ہو

مرے دل کی تمنا ہو مری دنیا کی زینت ہو
مرے اس جسدِ خاکی میں فقط روح رواں تم ہو

ہر اک ڈالی ہر اک غنچے ہر ایک پتے ہر اک گل میں
بسانِ رنگ و بو آقا نہاں تم ہو عیاں تم ہو

تری محفل میں پاتا ہوں دلِ بیباک کا جلوہ
امیرِ ساقیٔ محفل کے گویا مہرباں تم ہو

چھلکتی ہے مئے کثرت ترے دربار میں واللہ
جو وحدت میں نمایاں ہے وہ رنگِ ارغواں تم ہو

یہ دنیا جانتی ہے مانتی ہے ان پہ واضح ہے
"نشانِ راہِ منزل تم ہو میرِ کارواں تم ہو"

یہ تیرا دعویٰ اے محبوب مبنی بر حقیقت ہے
نہیں میرے فقط محبوب، محبوبِ زماں تم ہو

✽

مہرباں ہادی پہ میرے ذاتِ حق سبحان ہے
"روح پرور ہادیٔ ذیشان کا عرفان ہے"

تابعِ احکامِ ہادی، وارثِ جنت ہوا
اپنا یہ ایمان ہے، ایمان ہے، ایمان ہے

ہے درِ ہادی کا ذرہ ہر ستارے سے سوا
کتنی آب و تاب ہے، گوہر ہے یا مرجان ہے

نہ رموز عشق و مستی فقر سے ہے آشنا
اس لئے ملاں تری تقریر بھی بے جان ہے

ریش اور مونچھیں بڑھانا زلف کو کرنا دراز
گر فقیری ہے یہی تو پھر بڑی آسان ہے

ہاں فقیرِ بے نوا و بے ریا پر معترض
خود بڑا انجان ہے وہ خود بڑا نادان ہے

کہہ کے مقطع اب میاں محبوب رخصت ہو بھی جا
اس سے افضل منقبت کوئی کہے اعلان ہے

❄

نہ مینوں کے طعنے فتوے دا ڈر اے
میرے واسطے کعبہ ہادی دا در اے

میں معراج دے منکراں نوں کی دساں
بس اکھ میٹیاں اگے ہادی دا در اے

مینوں لوگ بھانویں کہن سارے کافر
اگے یار دے سجدہ میں دتا کر اے

جہیڑا اپنے مرشد توں جاں وار دیندا
نہ برباد ہوندا کدیں اوہندا گھر اے

جے مل جاوے ماہی تاں دکھڑے میں کھولاں
اونہوں ویکھ کے میرا دل جاندا ٹھر اے

میرا پیر خواجہ بڑی شان والا
اوہ ولیاں دا سرتاج تے پیرِ نر اے

ہے میری عقیدت دا ایہو تقاضا
میں در پاک ہادی تے رکھ دتا سر اے

میں کیہہ پچھاں ملاں تو سجدے دا مسئلہ
جے دساں تے وچ شہر دے پیندا شر اے

توں محبوب ہادی دا مرد قلندر
لکھن وچ نہ چھڈی توں کوئی کسر اے

❋

جگ کولوں شان اچا آگرے دے پیر دا
دونہیں پاسے نور ڈٹھا اکو تصویر دا

جہیڑا کوئی ویکھ لیندا پھس جاندا جال وچ
قیدی تیری زلفاں دی سوہنی زنجیر دا

بول چال دین تیرا، عمل شریعت اے
لکھیا میں پڑھ لیا تیری تحریر دا

تیریاں اڈیکاں وچہ حال میرا ہویا کی
وگدا اے ہڑ میری اکھیاں چوں نیر دا

میرے کولوں ہور ودھ پئے نے ثنا خواں
ایہہ ہے قصہ پیار دا تے پیار دی توقیر دا

آگرے دے پیا ہن کریں منظور توں
میرا اے کلام تیرے آپدے فقیر دا

جیں کے من وچ جوت جگائی اے
پلہ پھڑ آگرے دے روشن ضمیر دا
چھان ماری دنیا نہ لبھا تیرے نال دا
ثانی کوئی لبھیا ناں سوہنا میرے پیر دا

❄

ہو گیا منظور وہ ابوالعلا سرکار میں
آگرا جو آگرے کے شاہ کے دربار میں

عشق کا پر تو ہے تیرے پیکرِ انوار میں
حسن کی رعنایاں مخفی تیرے دیدار میں

نہ گیا وہ آگرہ کے چھوڑ کر دیوار و در
ہو گیا دیوانہ جو بھی ہادوی بازار میں

رقص کرتا ہوں تیری چوکھٹ پہ آکر وجد میں
لوٹتا ہوں کیف میں بھی محفلِ دلدار میں

ذکر سے تیرے رہوں سرشار دنیا میں سدا
برکتیں ہوتی رہیں نازل دلِ بیمار میں

ہجر کا مارا ہوا مدت سے اک ہارا ہوا
دیکھ ماہی آگیا ہے ماہی کے دربار میں

اے امیرِ ذوق و مستی اے شہنشاہِ سرور
اک نظر محبوب کی جانب ذرا ہو پیار میں

❄

کیوں نہ ہووے مان ودھ ابوالعلا سرکار تے
ہے بھروسہ یار دا، اس یار دے اس یار تے

لوک جھلے جان کے ہسدے نے میرے حال تے
پھل جیویں ہسدے بلبل دے کاروبار تے

میں فقیراں دا پجاری کیوں ہاں ملاں کی دساں
کی کراں کجھ وس نئیں چلدا مرا اس پیار تے

میں نظامی قادری چشتی امیری ہاں ملنگ
میں انہاں چوہناں دا بردا مردا اناں چار تے

میں شکوری پی کے سونہہ رب دی بھرے دربار وچ
نچ دا ہاں رج کے پر نچ دا گر تار تے

جا نئیں سکدے کدے اوہ ہور دی درگاہ تے
آ گرے جو آگرے دے شاہ دے دربار تے

ہو گئی مقبول اوہ محبوب تیری منقبت
داد پے دیندے نے سائیں ودھ ودھ اشعار تے

❄

مجھے جس کی تمنا تھی وہی آخر ہوا دل میں
تمہاری یاد سے پیدا ہوئی آخر جلا دل میں

وہ جس کو ڈھونڈتے ہیں لوگ مسجد اور مندر میں
بفیضِ ہادوی آقا مجھے وہ مل گیا دل میں

بڑے داتاؤں کے در پر ہے دیکھا رنگ محفل کا
تیرے در پہ مگر پایا کہیں اس سے سوا دل میں

سخاوت کیا ہی عالی ہے مثالی ہے نرالی ہے
وہ جب دینے پہ آئے ہیں دیا ہے بے بہا دل میں

تمہیں محبوب ہادی کا ہی اپنے ورد کرنا ہے
یہی تو اسمِ اعظم ہے کیا کر برملا دل میں

مجھے تو ہاتھ نہ آیا بڑی مانگی دعا دل میں
تمہاری یاد سے پیدا ہوئی آخر جلا دل میں

یہ میرے لب پہ مسکانیں یہ میری آنکھ نورانی
تمہارا ہی تبسم ہے تمہاری ہی ضیاء دل میں

پلٹ دیتی ہیں یہ نقشہ تیری نظریں جدھر اٹھیں
تیرے کچھ دیکھنے کی ہے نرالی سی ادا دل میں

نہ بھولے سے کبھی مجھ کو خدا کی یاد آئی تھی
تمہاری یاد سے آتی ہے اب یادِ خدا دل میں

میرے ہادی کے جلووں سے جو دل معمور ہو جائے
نظر آئے اسے مخفی مقامِ ماوراء دل میں

میرے ہادی کا میخانہ مئے عرفاں کا خمخانہ
لٹا دو اذنِ ساقی ہے کمی کیا ہے بھلا دل میں

مجھے راہِ محبت میں نہیں کچھ خوف منزل کا
بگاڑے اس کا رہزن کیا ہو جس کا رہنما دل میں

مجھے دیوانہ کہتے ہو کہ میں مکائے جاتا ہوں
تمہیں معلوم ہو جائے اگر ہو مہ لقا دل میں

تھا بندہ خاک کا پتلا نکما اور ناکارہ
یہ تیرا فیضِ صحبت ہے جو ہے بوئے وفا دل میں

تصور شیخ کا کامل اسے محبوب کہتے ہیں
کہ جب تو دیکھنا چاہے ذرا گردن جھکا دل میں

تجھے محبوب اس مردار دنیا سے ہے کیا لینا
تو اپنے چاند ماہی کی الگ دنیا بسا دل میں

❄

متاعِ دل کے نذرانے درِ ہادی علی شاہ پر
کریں گے پیش دیوانے درِ ہادی علی شاہ پر

قطار اندر قطار آئے ہیں دیکھو جھولتے گاتے
ہیں مستانے ہی مستانے درِ ہادی علی شاہ پر

وہ آئے سوزِ دل لے کر شمع الفت کے شیدائی
ہوئے قربان پروانے درِ ہادی علی شاہ پر

جنہیں کوئی ٹھکانہ راس نہ آیا زمانے میں!
چلے آئے وہ فرزانے درِ ہادی علی شاہ پر

شرابِ عشق کے رسیا بصد عجز و ادب پہنچے
لئے ہاتھوں میں پیمانے درِ ہادی علی شاہ پر

مجھے محبوب اس در پر رسائی کا تفاخر ہے
محبت کے ہیں کاشانے درِ ہادی علی شاہ پر

❋

مشکلوں میں جب پکارا تم سہارے بن گئے
ڈوبنے والوں نے دیکھا تم کنارے بن گئے

جب کبھی ویرانیوں سے ہو گیا تیرا گذر!
اک اشارے میں نظارے ہی نظارے بن گئے

ہر طرف بڑھنے لگا ہے آپ کا دستِ عطا
غیر بھی کہنے لگے ہیں وہ ہمارے بن گئے

جس کسی پر پڑ گئی تیری نگاہِ پارسا
وہ زمانے بھر میں واللہ ماہ پارے بن گئے

خادموں کو تو نے شانِ کجکلاہی کی عطا
جن کو تو نے چن لیا ہے وہ دلارے بن گئے

مصرع یہ محبوب سے محبوب تر کس نے دیا
"تو نے جن ذروں کو دیکھا وہ ستارے بن گئے"

❄

کچھ امتیاز ہی نہیں۔ اس بارگاہ میں
"اپنے پرائے ایک ہیں ان کی نگاہ میں"

ہم کو کسی پناہ کی خواہش نہیں رہی
روزِ ازل سے آئے ہیں ان کی پناہ میں

گھر سے چلے ہی تھے کہ ذرا ان کو ڈھونڈ لیں
میرے نصیب مل ہی گئے میری راہ میں

لاکھوں ملنگ ہوں گے درِ یار پر مگر
مجھ سا ملنگ ہو گا نہ کوئی سپاہ میں

محبوب پر ہے ان کا کرم ان کا فیض ہے
میں چھپ گیا ہوں آپ ہی ان کی نگاہ میں

❄

نہ ہوتا سوزِ عشق و غم تو پروانے کہاں جاتے
مئے عرفاں کے متوالے یہ مستانے کہاں جاتے

فریبِ عشق ہی تو ہے خدا بھی جانتا ہے یہ
وگرنہ خود خدا بھی ان کو بلوانے کہاں جاتے

بفیضِ عشق گر خلوت کدے آباد نہ ہوتے
خدا جانے یہ ویرانوں میں ویرانے کہاں جاتے

نہ ہوتا عشق کا چکر نہ ہوتا سوز کا عالم
تو پھر ربِ علیٰ دنیا میں پہچانے کہاں جاتے

بڑا اچھا ہوا پردے میں ساری بات طے پائی
زمانے بھر کو ورنہ ہم یہ سمجھانے کہاں جاتے

تمہارا در میسر گر نہ ہوتا ہم فقیروں کو
تو پھر ہم یہ دلِ غمگین بہلانے کہاں جاتے

زمانے بھر کے لوگوں سے علی الاعلان پوچھا ہے
شکوری در نہ ملتا تو یہ دیوانے کہاں جاتے

خدا محبوب گر ملتا فقط مسجد یا مندر میں
تو پھر اچھے بھلے یہ لوگ میخانے کہاں جاتے

❄

سو جاں سے فدا ہادی پہ ہر آن ہے دنیا
"اس شاہِ تصوف کی مدح خوان ہے دنیا"

یہ علمِ شریعت یہ طریقت یہ تصوف
اک گہرے معارف کی بڑی کان ہے دنیا

ہم ایسے فقیروں کی یہ توقیر کہاں تھی
یہ ان کا تصرف ہے، مہربان ہے دنیا

جو رنگِ تصوف میں شکوری کے رنگا ہو
اس مردِ قلندر کی بھی ذیشان ہے دنیا

محبوب فقط تم ہی نہیں تابعِ مرشد
اس شاہ کی سب تابعِ فرمان ہے دنیا

محبوب تو دل والوں کو یہ بات سنا دے
مرشد سے عقیدت ہی تو ایمان ہے دنیا

محبوب درِ ہادی پہ سر اپنا جھکا دے
یہ چند آخری گھڑیوں کی ہی، مہمان ہے دنیا

❋

درِ ہادی نوں چھڈ دیواں، گوارا ہو نہیں سکدا
"بناں ہادی علی شاہ دے، گذارا ہو نہیں سکدا

جہنوں ہادی علی شاہ نے نظر وچ لے لیا ہووے
قسم رب دی کدی وی اوہ آوارا ہو نہیں سکدا

ایہہ وجد و کیف تے مستی دا جہیڑا ویکھیا نقشہ
بناں ہادی دی محفل دے نظارہ ہو نئیں سکدا

جیہڑا ہادی دے سنگ لگے پیا چونا ہی رنگ لگے
کدی اس دے ملنگاں نوں او خارہ ہو نہیں سکدا

گنہ گاراں نوں سینے نال لا کے رنگ دیندے نے
ایہو جہئے سوہنے ہادی دا وسارا ہو نئیں سکدا

جیہڑا ہادی نوں چھڈ جاوے اوہ پھر منتاں پیا پاوے
بناں در اوہدے کوئی ہور چارا ہو نئیں سکدا

ولی ہادی علی شاہ دا بدل آخر تکن مشکل
کدی محبوب جگ دے وچ دوبارا ہو نئیں سکدا

❋

"عاصیوں کے ہیں نگہباں حضرتِ ابوالعلا"
کس قدر ہیں یہ مہربان حضرتِ ابوالعلا

دامن ابوالعلا میں آ کے یوں دیکھا کئے
فضل کے ہیں آسماں ہاں حضرتِ ابوالعلا

وہ بسانِ رنگ و بو ہر گل میں آتے ہیں نظر
ہو گئے ظاہر تھے پنہاں حضرتِ ابوالعلا

ان کے مصحف کو جو دیکھا تو یہی آیا نظر
ہیں قریبِ حلقۂ جاں حضرتِ ابوالعلا

روزِ محشر کو بھی ہوں گے بالیقیں یہ دیکھنا
غمگسارِ ما غریباں حضرتِ ابوالعلا

اہلِ محفل کو سنا دو مژدہ اے محبوب یہ
بن گئے ہیں میرے ارماں حضرتِ ابوالعلا

دونوں عالم اس پہ نازاں حضرتِ ابوالعلا
ہو گیا جو تجھ پہ قرباں حضرتِ ابوالعلا

وہ کبھی دنیا میں ذلت سے ہوا نہ ہمکنار
یاد رکھا جس نے فرماں حضرتِ ابوالعلا

تیرے در کو چھوڑ کر اب میں نہ جاؤں گا کہیں
ہو چکے ہیں تجھ سے پیماں حضرتِ ابوالعلا

اب کہاں وابستگی تیرے سوا اس دیر میں
آپ ہیں بس جانِ جاناں حضرتِ ابوالعلا

❋

مل گیا در جس نوں وی ابوالعلا سرکار دا
جھیڑا وی بے گھر سی وسدا ہو گیا گھر بار دا

ایہہ مرے ابوالعلا دا خاصہ ہے ہر عام تے
کناں کوئی بدکار ہووے اوہ نہیں دھتکار دا

رحمتاں دی ہر گھڑی بارش ہے ایتھے ایس لئی
رات دن اس دی ثنا وچ گیت ہے ملہار دا

اس دی نظراں وچ نہ چھپیا ہور کوئی اج تکن
جس نے وی کیتا نظارہ اس سخی سردار دا

جھیڑے چھڈ محبوب سارے مختصر ایہہ آکھ جا
میں ہاں خادم اوسدا تے اوسدے دربار دا

❄

ملا خدا بخدا آستانِ ہادی پر
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر"

دلِ حزیں میں تمنا ہے کانپور جاؤں
خدایا جلد ملا آستانِ ہادی پر

وہ اہلِ دل ہی نہیں جو بگولا کی مانند
گذر چلا نہ رکا آستانِ ہادی پر

یہ شمعِ نورِ ہدایت یہ دیکھو پروانے
ہوئے ہیں سب ہی فدا آستانِ ہادی پر

میں بے نیاز ہوا دو جہاں کی گردش سے
مجھے وہ جام ملا آستانِ ہادی پر

میں دیر و کعبہ سے مایوس لوٹ آیا
ملا تو مجھ کو پیا آستانِ ہادی پر

مکاشفہ میں کئی بار میں نے دیکھا ہے
خدا کا جلوہ ہوا آستانِ ہادی پر

کسی بھی سمت نہ اٹھی نگاہ اس کی کبھی
جو ایک بار گیا آستانِ ہادی پر

تمہارے دل کی تڑپ کو وہ خود سمجھتے ہیں
نہ کوئی بات چھپا آستانِ ہادی پر

خلوص دل سے جو آئے مرادِ دل پائے
یہ میں نے مژدہ سنا آستانِ ہادی پر

❄

خدائی دا پروار ہادی دے در تے
"برسدے نے انوار ہادی دے در تے"

میں پی کے محبت پیالہ نشے وچ
ہویا مست میخوار ہادی دے در تے

ایہہ حوراں بہشتاں دی نئیں لوڑ مینوں
میں ایتھے ہاں سرشار ہادی دے در تے

کراں جان صدقے میں دل تیتھوں واراں
میں دنیا دیواں وار ہادی دے در تے

ہے جنت دے باغاں نوں وی مات کردا
میں ڈٹھا جو گلزار ہادی دے در تے

فرشتے وی عرشاں توں ویکھن نوں آئے
"برسدے نے انوار ہادی دے در تے"

محبت دی مستی دے وچ مست ہو کے
میں لکھ چھڈے اشعار ہادی دے در تے

ملے اونہوں محبوب رب کولوں سب کجھ
جو ہووے طلبگار ہادی دے در تے

❄

میرے ہادی کے جلووں سے زمانے میں سحر ہو گی
زمیں سے آسماں تک ساری دنیا کو خبر ہو گی

بشر تو ہیں بشر جن و ملک بھی سر جھکائیں گے
مرے آقائے کل کی جب بھی سجدہ میں نظر ہو گی

شبِ معراج کی عظمت نے بتلایا زمانے کو
زمیں کے رہنے والوں کی رسائی عرش پر ہو گی

کچھ ایسا وقت آئے گا، کچھ ایسا ہی سماں ہو گا
مرے ہادی علی شاہ کے تبسم سے سحر ہو گی

امیرِ وقت تیرے خلقِ احسن کا ہوں گرویدہ
کرم کی کر نظر مجھ پر نظر ہی چارہ گر ہو گی

ملنگوں نے زمانے بھر کی چھانی خاک اور جانا
سوا ہادی تیرے در کے نہیں اپنی گذر ہو گی

ہم اہلِ دل تھے آ پہنچے درِ محبوب پر ورنہ
ہمیں معلوم تھا یہ زندگی کیسے بسر ہو گی

محمد اقبال امیروی

سنو تو غیب سے واللہ یہی پیغام ملتے ہیں
درِ ہادی علی شاہ پر شکوری جام ملتے ہیں

تصور عرش کا جب بھی کیا میں نے یہی دیکھا
جو میرے دل میں رہتے ہیں وہی گھنشام ملتے ہیں

ہے کھولا عام ہادی نے مئے عرفاں کا میخانہ
چلے آؤ طہوری جام سب کو عام ملتے ہیں

سدیدی اور ماہی پر بڑا لطف و کرم دیکھا
مگر محبوب تجھ کو خاص ہی انعام ملتے ہیں

تیری دیوانگی محبوب اک دن رنگ لائے گی
زمانے والوں سے گرچہ بڑے الزام ملتے ہیں

❄

محمد حسن، محمد اقبال

جگ کولوں شان اچا آگرے دے پیر دا
پل وچ پلٹ دیندا پاسہ تقدیر دا

حال بھلا تیرے باہجوں کس نوں سناواں میں
تیرے باہجھ سنے کون حال دل گیر دا

در تیرا چھڈ کے تے کھدے ول جاواں میں
ہور کھیڑا آسرا اے میرے جئے حقیر دا

میرے جیے نکمیاں دا توں ایں لجپال ایں
بیڑا کریں پار ایس پر تقصیر دا

آگرے دے پیا دیاں دھماں پیاں جگ وچ
سانوں وی سہارا ملے ایسے سوہنے پیر دا

گندیاں تے مندیاں دی تیرے ہتھ لاج اے
بھر دیویں کاسہ اج منگتے فقیر دا

میریاں مراداں والی جھولی یار بھر دے
واسطہ میں دیواں تینوں کانپوری پیر دا

دکھ سکھ حسن اقبال دا توں جان داؔ
بدل دے جہان ساڈا صدقہ جہانگیر دا

❋

محمد سبطین شاہجہانی جعفری رحمانی

یہ دنیا دیکھ لے گی چار سو جب روشنی ہو گی
"مرے ہادی کے جلووں سے زمانے میں سحر ہو گی

تم آنا شب کی پچھلی ساعتوں میں دل کے گوشہ میں
میں خود تو باخبر ہوں گا یہ دنیا بے خبر ہو گی

اُنھیں کب اعتبار آئے گا اظہارِ عقیدت میں
ہماری بات ان کے سامنے کب معتبر ہو گی

نہ اہلِ درد ہو گا اور نہ درماں کی کوئی صورت
ہمارے دردِ الفت کی انھیں جس دم خبر ہو گی

میں مجبورِ فغاں ہوں ضبطِ سوزِ آتشِ غم سے
مری جانب نظر کب پیار کی اے چارہ گر ہو گی

مفصل اس قدر ہوں گے یقیناً عشق کے قصے
یہ روداد غم الفت جہاں تک مختصر ہو گی

تمہارے فیض کا صدقہ میں کیوں محتاج ٹھروں گا
زمانے کے سلاطیں پر مری کیوں کر نظر ہو گی

سیہ کاری بدل جائے گی انوار و تقدس میں
گنہ گاروں پہ اے سبطین جب ان کی نظر ہو گی

❄

[redacted]

کلام - [redacted] حضرت محمد عالم امیری صاحب

(۱)

دو عالم کی مرے آقا جو ہے روح رواں تم ہو
"نشانِ راہِ منزل تم ہو میرِ کارواں تم ہو"

جس کے دم قدم سے ہیں بہاریں دونوں عالم میں
ہر اک جلوے میں دیکھا تو عیاں تم ہو نہاں تم ہو

تمہاری شان آقا رحمت اللعالمیں ٹھہری
انیسِ بیکساں تم ہو شفیع مجرماں تم ہو

تمہی دارین میں لولاک کے مسند نشین ٹھہرے
باذن اللہ آقا والئی ہر دو جہاں تم ہو

وہاں عقل و خرد کے پر بھی جل کر خاک ہوتے ہیں
جہاں جلوہ فگن مسند نشینِ لامکاں تم ہو

یہاں نظرِ کرم کا منتظر عالم بھی بیٹھا ہے
کرو ذرّہ نوازی فیض کے بحرِ رواں تم ہو

② ظلِ سبحانی امام الاولیا کی شان ہے
روح پرور اس شہہ ذیشان کا عرفان ہے

بلوالعلا کا دل ہے تاج الاولیا کی جان ہے
اے شہہ ہادی تمہاری کیا نرالی شان ہے

درد عشقِ مصطفےٰ جس کیلئے راحت نہ ہو
زندگی اس کیلئے بے کیف و بے سامان ہے

تیرے ہی ہونے سے ہیں قلب و نظر کی رونقیں
تو نہ ہو اس میں تو یہ اک خانۂ ویران ہے

ہو گیا غلبہ تمہارے عشق کا جس قلب پر
وہ سراپا نور بلکہ نور کی بھی جان ہے

کٹ گئے دل انگلیوں کی طرح جب چمکا وہ نور
حُسنِ ہادی بھی مثالِ یوسف کنعان ہے

تھام لو دامن امام الاولیا کا دوستو
یہ وہ دامن ہے کہ جس میں گوہرِ عرفان ہے

ہاں یہی تاریخِ جشنِ قربت رحمان ہے
واہ کیا چھبیسویں ماہِ رجب کی شان ہے

دل میں آ بیٹھو تو ہو جائے گی تکمیلِ حیات
زندگی عالم کی ورنہ موت کا سامان ہے

❄

(3)

محمد عالم امیروی

کریمی تے تیری ہی آقا نظر اے
جے عملاں نوں ویکھیں تے نمبر صفر اے

عجب تیرے مستاں دی حالت میں ڈٹھی
نہ دل دا پتہ نہ جگر دی خبر اے

ہوئے جسم اوہ دل جگر کولوں خالی
پئی ساقی جنہاں تے تیری نظر اے

نہ ہویں جے توں تیرا غم کول ہوندا
ایہہ تیری نظر دے سحر دا اثر اے

ہے دھوکھا ایہہ واعظ دی لمی کہانی
ہے جنت جیندا ناں تیرا ہی تے در اے

اوہناندے مقدر تے ویکھو جنہاں تے
ہے سایہ فگن فضلِ خیرالابشر اے

کرم فرما ہویوں توں ہر اک دے وہڑے
کدوں تیک پھیرا تیرا ایس گھر اے
اے عالم توں کہہ باجھ عاشق دے در دے
نہ لبھدا کتوں وی ادب دا گھر اے
❋

(4)

زینتِ قربِ الٰہی ہے مکاں ابوالعلا
نازشِ خلدِ بریں ہے آستاں ابوالعلا

ہو گئے عارف جو بیٹھے صحبتِ سرکار میں
آئینہ دارِ ولائت رازداں ابوالعلا

رشک کرتے ہیں فرشتے ان کی شانِ عشق پر
نورِ قلبِ عاشقاں ہے حسنِ شاں ابوالعلا

یہ نہیں مشکل نہ ہو حاصل سکونِ آرزو
ہاں اگر کر دے مسیحائی زباں ابوالعلا

غرقِ حسرت ہیں فرشتے آسماں در آسماں
دیکھ کر روئے زمیں پر آن باں ابوالعلا

شاہِ ہادی شاہِ منعم شہ امیر و شہ شکور
چوں برآمد نگینہٗ ہا زکاں ابوالعلا

اک نہ اک دن ہو گی عالم ان کی چشمِ دلنواز
تم بھی ہو آخر یکے از خادماں ابوالعلا

❄

٥

سربلندی مل گئی اس کو ہر اک دربار میں
جو ہوا مقبول میرے یار کی سرکار میں

دور ہو جامِ نظر کا کون پھر تشنہ رہے
وجد کیفیت سرور و شوق ہے دربار میں

رقص اور سورج کا کنبہ! پا گیا اسرار میں
یہ بھی تو شامل ہیں تیری مستی کے دربار میں

کجکلاہی پادشاہی اس پہ قرباں ہو گئی
آگرا جو آگرے کے شاہ کے دربار میں

جنت و حور و قصور اس کو نہ بھائیں واعظا
پھنس گیا جو بوالعلا کے گیسوئے خمدار میں

ہے نظر کا کیا کرشمہ اے سدیدی کیا کہوں
جان پڑ جاتی ہے عالم بندہ بے کار میں
❋

(6)

آسمانِ شوق کے سب ماہ پارے بن گئے
تو نے جن ذروں کو دیکھا وہ ستارے بن گئے

جب نگاہوں میں کمالِ شوق پیدا ہو گیا
تھے نظر میں جتنے پردے وہ نظارے بن گئے

تم سے نسبت جب نہ تھی تو اجنبی تھے سب یہاں
تم ہمارے کیا ہوئے کہ سب ہمارے بن گئے

تشنگانِ شوق کو جب تیرا میخانہ ملا
خود بخود طوفان الفت کے کنارے بن گئے

تیز طوفانوں سے ٹکرانا کوئی مشکل نہیں
زینتِ دل تیری نظروں کے اشارے بن گئے

کس کا فیضانِ نظر عالم ہے تیرے شعر میں
لفظ موتی ہو گئے اور حرف تارے بن گئے

❄

⑦

مجھ کو ملے گا کیا بھلا جنت کی راہ میں
فردوس کا مزہ ہے تری جلوہ گاہ میں

یوں بے نیازِ گردشِ لیل و نہار ہوں
عرفانِ دو جہاں ہے تری اک نگاہ میں

کیا کیا مہک اٹھا ہے عقیدت کا گلستاں
کیا کیا مزے ملے ہیں تیری اتباہ میں

دیکھا ہے عکسِ خطۂ مہتاب کا جمال
میں نے دیارِ یار کی ہر ایک راہ میں

مجھ کو نجات کربِ زمانہ سے مل گئی
میں آ گیا ہوں تیرے کرم کی پناہ میں

پھولوں پہ التفات ہے خاروں کے ساتھ ساتھ
"اپنے پرائے ایک ہیں ان کی نگاہ میں"

جس در پہ کجکلاہوں کی عظمت نثار ہے
عالم میں آ گیا ہوں اسی بارگاہ میں

❋

(8)

فسوں زاہد کے دیں کا آزمایا ہے بہت لیکن
تمہاری یاد سے پیدا ہوئی آخر جلا دل میں

پرستش بڑھ گئی ان کی متاعِ دین و دنیا سے
کہ پاتا ہوں میں ذوق و شوق کا گلشن کھلا دل میں

الٰہی درد ان کا رکھ یونہی دل میں مرے قائم
سدا دیکھا کروں بیٹھا ہوا ماہِ لقا دل میں

اسی کے تذکرے میں بیت جائے زندگی اپنی
اسی کی یاد کو رکھوں ہمیشہ میں چھپا دل میں

منور اور معطر ہے فضا اس دل کی اے عالم
کہ آ بیٹھا ہے جس دن سے وہ رشکِ مہر و مہ دل میں

❋

⑨

شب غم میں ترے عارض کے جلوؤں سے اجالا ہے
تصور میں تیری صورت کے جلوے عام ملتے ہیں

کبھی تو زہد و تقویٰ سے نکل کر دیکھ اے واعظ
درِ عشق و محبت پر دُرِ اکرام ملتے ہیں

جنوں کی عظمتوں نے جن کی پستی کو نوازا ہے
تماشا ہے وہ شہرِ عقل میں بدنام ملتے ہیں

مقدر ہے اسی کا مستی و کیفیت و عرفاں
درِ ہادی سے جس کو ساغر و انعام ملتے ہیں

مئے وحدت کے چشمے موجزن ہیں جس طرف دیکھو
"درِ ہادی علی شاہ پر شکوری جام ملتے ہیں

عقیدت ہو تو پردے خود بخود جلوؤں میں ڈھلتے ہیں
دلِ صادق کو خارِ راہ بھی گلفام ملتے ہیں

(۱۵)

ایہہ نقطہ کس طرح اوئندا اے رونا عشق احمد وچ
بناں ہادی دے در توں آشکارا ہو نئیں سکدا

پھسا لیندے نیں اس دنیا دے گھمن گھیر جد مینوں
تیری یادوں بناں کجھ وی سہارا ہو نہیں سکدا

تیری رحمت دا ملیا فیض وسیا درد سینے وچ
اجہیا جس دا کعبے وی نظارا ہو نہیں سکدا

جگہ اپنی بناؤ شاہِ والا دے قدم بیٹھاں
"بناں ہادی علی شاہ دے گذارا ہو نئیں سکدا"

کرم تیرا جدوں تک اوہدے شامل حال نہ ہووے
کے قابل وی اہ عالم وچارا ہو نئیں سکدا

(۱۱)

ظلمتوں میں نورِ خنداں حضرتِ ابوالعلا
پیکرِ انوارِ عرفاں حضرتِ ابوالعلا

یاد سے ہے ان کی روشن دل میں قندیلِ جمال
ہیں چراغاں ہی چراغاں حضرتِ ابوالعلا

مردِ میدانِ طریقت رحمتِ ربِ کریم
دل کے صحرا میں بہاراں حضرتِ ابوالعلا

مرشدِ راہِ طریقت پیرِ کامل ہیں وہی
"عاصیوں کے ہیں نگہباں حضرتِ ابوالعلا

کاملوں کے رہنما ہیں ناقصوں کے راہبر
عاصیوں کے دین وایماں حضرتِ ابوالعلا

اپنے ان بیکار بندوں کی خبر بھی لیجئے
اے جہاں کے شاہِ شاہاں حضرتِ ابوالعلا

عالمِ خستہ نہ گھبرا تجھ پہ بھی ہو گا کرم
ہیں سراپا نورِ یزداں حضرتِ ابوالعلا

❋

(12)

میرے ہادی نے علم لہرا دیا اسلام کا
ہو گیا حق آشنا جس سے جہاں اصنام کا

جب تصور میں نظر آتی ہے ساقی کی نظر
لطف آ جاتا ہے مجھ کو ایک گلگوں جام کا

زاہدو تم کو مبارک باغِ جنت کا خیال
مل گیا ہے در مجھے دنیا میں فیضِ عام کا

پُر خطر ہیں راستے منزل بہت دشوار ہے
میرے خواجہ پھیر دے رخ گردشِ ایام کا

میری بادہ نوشیوں پر طنز واعظ ہے عبث
میں ازل سے رند ہوں میخانۂ اسلام کا

تیری صورت تیرے جلوے تیرے قدموں کے طفیل
ضوفشاں ہے صبح جو تو رنگ انوکھا شام کا

جب رسالت نے لگائی ضرب لا الہ کی
پارہ پارہ ہو گیا ہے بت کدہ اوہام کا

جس نے دنیا کے اندھیروں کو ضیائیں بخش دیں
ضو فگن مہتاب ہے وہ عالمِ اسلام کا

❋

(13)

دونوں عالم اس پہ نازاں حضرتِ ابوالعلا
ہو گیا جو تجھ پہ قرباں، حضرتِ ابوالعلا

وہ کبھی دنیا میں ذلت سے ہوا نہ ہمکنار
یاد رکھا جس نے فرماں حضرتِ ابوالعلا

تیرے در کو چھوڑ کر اب میں نہ جاؤں گا کہیں
ہو چکے ہیں تجھ سے پیماں حضرتِ ابوالعلا

اب کہاں وابستگی تیرے سوا اس دیر میں
آپ ہیں بس جانِ جاناں حضرتِ ابوالعلا

میرے ہادی ناز ہے مجھ کو غلامی پر تیری
میرے آقا میرے سلطاں حضرتِ ابوالعلا

❄

(۱۶)

رواں ہے جوئے عطا آستانِ ہادی پر
ہے عام جودوسخا آستانِ ہادی پر

عیاں ہے شانِ خدا آستانِ ہادی پر
ہے نور بار فضا آستانِ ہادی پر

زہے نصیب کے بادہ کشوں کی بن آئی
کہ میکدہ ہے کھلا آستانِ ہادی پر

عجب ہیں بزم میں رنگینیاں خدا شاہد
جمع ہیں اہلِ صفا آستانِ ہادی پر

الٰہی تیرے کرم سے سرِ نیاز میرا
رہے ہمیشہ جھکا آستانِ ہادی پر

مرا سلامِ محبت بھی کاش لے جائے
جو جائے بادِ صبا آستانِ ہادی پر

کوئی وجود نہیں باوجود ہے تو ہی
ملا یہ نکتۂ لا آستانِ ہادی پر

وہ سرفراز ہوا سجدۂ عقیدت سے
خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر

نہ خلد پر نہ چمن پر نہ قصرِ شاہاں پر
نظر ہوئی ہے فدا آستانِ ہادی پر

مرا نصیب بہت خوش نصیب ٹھہرے گا
مجھے جو آئی قضا آستانِ ہادی پر

یہی ہماری دعا ہے خدا سے اے عالم
رہیں مقیم سدا آستانِ ہادی پر

❄

(۱۵)

طریقت حقیقت اتے معرفت دے
برسدے نے انوار ہادی دے در تے

ہے نیکاں نوں ناز اپنیاں نیکیاں تے
تے آئے گنہ گار ہادی دے در تے

نہ گھبراؤ مستو جے کدھروں نہیں لبھی
نہیں ہندا انکار ہادی دے در تے

تیری کالی کملی بکل دا ہے صدقہ
رہے کھڑیا گلزار ہادی دے در تے

ہاں جنت تے دوزخ نوں بھل جائے زاہد
جے آ جاوے اک وار ہادی دے در تے

نکل باہر پردے چوں لیلیٰ ہے بیٹھی
کرو رج کے دیدار ہادی دے در تے

رہے کون پچھے جے عالم جیہے وی
نوازے گئے یار ہادی دے در تے

(16)

مری خطائیں کہ جن کا نہیں ہے کوئی شمار
تری عطائیں کہ جن کا حساب ہو نہ سکا

مرے گناہ کہ جن کی نہ مل سکے گی مثال
ترا کرم وہ کہ جس کا جواب ہو نہ سکا

ہے التجا کہ مجھے بھی ملے ذرا حصہ
اگرچہ ایک بھی کارِ ثواب ہو نہ سکا

مرے گناہوں پہ ہرگز نہ جایئے ہادی
کہ مجھ سے اور کچھ عزت مآب ہو نہ سکا

کرو گدائی امیری و ہادوی در کی
یہاں سے ہٹ کے کوئی کامیاب ہو نہ سکا

مرے امیر غریبوں پہ کچھ کرم کرنا
کہ ان کے جرم و خطا کا حساب ہو نہ سکا

ترے ہی فیض کا امیدوار ہے عالم
یہ پارسا کبھی خانہ خراب ہو نہ سکا

(17)

عالم عرفان کے گلزار ہیں ہادی علی
میرے تیرے سب کے ہی دلدار ہیں ہادی علی

کیوں کروں دستِ طلب اوروں کے آگے میں دراز
جب کہ سرکاروں کی بھی سرکار ہیں ہادی علی

فیض کا ان کے رواں دریا ہے شرق و غرب میں
اولیاء کے تاج کے دلدار ہیں ہادی علی

لوگ نازاں نیکیوں پر اور مجھے کافی ہیں وہ
میں غلام ان کا مری سرکار ہیں ہادی علی

رحمت للعالمیں کی رحمتیں ہوں بے شمار
جو بھی کہہ دے گا مرے سردار ہیں ہادی علی

حشر کی محفل میں عالم کی زباں پر ہو یہی
دین و دنیا میں مرے سردار ہیں ہادی علی

❋

محمد فیروز عاصی

گداؤں کی صدا جب دل نشین و با اثر ہو گی
جہاں میں عظمتِ آدم زیاں سے بے خبر ہو گی

بہارِ گلشنِ صدق و صفا پر رنگ آئے گا
ہوائے نکہتِ فردوس کی یہ رہگذر ہو گی

عقیدت کیش بندوں کے زمانے کیوں نہ بدلیں گے
نگاہِ قادر مطلق بھی جب ہر دم ادھر ہو گی

نگاہِ ہادیٔ اولیٰ تحفظ کے لئے ہمدم!
عقیدت رکھنے والوں کے ہمیشہ قلب پر ہو گی

جبینِ سجدۂ عصیاں کو بس اک ناز ہے اتنا
درِ ہادی پہ باقی زندگی میری بسر ہو گی

زمانے بھر میں تیرے فقر کی شمعیں فروزاں ہیں
نہ جانے میری دنیا کب عطا سے بہرہ ور ہو گی

یہ میرا بخت ہے کہ تیرے دیوانوں میں ہوں میں بھی
یہی راحت زراہ زندگی بس ہم سفر ہو گی!

غیر شاہی چھوڑ کر خادم تمہارے بن گئے
تیرے ارشادات جب بھی جاں سے پیارے بن گئے

زندگی کو بندگی پر ناز ہے کہ تم یہاں
بندگی کی ناتوانی کے سہارے بن گئے

عالم لاتقنطو کے واسطے اے دل نشیں
باعثِ تسکین اب تیرے اشارے بن گئے

راحت دل تیرے سنگِ در میں آقا ہے نہاں
اب نہیں خوفِ زیاں جب تم ہمارے بن گئے

میری دنیائے عقیدت میں تیری شاہی رہے
مجھ سے ویرانے میرے رنگیں نظارے بن گئے

خاک کے تودوں کو تو نے کر دیا ہے آفتاب
"تو نے جن ذروں کو دیکھا وہ ستارے بن گئے

دامنِ عاصی کو ہے مطلوب الطاف و کرم
اک نظر ایسی کہ یہ طوفاں کنارے بن گئے

نظریں بچھائے بیٹھے ہیں ہادی کی راہ میں
اب اور چاشنی ہے عقیدت کی آہ میں

مشرک بناؤ شوق سے اے دل جلو مجھے
کھو لینے دو حیات مجھے اس گناہ میں

ہر ایک دل کو جس کے سہارے پہ ناز ہے
میں بھی بسا ہوا ہوں اسی کی نگاہ میں

کیوں مٹ نہ جائیں آج امیدوں کے وسوسے
اپنا شمار ہوتا ہے ان کی سپاہ میں

مسحور ہو کے بڑھتا رہا شوق اس طرح
جیسے سکوں مکین ہے ہادی کی چاہ میں

مر کر بھی ان کی یاد کا دامن نہ چھوٹنا
کچھ فرق آ نہ جائے "عقیدت" نباہ میں

یہ سانس جن کا اذن لئے بن نہ چل سکے
"اپنے پرائے ایک ہیں ان کی نگاہ میں"

مجھ کو درِ امیر پر جھکنے دے ہمسفیر
کچھ بھی نہیں ملا جو مجھے ذوقِ جاہ میں

عاصی نصیب آ کے اشارہ ہیں کر گئے
عقبیٰ کی راحتیں ہیں نہاں لا الہ میں

❄

جہاں حدِ نظر تک کیف اور آرام ملتے ہیں
وہیں تو گوہرِ نایاب بھی بے دام ملتے ہیں

غموں سے اہلِ مستی کو سکوں ملتا ہے دل والو
نجاتِ ساعتِ محشر کے جب پیغام ملتے ہیں

مکینِ قصرِ رحمت کی نظر ہوتی ہے مستوں پر
یہاں شفقت نصیبوں کو بڑے انعام ملتے ہیں

نگاہِ ہادیٔ برحق ملی ہوتی ہے یزداں سے
وہاں ارشاد ہوتا ہے یہاں احکام ملتے ہیں

جہانِ نور میں جب نور کی برسات ہوتی ہے
خدائی رازِ سربستہ کے جلوے عام ملتے ہیں

طریقت میں حقیقت کے نظارے کیف دیتے ہیں
خدا شاہد خدائی قرب کے الہام ملتے ہیں

حصولِ کیفِ یزدانی کی خاطر چل وہاں عاصی
درِ ہادی علی شاہ پر شکوری جام ملتے ہیں

❄

وہ جس کی کرامات پہ حیران ہے دنیا
اک میں ہی نہیں اس کی ثنا خوان ہے دنیا

اے کانپوری حسنِ عقیدت کے پجاری
فرقت میں یہاں اپنی پریشان ہے دنیا

میخانۂ ہادی میں عجب کیف ہے رندو
مے نوش کی واں صاحبِ ایمان ہے دنیا

میں ان کے سہارے پہ سدا ناز کروں گا
وہ جن کی شفاعت کی قدر دان ہے دنیا

اے قرب شکوری کی سکوں بار ہواؤ
آؤ کہ یہاں سوز میں غلطان ہے دنیا

مے نوشِ عقیدت کی فراست سے جو پوچھو
بس کیف علائی ہی سے ذیشان ہے دنیا

ہیں عرشِ معلّیٰ پہ بھی اذکار اسی کے
"اس شاہِ تصوف کی مدح خواں ہے دنیا"

اوصافِ گدائی کے اشارات ہیں عاصی
خوش بخت گداؤں کی گلستان ہے دنیا

*

جو اشک لے کے گیا آستانِ ہادی پر
عجیب کیف ملا آستانِ ہادی پر

در امیر سے راندہ گیا ہوں میں شاید
گئی نہ میری صدا آستانِ ہادی پر

زمانہ مجھ کو ستائے گیا مگر چپ ہوں
الہیٰ مجھ کو بٹھا آستانِ ہادی پر

میں دور رہ کے بھی قدموں کی خاک ہوں آقا
کبھی تو مجھ کو بلا آستان ہادی پر

عجیب عشق لٹا کر جہانِ دل خوش ہوں
رہا خیال مرا آستانِ ہادی پر

کسے خبر ہو مرے درد کے مٹانے کی
ملے گی مجھ کو شفا آستانِ ہادی پر

خبر تو لو کہ پریشاں ہے کائنات مری
کہو بھی جا کے صبا آستانِ ہادی پر

سیاہ بخت پریشاں ہوں دور ہوں مجھ سے
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر"

سگِ امیر پریشاں ہے آج اے عاصی
گئی ہے آہ و بکا آستانِ ہادی پر

❋

جھکے ہیں آج دیوانے درِ ہادی علی شاہ پر
ہیں کتنے مست مستانے درِ ہادی علی شاہ پر

فتور و شرک سے بالا عقیدت جن کا مسلک ہے
چلو دیکھو وہ پروانے درِ ہادی علی شاہ پر

جنہیں اجوار عصیاں نے ہراساں کر دیا ہمدم
وہ آ جائیں سکوں پانے درِ ہادی علی شاہ پر

جھکاتے ہیں جبینوں کو عقیدت سے جنوں والے
خرد سے ہو کے بیگانے درِ ہادی علی شاہ پر

سرور و کیف حق کے جام ملتے ہیں عقیدت کو
کھلے رہتے ہیں میخانے درِ ہادی علی شاہ پر

عجب پر کیف ہوتی ہے فضا اس آستانے کی
قریبِ حق ہیں مستانے درِ ہادی علی شاہ پر

کبھی یاں رند مستی میں اٹھا کر ہاتھ جب ناچے
ملائک آ گئے گانے درِ ہادی علی شاہ پر

جہاں والے جہانبانی سے اکتا کر جہاں والو
جھکے ہیں کیوں خدا جانے درِ ہادی علی شاہ پر

مجھے بھی ناز ہے اس آستاں کی پارسائی کا
جنوں لایا ہے بہلانے درِ ہادی علی شاہ پر

قریبِ رحمت حق ہے دیارِ پاک اے عاصی
کھلے ہیں راز انجانے درِ ہادی علی شاہ پر

❋

آیا ہوں تیرے در پر بن کر ترا فدائی
مرے ساتھ جھک رہا ہے مرا کاسہ گدائی

نا جانے کس جگہ ہوں کن منزلوں میں گم ہوں
مجھے راستہ دکھاؤ بھٹکا ہوا ہوں راہی

ماضی کی بھولی یادیں مجھے یاد آ رہی ہیں
نظروں میں پھر وہی ہے تصویرِ پارسائی

مستانہ ہو گیا ہوں ترا ذکر پاک سن کر
وہ کیف تو نے بخشا جامِ ابوالعلائی

عشقِ رسول بھر دے اس جانِ ناتواں میں
تو عطا کا بادشاہ ہے ذرا ہو کرم نگاہی

اب میرا سر ہے عاصی اور ہے درِ امیری
اب بات بن ہی جائے میں نے جبیں جھکائی

❄

وارثِ تقدیسِ عالم باصفا شاہِ شکور
رہبرِ کامل انوکھے راہنما شاہِ شکور

مشعلِ راہِ ہدایت سرور تاباں شہور
دل کشا مشکل کشا و ناخدا شاہِ شکور

عاشقِ ذکرِ خدا محبوبِ ربِ ذوالجلال
صاحبِ صدق و غنا جود و سخا شاہِ شکور

ذرے ذرے کی زباں پر آج تیرا نام ہے
آسمانِ صبر و تسلیم و رضا شاہِ شکور

کاروانِ زندگی کو پھر بھلا کیا خوف ہو
قافلہ سالار ہے جانِ علیؑ شاہِ شکور

اب جبینِ شوق کو جس آسماں پہ ناز ہے
ہے اسی در کی درخشندہ ضیاء شاہِ شکور

دل تمہاری یاد سے آباد بھی ہے شاد بھی
ہیں تصور میں ترے نغمہ سرا شاہِ شکور

تو نے جس راہِ ہدایت کو منور تھا کیا
ہم نے سمجھی ہے وہی راہِ ھدیٰ شاہِ شکور

کور دل والوں نے جب پوچھا سہارا کون ہے
کہہ اٹھی عاصی عقیدت برملا شاہِ شکور

❋

جہاں حد نظر تک کیف اور آرام ملتے ہیں
وہیں تو گوہرِ نایاب بھی بے دام ملتے ہیں

غموں سے اہلِ مستی کو سکوں ملتا ہے دل والو
نجاتِ ساعتِ محشر کے جب پیغام ملتے ہیں

مکینِ قصرِ رحمت کی نظر ہوتی ہے مستوں پر
یہاں شفقت نصیبوں کو بڑے انعام ملتے ہیں

نگاہِ ہادیٔ برحق ملی ہوتی ہے یزداں سے
وہاں ارشاد ہوتا ہے یہاں احکام ملتے ہیں

جہانِ نور میں جب نور کی برسات ہوتی ہے
خدائی رازِ سربستہ کے جلوے عام ملتے ہیں

طریقت میں حقیقت کے نظارے کیف دیتے ہیں
خدا شاہد خدائی قرب کے الہام ملتے ہیں

حضورِ کیفِ یزدانی کی خاطر چل وہاں عاصی
"درِ ہادی علی شاہ پر شکوری جام ملتے ہیں"

❋

بے سہاروں کے سہارے سیدی شاہِ شکور
دل مصیبت میں پکارے سیدی شاہِ شکور

مانگنے والے کھڑے ہیں سر جھکائے رات دن
تیرے در پر سب سہارے سیدی شاہِ شکور

میں گدائے بے نوا ہوں تیرے در پر آ گیا
دامنِ عصیاں پسارے سیدی شاہِ شکور

دلکشا و دل پذیر و قاسمِ رازِ خدا
ہوں مجھے دلکش اشارے سیدی شاہِ شکور

اے بہارِ گلشنِ فقر و غنا کے پاسباں
ہر جگہ گل ہیں تمہارے سیدی شاہِ شکور

کائناتِ صدق میں تیری عقیدت ہے امیں
آ گئے تیرے سہارے سیدی شاہِ شکور

چشمِ عاصی کیلئے ہیں سروری کے راز داں
تیری قربت کے نظارے سیدی شاہِ شکور

❊

کائناتِ فقر کا گلزار ہیں ہادی علی
رازِ حق کے محرمِ اسرار ہیں ہادی علی

دونوں عالم میں وہی ہے سربلند و ارجمند
جس کے دل میں ہمدم و ضوبار میں ہادی علی

کون نا امیدیوں میں بن کے آتا ہے امید
بے کسوں کے برملا غمخوار ہیں ہادی علی

زندگی ہر لمحہ سرگرداں ہے جس کے شوق میں
دین و دنیا میں مرے سردار ہیں ہادی علی

ان کے در کو چھوڑ کر ہم بے نوا جائیں کہاں
مخزنِ جود و سخا سرکار ہیں ہادی علی

کیسے ہو جائے گی مجروحِ خزاں اپنی بہار
گلشنِ ہستی پہ جب مختار ہے ہادی علی

گرمیٔ دوزخ سے میں ڈرتا ہوں لیکن ہمدمو
میں ہوں خوابیدہ تو وہ بیدار ہیں ہادی علی

موت آ جاتی ہے لیکن زندگی مٹتی نہیں
تاقیامت فقر کا سنگار ہیں ہادی علی

سجدۂ عاصی اگر ہے مدعائے زندگی
ہر گھڑی آئینۂ گفتار ہیں ہادی علی

❄

مختار عالم مختار

جہانِ رنگ و بو فانی، حیاتِ جاوداں تم ہو
بہارِ بے خزاں جو ہے وہ رنگِ گلستاں تم ہو

مجھے افلاس و غربت کا نہیں کچھ خوف اب اصلاً
نہ جس کا مہرباں کوئی ہو اس کے مہرباں تم ہو

عقیدت ڈھل گئی ہے اب نشانِ سجدہ کی صورت
نہ اٹھے گا کبھی یہ سر کہ سنگِ آستاں تم ہو

نہ ہو گا اب کوئی گمراہ اب راہِ طریقت میں
نشانِ راہِ منزل تم ہو میرِ کارواں تم ہو

یقیں ہے ناخداؤں کو جو کشتی دل کی کھیتے ہیں
نہ ڈوبے گی کبھی کشتی وہ جس کے پاسباں تم ہو

عطا ہو مجھ کو بھی سرمایۂ حسنِ طریقت اب
فقیروں سے سنا ہے میں نے یہ! شاہِ زماں تم ہو

بھلا مختار کو پرواہ کیونکر ہو زمانے کی
میرے حسنِ طلب کے ایک بحر بیکراں تم ہو

❄

بیکسوں کے مونس و غمخوار ہیں ہادی علی
بے نواؤں کی نوا سرکار ہیں ہادی علی

بھید کوئی بھی چھپا رہتا نہیں وجدان میں
مخزنِ اسرار کے اسرار ہیں ہادی علی

آؤ طیبہ کو چلیں آقا کا روضہ دیکھنے
ساتھیو اب قافلہ سالار ہیں ہادی علی

میرِ محفل کے جلو سے ہیں منور بام و در
دیکھ لو سر چشمۂ انوار ہیں ہادی علی

نام ان کا کیوں نہ ہو وردِ زباں شام و سحر
دین و دنیا میں مرے سردار ہیں ہادی علی

میرے ہادی پرتوِ سرکار کی ہیں اک جھلک
ہاں میری سرکار کے سرکار ہیں ہادی علی

ہو بھلا مختار کیوں مجبور جب ہے اختیار
اختیارِ فیض پر مختار ہیں ہادی علی

❋

ذکرِ ہادی رات دن کرنا مرا ایمان ہے
میری بخشش کا یہی روزِ جزا سامان ہے

استقامت ہو عطا اس وادیٔ پرخار میں
روح فرسا جان لیوا سامنے طوفان ہے

دل رموزِ عشق کا محرم نہ ہو کیونکر یہاں
"روح پرور ہادیٔ ذی شان کا عرفان ہے"

اک نگاہِ لطف مجھ پر ہو مرے ہادی حضور
یہ نگاہِ لطف میرے درد کا درمان ہے

میری نظروں میں زمانے کی بھلا وقعت ہو کیا
یادِ ہادی میں سراپا محو میری جان ہے

میں درِ ہادی پہ آ پہنچا اسیری فیض سے
رحمت العالمیں کا مجھ پہ یہ احسان ہے

دین و دنیا میں مجھے مختار سب کچھ مل گیا
میں درِ ہادی پہ آ پہنچا یہ میری شان ہے

❋

جوبنے دا رنگ ویکھو اج میری سرکار تے
کر دتا احسان سوہنے اج مڑ گلزار تے

مینوں سکھیاں دے رلایا سنگ میرے شاہ نے
مان میں کیوں نہ کراں سوہنے پیا دلدار تے

پھر پلا دتی نویں ہی رنگ دی میخانے وچ
رحم چا کیتا مرے ساقی نے پھر میخوار تے

سن لیا دنیا نے اوہ دنیا توں اچے ہو گئے
آ گرے جو آ گرے دے شاہ دے دربار تے

میرے بگڑے کم سنور جاون اے سائیاں سوہنہ تری
جے کرم دی نظر پاویں چا بھلا مختار تے

❄

حضورِ پیر و مرشد میرے افسانے کہاں جاتے
نہ ہوتی شمع گر روشن تو پروانے کہاں جاتے

تیرے دامن سے وابستہ تیرے در کے یہ شیدائی
تیرا در چھوڑ کر مرشد یہ مستانے کہاں جاتے

تمہارے فیض سے رونق ہے اس دل کے بیاباں میں
تمہارا فیض نہ ہوتا تو ویرانے کہاں جاتے

غنیمت ہے تمہارا آستانہ مل گیا ورنہ
شکوری در نہ ملتا تو یہ دیوانے کہاں جاتے

نہ تیرے در پہ آتے جو بھلا مختار بتلاؤ
مقدر اپنا پھر ہم لوگ چمکانے کہاں جاتے

ترے شہرِ محبت میں ترے الزام ملتے ہیں
جو نکلے تھے کبھی کعبہ سے وہ اصنام ملتے ہیں

رہ و رسمِ عقیدت راس جس کو آ گئی سمجھو
اسے دنیا میں اپنے پیر سے انعام ملتے ہیں

تصور میں جو گم ہوتے ہیں اپنے ہادی مرشد کے
انہیں پیرِ طریقت سمجھو صبح و شام ملتے ہیں

چلو میخواروں پینے جائیں ہم بھی ذوق و مستی میں
درِ ہادی علی شاہ پر شکوری جام ملتے ہیں

نگاہِ شوق لے آئی مجھے مختار اس در پر
کہ جس پر عاشقانِ ذوق خاص و عام ملتے ہیں

❄

عقبیٰ میری حسرت ہے تو ارمان ہے دنیا
صد حیف کہ یہ موت کا سامان ہے دنیا

یہ جن و ملک تو ہیں مدح خوان پرانے
"اس شاہِ تصوف کی مدح خوان ہے دنیا"

اس در کی گدائی پہ مجھے فخر نہ کیوں ہو
اس عشق کے مرکز پہ تو قربان ہے دنیا

ہیں دونوں جہاں جس کی نگاہوں کی تجلی
اس مردِ قلندر کا یہ عرفان ہے دنیا

مختار پہ بھی نظر کرم کیجیے آقا
مائل بہ ستم مجھ پہ یہ ہر آن ہے دنیا

❄

پر تو انوار پھیلا ہے مہر اتمام کا
یہ بھی اک جلوہ ہے میرے ذوالجلال اکرام کا

اس رخِ تاباں کے جلوے اللہ اللہ کیا کہوں
جلوہ گاہِ کانپور واللہ خاص و عام کا

ہاتھ تھاما ہے مرے ہادی نے میرا بزم میں
کچھ خطر مجھ کو نہیں ہے گردشِ ایام کا

ذرہ ذرہ کانپور کا آج دیتا ہے صدا
میرے ہادی نے علم لہرا دیا اسلام کا

لاالہ کا ذکر ہے مختار اور میری زباں
کام آئے گا یہی بس ذکر صبح و شام کا

یہ میں نے مژدہ سنا آستانِ ہادی پر
ہے بابِ خلد کھلا آستانِ ہادی پر

جو صوفی تھے وہ بنے رند، رند صوفی بنے
عجب کرشمہ ہوا آستانِ ہادی پر

شہوں کے سامنے جو سر جھکا وہ سر نہ رہا
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر"

غریب دل کو جہاں میں کہیں سکوں نہ ملا
سکوں ملا تو ملا آستانِ ہادی پر

خلوصِ دل سے یہ مختار عشق ہادی میں
قصیدہ میں نے لکھا آستانِ ہادی پر

نے مستی دے آثار ہادی دے در تے
محبت دے اسرار ہادی دے در تے

جھڑے عشق دی مار نوں جھل نہ سکے
اوہ رووَن گنہ گار ہادی دے در تے

میں کلا ساں اس کلی دنیا دے اندر
مینوں مل گیا یار ہادی دے در تے

میرے عرسِ ہادی دی خوشیاں تے ویکھو
عجب کھڑیا گلزار ہادی دے در تے

ذرا دل دی اکھ نال اِت ول تے ویکھو
"برسدے نے انوار ہادی دے در تے"

نہیں لوڑ جنت دے باغاں دی مینوں
میں بیٹھا ہاں مختار ہادی دے در تے

دیکھو تو جا کے ہادیِ علی کے حضور میں
رحمت برس رہی ہے دیارِ شکور میں

مستی کا جام اور ہے ہستی کا جام اور
اک کیفِ سرمدی ہے اس جامِ طہور میں

مجھ پر نگاہ لطف و کرم ہو مرے لئے
کس چیز کی کمی ہے مقامِ حضور میں

وجد ان پہ کیوں نہ طاری ہو محفل میں آپ کی
اک گونہ بیخودی سی ہے کیف و سرور میں

دل میں ہے نورِ ہادویہ آج۔ جلوہ گر
سمجھو کہ جلوہ گر ہے یہاں نور، نور میں

فرزانگی ملے نہ بظاہر تو غم نہیں
اللہ کرے کہ عشق ہو تحت الشعور میں

مختار ہم نے دیکھی تجلی نگاہ میں
موسیٰ کو جو تجلی نظر آئی طور میں

جو ڈھونڈیں راستے خبریں انہیں منزل کی ملتی ہیں
انہیں صحراؤں میں بھی راحتیں محفل کی ملتی ہیں

لٹا دیتے ہیں جو ہوش و خرد اللہ کے رستے میں
انہیں رستوں میں اڑتی دھجیاں محمل کی ملتی ہیں

چلو اے دل تمہیں سرمایۂ کون و مکاں دے دیں
"درِ ہادی شکوری پہ مرادیں دل کی ملتی ہیں"

دیارِ حسن میں رکھا ہے کیا، چل عشق کے در پر
حضورِ عشق سب کرنیں مہ کامل کی ملتی ہیں

اسیرِ عشق کے دربار میں مختار چل بیٹھو
وہاں منجدھار میں خبریں ہمیں ساحل کی ملتی ہیں

❋

درِ ہادی پہ میری جان ہی جانِ ثمر ہو گی
جنونِ عشق کی لذت بھی مرہونِ جگر ہو گی

تمناؤں نے پھیلائے ہیں دامن ایک عرصہ سے
دلِ درد آشنا کو جانے یہ کب تک خبر ہو گی

شکوری میکدہ سے منتظر ہوں جام مل جائے
مری جانب کبھی تو میرے ساقی کی نظر ہو گی

شب دیجور ہو گی ایک دن کافور دیکھو گے
"میرے ہادی کے جلوؤں سے زمانے میں سحر ہو گی"

مجھے مختار ہے اتنا یقیں، یہ جانتا ہوں میں
خدا کے فضل سے میری کٹھن منزل بھی سر ہو گی

ہیں آئے لوگ ستانے درِ ہادی علی شاہ پر
سکوں پرور ہیں کاشانے درِ ہادی علی شاہ پر

یہ کیا شانِ الٰہی ہے یہ کیا رنگِ طریقت ہے
محبت کے ہیں نذرانے درِ ہادی علی شاہ پر

خمستانِ امیری ہے یہاں پر کیف بٹتے ہیں
لو آؤ بھر لو پیمانے درِ ہادی علی شاہ پر

تیرے قربان میں ساقی بنام ہادی پلوا دے
صدا دیتے ہیں مستانے درِ ہادی علی شاہ پر

یہ جانبازوں کا میلہ ہے یہ عرسِ یومِ ہادی ہے
چلے آتے ہیں دیوانے درِ ہادی علی شاہ پر

رقم کیا کیا کروں میں، عرس کے منظر یہ بتلاؤ
ہیں رقصاں شمع پروانے درِ ہادی علی شاہ پر

نگاہِ شوق کے صدقے بیاں مختار کچھ کر لو
سناؤ اپنے افسانے درِ ہادی علی شاہ پر

❋

میں بھٹک سکتا نہیں دنیا کے اس بازار میں
مل گیا ہے آسرا ابوالعلا سرکار میں

اہلِ تسلیم و رضا کے عشق کا معیار دیکھ
ذکر کرتے ہیں ترا اس وادیٔ پرخار میں

میرے آقا نے لگایا اپنے سینے سے اسے
آ گرا جو آگرے کے شاہ کے دربار میں

اک نگاہِ مرشدِ میخانہ ہو جائے ادھر
تشنگی ہے کچھ ابھی باقی ترے میخوار میں

اے امیرِ شہرِ خوباں چند کلیاں ہوں عطا
کیا کمی ہے معرفت کے تیرے اس گلزار میں

مست شاہ ملتانی

ہمارے دل کا نگہ کا سرور ہادی ہے
رؤف ہادی رحیم و غفور ہادی ہے
چمن میں برگ میں گل میں حضور ہادی ہے
فدا یہ دل ہے مرا بوستانِ ہادی پر
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر"

یہی وہ ذات ہے جس کا مقام احدیت
یہی وہ ذات ہے جس کا قیام در وحدت
یہی وہ ذات ہے شہرہ ہے عام در کثرت
پڑھا یہی تو ہے لکھا قرآنِ ہادی پر
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر"

سہارا آپ کو جانو اے رہروانِ سلوک
نظارہ آپ کا دیکھو اے میہمانِ سلوک
یہی نماز یہ تسبیح یہ ہے جانِ سلوک
مٹا دو وہم سوا آن وبانِ ہادی پر
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر"

ستا رہے ہیں مجھے بے شمار رنج و الم
نڈھال جان ہے فرقت میں ہو گیا بیدم
صبا خدارا یہ کہنا کہ کیجئے بھی کرم
گذر جو ہو گا ترا گلستانِ ہادی پر
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر"

گناہ گار تھا محشر میں شرم سار ہوا
فرشتے لے چلے دوزخ کو خوب خوار ہوا
ندا دی حق نے کہ ٹھہرو یہ مست یار ہوا
کیا تھا سجدہ ادا آستانِ ہادی پر
"خوشا وہ سر جو جھکا آستانِ ہادی پر"

❄

مضطر صاحب

کوئی فرقت کی شمع رات کو جلتی اگر ہو گی
تو پروانے یہی سمجھیں کہ آخر پھر سحر ہو گی

خیالِ یار سے جو یوں سکوں پاتا ہے دل میرا
تو میرے حالِ دل کی ہو چکی ان کو خبر ہو گی

تصوف اک متاعِ دوجہاں ہے جس کو مل جائے
کسی جمشید و بابر پر نہ پھر اس کی نظر ہو گی

نہ ٹکرائی وہ جا کر عرش کے دوچار گوشوں سے
ہماری آہ بھی کیا آہ ہے جو بے اثر ہو گی

نہیں ہیں دور وہ دن جب جہاں والے یہ دیکھیں گے
"مرے ہادی کے جلووں سے زمانے میں سحر ہو گی"

نہیں دیکھا ابھی تک اہلِ دنیا نے ابھی شاید
وہی دیکھے گا اس کو آنکھ جس کی دیدہ ور ہو گی

بہت بیتاب ہوں میں دیکھنے کو ان کی صورت پر
ابھی تو رات آئی ہے نہ جانے کب سحر ہو گی

ترے اشعار کی کیا قدروقیمت ہے دل مضطر
وہی سمجھیں گے جن کو رازِ ہستی کی خبر ہو گی

مٹیں گے لاکھوں پروانے درِ ہادی علی شاہ پر
چلے آتے ہیں دیوانے درِ ہادی علی شاہ پر

ابھی سے ہوش اڑتے جا رہے ہیں بادہ خواروں کے
لٹیں گے لاکھ میخانے درِ ہادی علی شاہ پر

وہ کب آتے ہیں کیوں آئے ہیں اور کس طرح آئے
ہیں
بنیں گے لاکھ افسانے درِ ہادی علی شاہ پر

نہ سمجھیں ہیں نہ سمجھیں گے وہ ان کی ذاتِ عالی کو
جو ٹکراتے ہیں پیمانے درِ ہادی علی شاہ پر

نہیں جو اب تلک مانے وہ آئیں گے یقین رکھو
وہی لائیں گے نذرانے درِ ہادی علی شاہ پر

نہ آئی شرم جن کو زندگی میں آخری دم تک
لگے ہیں آج شرمانے درِ ہادی علی شاہ پر

نہیں آیا ہے مضطرؔ اس لئے دربار میں شاید
کوئی اس کو نہ پہچانے در ہادی علی شاہ پر
❄

منظور احمد منظور امیروی

میری کی اے جرأت تینوں ویکھ سکاں
جیکر• ویکھ سکاں تے تیری نظر اے

مینوں تیریاں لوڑاں ہر ویلے ہادی
گزارن لئی زندگی تیرا در اے

تیرے باہجھ کوئی نہیں اتھے میرا
تساں کجناں ہویا ننگا میرا سر اے

ایہہ تیری دتی ہوئی اے زندگانی
میرا کیہہ مینوں کجھ نہ آوندا نظر اے

سلامت رہوے زاہدا تیرا کعبہ
ساڈے واسطے کعبہ ہادی دا در اے

میں بلہار جاواں میں لکھ وار واری
میرے جئے کمینے تے تیری نظر اے

نبھایا ای مولا میں قربان جاواں
نہ شاعر آں نہ شاعری دا ہنر اے

ایہہ منظور ہادی اگے کیوں نہ نچے
کھیڑا انہوں روکے کاہدا انہوں ڈر اے

❄

جگ کولوں اچا شان آگرے وے پیر دا
ساڈا ایویں رانجھا جیویں رانجھا جٹی ہیر دا

مندے وی ہو جاندے چنگے جنہاں ول تکدے
بدل دیوے پل وچ پاسہ تقدیر دا

عاصی گنہگار دیاں لاجاں سب آپ نوں
توہیں ہادی آسرا ایں ایس دلگیر دا

عاصی منظور دی خطا نوں معاف کردے
واسطہ ہے آپ اگے کانپوری پیر دا

ہنیرا دور ہووے گا ہنیرے چوں فجر ہوسی
تیرا چرچا جہاناں وچ ایدھر ہوسی اودھر ہوسی

تیرے در دا گدائی ہاں تیرے در دا میں منگتا ہاں
کرن گے لوگ رل گلاں تیری دھم گھر بہ گھر ہوسی

کئی شاعر مرے ہادی دے سہرے گاون والے نیں
تے چنگیاں نال رل کے مندیاں دی وی قدر ہوسی

ہر اک پاسے میرے ہادی علی شاہ دے اجالے نیں
ہنیرے دور ہو جاسن تے نورانی سحر ہوسی

نبھا لئیں ہادیا بھیڑے کمینے تے بُجڑے نوں
تیری بخشش دی خاصاں تے عاماں وچ خبر ہوسی

چکڑ بھریاں نوں کر منظور سائیاں نال گل دے لا
ایہہ چکڑ دور ہو جانے جدوں تیری نظر ہوسی

❁

نعمت دیوانہ جیلانی

"نشانِ راہِ منزل تم ہو میرِ کارواں تم ہو"
فقیروں پر مرے آقا جہاں میں مہرباں تم ہو

امام ظاہر و باطن امیرِ صورت و معنی
حقیقت میں نبی کے جانشیں ہو، رازداں تم ہو

سہارا ہو غریبوں کا، خزانہ بے نواؤں کا
سخاوت کی شجاعت کی کہانی، داستاں تم ہو

ہمارا دین و مذہب ہو ہمارا زورِ بازو ہو
ہماری زندگی کی داستاں روزی رساں تم ہو

یہ ا اتنا جانتے ہیں ہم کہ سرمایہ ہمارا ہو
ہماری زندگی کے کارناموں کا بیاں تم ہو

کہاں طاقت قلم کو ہو ثناخوانی کرے تیری
محمد مصطفےٰ اور ذاتِ حق کے درمیاں تم ہو

تمہیں خیبر کے فاتح ہو پچھاڑا تو نے مرحب کو
جہاں کے پہلواں تم اور استادِ زماں تم ہو

رضا حق کی ہو تم مولا نبیؐ پاک کا دل ہو
زبانِ خامہ سے ظاہر ہے حرفِ کن فکاں تم ہو

نبی کے گھر کے وارث ہو رفیقِ فاطمہ تم ہو
زمانہ معترف ہے زندگیٔ جاوداں تم ہو

دعا نعمت کے دل سے بارہا لب پر یہ آئی ہے
ہمارے پیشوا ہو، رہنما ہو۔ پاسباں تم ہو

دین و دنیا میں میرے سردار ہیں ہادی علی
میرے مولا ہیں بڑی سرکار ہیں ہادی علی

دوستوں کو یاد ہے من کُنتُ مولا کی حدیث
خواجہؑ یثرب کے بے شک یار ہیں ہادی علی

خوش نصیبوں کو مبارک ہو غلامی آپ کی
کفر کی جڑ کے لئے تلوار ہیں ہادی علی

ہم فقیروں کو فقط ہے ناز اس کی ذات پر
ہر گھڑی امداد کو تیار ہیں ہادی علی

یہ وظیفہ ہے ہمارا یہ ہمارا ورد ہے
نوکِ خامہ پر بھی سو سو بار ہیں ہادی علی

یہ عقیدہ ہے ہمارا یہ ہمارا دین ہے
اپنے مستوں کے سدا غمخوار ہیں ہادی علی

بات محفل میں کریں تیری جو ہو گی دلپذیر
خوش کلامی میں مری گفتار ہیں ہادی علی

ہیں مری مشکل کشائی کو مرے مشکل کشا
میرے مونس اور مرے دلدار ہیں ہادی علی

خوش رہیں ہر وقت نعمت اپنے آقا پر ندیم
بو تراب و حیدرِ کرارؓ ہیں ہادی علی

❄

اسم ہائے گرامی منقبت نگاران

آثم کمالوی شبیر احمد
احمد حسن امیروی
اختر سدیدی
اختر لدھیانوی
اسیر سہیلوی
انور نظامی
برق صاحب
بری نظامی
جوہر جالندھری
حافظ محمد حسین حافظ
حبیب اللہ حاوی حکیم، صوفی
ساقی فیصل آبادی
شفقت اللہ شفقت
صائم چشتی
صوفی صاحب
عابد حسین عابد حکیم، سید
عاصی کرنالی (ملتان)

علی قیصر جعفری
علی محمد امیروی ماہی
ماسٹر محمد اقبال
ماسٹر محمد علی
حکیم مبارک علی فیض
محبوب عالم محبوب
محمد اقبال امیری
محمد حسن محمد اقبال
محمد سبطین جعفری
محمد عالم امیری
محمد فیروز عاجز
مختار عالم مختار
مست شاہ مستانی
مضطر صاحب
منظور احمد منظور
نعمت دیوانہ